حضرت علیؑ کی جنگیں

مؤلف سید مہدی شمس الدین

مترجم نصیر الرضا صفدر

P.H.+919068105376

حضرت علی علیہ السلام کی جنگیں

مؤلفہ

التماس دعا اکرم زیدی شمس

سید مہدی شمس الدین

ترجمہ

نصیر الرضا صفدر

وائس پرنسپل

عزیز المدارس چیچہ وطنی ○ ضلع ساہیوال

ملنے کا پتہ

نظامی پریس بکڈپو، وکٹوریہ اسٹریٹ، لکھنؤ

☆ نام کتاب :: حضرت علیؑ کی جنگیں

☆ مؤلفہ :: سید شمس الدین

☆ ترجمہ :: نصیر الرضا صفدر

☆ مطبوعہ :: نظامی پریس لکھنؤ

☆ سن اشاعت :: January 2006

☆ ہدیہ :: Rs. 40/=

ملنے کا پتہ

NIZAMI PRESS BOOK DEPOT
Victoria Street, Lucknow
Tel. : (O) 2267964,(R) 2240672
Mob. : 9935983520
E-mail : nizamipress@indiatimes.com

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین وھو خیر معین وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین لا حجت ابن الحسن عجل اللہ تعالی لہ الفرج اما بعد:-

جناب امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کے دور خلافت میں واقع شدہ جنگوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ خداوند تعالٰی نے مجھے اس کتاب کے ترجمہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ خداوندا اسے میری قبر کے منور ہونے کے لئے توشہ قرار دے۔

میں نے نہایت احتیاط سے اس کے ترجمہ میں سعی کی ہے۔ اور مصنف نے بھی مکمل طور پر تبصرہ کرتے ہوئے ان تینوں جنگوں کو بیان کیا ہے جو ناکثین، قاسطین اور مارقین کے ساتھ لڑی گئیں۔ لیکن پھر بھی اس کے چند پہلو تشنہ رہ گئے ہیں۔ جن کی تتمیم کے لئے بندہ انہیں مطرح کرتا ہے۔

ا۔ جنگ صفین کے ہیرو حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت کو مطرح نہیں کیا گیا۔ منقول ہے کہ جب وہ دن آیا جس دن عمارؓ کو شربت شہادت نوش کرنا تھا۔ تو عین اس وقت جبکہ تنور حرب گرم تھا۔ خدمت امیرالمومنینؑ میں حاضر ہوکر میدان کار زار میں جانے کی رخصت طلب کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے ذرا تامل کیا تو عمارؓ نے دوبارہ عرض کی تو حضرت نے فرمایا توقف کرو۔ عمارؓ نے دوبارہ عرض کی یہ وہی روز ہے جس کی میرے حبیب حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔ اور وعدہ شہادت فرمایا ہے۔ اجازت دیں تاکہ آپ کی نصرت میں جان قربان

کروں۔ اس وقت حضرت علیؑ آبدیدہ ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر عمارؓ کو سینے سے لگایا اور فرمایا اے ابو یقظان خداوند تمہیں جزائے خیر دے۔ تم بہتر دوست اور برادر تھے۔ عمارؓ نے کہا میں نے آنحضرتؐ سے بروز حنین سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: میرے بعد فتنہ و فساد برپا ہوں گے اے عمارؓ تم اس وقت علیؑ کے ساتھ رہنا کیونکہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد عمارؓ الوداع ہوئے اور میدان میں آئے اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرکے کہا خدایا تو خوب جانتا ہے کہ میں ہر حال میں تیرا مطیع اور فرمانبردار ہوں اگر مجھے علم ہو کہ تیری رضا اس میں ہے کہ چلتے دریا میں غرق ہو جاؤں یا جلتی آگ میں گر کر جل جاؤں تو میں ایسا کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔ پروردگارا اگر تو دوست رکھے تو میں نوک سناں اپنے شکم پر رکھوں اور زور دوں حتیٰ کہ وہ میری پشت سے نکل جائے۔ خدایا جہاں تک مجھے علم ہے آج ان منافقوں سے جنگ سے بڑھ کر کوئی عمل تیری رضایت کا باعث نہیں ہے۔ یہ مناجات پڑھ کر مصروف جنگ ہوئے۔ حتیٰ کی اٹھارہ شامیوں کو واصل جہنم کیا۔ آخر کار ابن جوہر ملعون نے ایک برچھی عمارؓ کے سینہ پر ماری عمارؓ وہ ضرب کھا کر لوٹے۔ شدت پیاس کی وجہ سے پانی طلب کیا۔ کچھ پانی ملایا ہوا دودھ لایا گیا۔ عمارؓ نے دودھ دیکھ کر کہا اللہ اکبر صدق رسولؐ اللہ، رسول اللہ نے درست فرمایا کہ عمارؓ تمہارا آخری رزق دودھ ہو گا۔ عمارؓ نے دودھ پیا لیکن جو پیا تھا زخم کی راہ سے نکل گیا اور تھوڑی دیر کے بعد شہید ہوئے۔ عمارؓ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو اہم فرمان ہیں جن سے حضرت علیؑ کی حقانیت اور معاویہ اور اس کے ساتھیوں کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اول :۔ **یدور الحق مع عمار حیثما دار۔**

حق عمارؓ کے ساتھ گردش کرتا ہے جس طرف کہ وہ گردش کرے۔

دوم :۔ روایت میں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے عمارؓ کی شہادت کی خبر دی اور فرمایا **یا عمارؓ ستقتلک الفئۃ الباغیۃ**

اے عمارؓ عنقریب تجھے ایک باغی ٹولہ قتل کرے گا۔

منقول ہے کہ جب مدینہ میں مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی تو سارے صحابہ کرام ایک ایک پتھر اٹھا کر لا رہے تھے لیکن عمارؓ یاسر دو دو پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا ابو یقظان اس قدر مشقت کیوں اٹھا رہے ہو۔ عمارؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں دوست رکھتا ہوں کہ اس مسجد میں زیادہ سے زیادہ کام کروں تاکہ زیادہ تر ثواب کا مستحق قرار پاؤں۔ حضرتؐ نے اپنی کمال شفقت سے اس کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور گرد جھاڑ کر فرمایا: عمارؓ اہل جنت سے ہے اور اسے ایک باغی ٹولہ قتل کرے گا۔ عمارؓ ان کو جنت کی طرف دعوت کرے گا اور وہ دوزخ کی طرف بلائیں گے۔ حضرت عمار یاسرؓ کی شہادت کے بعد لشکر شام میں اس حدیث کا چرچا ہوا تو قریب تھا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عمرو عاص معاویہ کے پاس آیا اور کہا ایہاالامیر، عمارؓ کے قتل نے لوگوں میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ معاویہ نے کہا عمارؓ کو ہم نے تو قتل نہیں کیا اس کا دراصل قاتل وہ ہے جو اسے یہاں لے کر آیا۔ نہ وہ یہاں اسے لے کر آتا نہ وہ شہید ہوتا۔ جب حضرت علیؑ نے اس تاویل کو سنا تو فرمایا بنا بریں حضرت امیر حمزہ کو رسول خداؐ نے قتل کیا ہے کیونکہ وہ انہیں احد کی جنگ میں لے گئے تھے۔

۲۔ جنگ صفین کے دوسرے ہیرو عاشق رسولؐ حضرت اویس قرنیؓ ہیں جنہیں معاویہ کی فوج نے شہید کیا۔ حبیب السیر میں ہے کہ اویسؓ فرات کے کنارے پر وضو کر رہے تھے کہ امیرالمومنینؑ کے لشکر کے طبل کی آواز سنائی دی۔ کسی نے

بتایا کہ شاہ ولایتؑ معاویہ کے ساتھ جنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ اویسؓ اٹھا اور لما کوئی عبادت علیؑ کی اتباع سے افضل نہیں ہے۔ حاضر ہو کر ہم رکاب ہوئے مروی ہے کہ بروز جنگ اویس پیادگان ر.جیہ میں تھا اس کے پاس دو تلواریں اور چند تیر تھے۔ اور نیز اس کے پاس ایک پر سنگریزوں کا توبرہ تھا۔ حضرت علیؑ کے پاس آیا ان کو الوداع کہا اور مصروف جنگ ہوا حتیٰ کے شہید ہوا۔ حضرت علیؑ نے ان کا جنازہ پڑھا اور دفن کیا۔

۳۔ بحارالانوار میں ہے کہ جب امیرالمومنینؑ جنگ صفین سے فارغ ہوئے تو دریائے فرات کے کنارے پر آئے اور فرمایا ایہا الوادی خبر دے کہ میں کون ہوں۔ دریا میں ایک بہت بڑا تلاطم پیدا ہوا اور اس کی موجیں شگافتہ ہوئیں اسکی طرف لوگ دیکھ رہے تھے کہ دریا سے آواز آئی

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد ارسول اللہ و ان علیا امیرالمومنین حجۃ اللہ علی خلقہ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق
نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ مومنوں کے امیر اور
تمام مخلوق پر حجت خدا ہیں۔"

خدایا مجھے یاران امیرالمومنینؑ سے شمار فرما اور قبر و حشر میں ان کی نصرت عطا فرما۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

نصیرالرضا صفدر
وائس پرنسپل جامعہ رضویہ عزیز المدارس
چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

کتاب کی اہمیت پر ایک حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عن انس بن مالک قال :

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

المومن اذا مات و ترک ورقۃ واحدۃ علیھا علم' تکون تلک الورقۃ یوم القیامۃ سترا فیما بینہ و بین النار' واعطاہ اللہ تبارک و تعالٰی بکل حرف مکتوب علیھا مدینۃ او سع من الدنیا سبع مرات۔

(الحدیث بحار الانوار جلد ۱ ص ۱۹۸)

حضرت انس بن مالک آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ :
آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی مومن اس حال میں مرے کہ اس نے علم (دین) کا لکھا ہوا ایک ورق اپنے پیچھے چھوڑا ---- تو بروز قیامت جنہم اور اس شخص کے درمیان وہ ورق حائل ہو جائے گا۔ اور اس پر لکھے گئے ہر ہر حرف کے بدلے خداوند تعالٰی اسے جنت میں ایک شہر عطا کرے گا وہ شہر دنیا کے شہروں سے سات گنا بڑا ہو گا۔

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ :۔

تاریخ گزشتہ لوگوں کا آئینہ اور آئندہ نسلوں کے لئے عبرت ہے۔ تاریخ زمانے کے پوشیدہ حقائق کو آشکارہ کرتی ہے۔ تاریخ انسان کو گزرے ہوئے زمانے اور اس زمانے میں وقوع پذیر واقعات سے آشنائی دلاتی ہے۔

تاریخ زمانہ حال و زمانہ ماضی کے درمیان اتصال قائم کرتی ہے۔ تاریخ گزرے ہوئے زمانے اور موجودہ زمانے کے درمیان مکالمہ ہے۔ تاریخ آنے والی نسلوں کے لئے تجربہ ہوتی ہے تاکہ موجودہ نسل اس سے سبق سیکھے اور اس میں موجود خامیوں کا تکرار نہ ہو جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند عزیز امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے فرمایا

"اگرچہ میری عمر اتنی زیادہ نہیں ہے لیکن تاہم میں نے ماضی کے لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے تجربات سے بہرمند ہوا ہوں ـــــ گویا کہ میں نے ان کے ہمراہ زندگی بسر کی ہے خداوند متعال نے گذشتہ تاریخ سے درس حاصل کرنے کے بارے میں قرآن مجید میں بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ اور اس کے لئے چند ایک الفاظ استعمال کیے ہیں۔

(۱) قصہ (۱۔) (۲) بناء (۲۔) (۳) ذکر (۳۔) (۴) قول (۴۔)

بنا بریں تمام آزاد فکر حضرات اور تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ بطور عموم ماضی کی تاریخ سے اور بطور خاص اسلام کی تاریخ سے بہرہ مند ہوں۔ اور ان لوگوں کے تلخ اور شیریں تجربات سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور اپنے معاشرہ کو بھی

مستفید کریں

☆ ☆ ☆

آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد تاریخ اسلام کے پانچ سال کا درخشندہ دور ۳۵ ہجری تا ۴۰ ہجری کا ہے۔ جس میں حضرت علی علیہ السلام نے زمام حکومت سنبھالا جس میں اپنی تمام تر درایت اور قومی بنیش سے حکومت اسلامی کے امور نمٹائے۔ لیکن یہ بات افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ ان کی حکومت کے دوران ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا ---- عجیب و غریب حوادث کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام اپنی قدرت اور ارادے کے مطابق کام سر انجام نہ دے سکے اور راستے میں روکاوٹوں اور موانع کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کی وجہ سے حکومت اسلامی کو رسول خداؐ کے زمانے والے طریقے پر نہ چلا سکے یہ روکاوٹیں اور موانع اگرچہ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے غصب والے مسئلہ سے دردناک نہ ہوں لیکن ان سے یقیناً" کم بھی نہیں ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی حکومت کی ترقی کے سامنے روکاوٹوں میں سے ایک وہ جنگیں ہیں جن میں انہیں الجھا' کے رکھ دیا گیا تھا۔

حضرتؑ کی حکومت کے زمانے میں ان پر تین جنگیں ٹھونس دی گئی تھیں۔

(۱) جنگ جمل (۲) جنگ صفین (۳) جنگ نہروان

ان تینوں جنگوں میں مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ کبھی کبھی تو ایسے واقعات رونما ہوئے کہ جن کا آپ کے دل اور روح پر گہرا اثر ہوا اور اس سے ان کی آہ نکل جاتی تھی۔ اور لوگوں کی جہالت و نادانی و دنیا پرستی اور جاہ طلبی پر افسوس کرتے جس کے نتیجہ میں آپ نے خداوند عالم سے تقاضا کیا کہ انہیں ان

کے وجود سے محروم کردے اور ان پر ان جیسا حاکم بنا دے۔

☆☆☆☆

جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نہروان پر لکھی گئی کتابوں میں سے مبسوط اور جامع کتاب اخبار الطوال ہے۔ جسے احمد بن داؤد دینوری نے تالیف فرمایا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ فارسی زبان میں ڈاکٹر محمود مہدی دامغانی نے کیا ہے میں نے اپنی اس کتاب میں ان تینوں مہم اور عبرتناک اور سبق آموز واقعات سے کچھ استفادہ اخبار الطوال سے کیا ہے۔ اور بعض مقامات پر ڈاکٹر محمود مہدی دامعانی کے حاشیہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور اس محب کے آخر میں بعض دیگر تاریخی منابع کی طرف اشارہ کر دیا ہے تاکہ مزید اطلاع کے خواہشمند وہاں رجوع کریں۔

آخر میں امید کرتا ہوں کہ میری یہ قلیل سی محنت امام زمانؑ ارواحنا فداہ کی بارگاہ میں مورد توجہ قرار پائے۔ اور ماضی کی صحیح تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے استفادہ کامل کا باعث بنے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی بارگاہ میں شرف قبولیت پائے۔

والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

سید مہدی شمس الدین

جنگ جمل

یا

ناکثین (بیعت توڑنے والوں) سے جنگ

مسلم بن ابی بکر روایت کرتے ہیں کہ جنگ جمل کے دوران مجھے ایک کلمہ سے فائدہ پہنچا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ فارس میں کسریٰ کی بیٹی حکومت کر رہی ہے تو آپؐ نے فرمایا۔ وہ قوم فلاح و بہبود کا منہ نہیں دیکھ سکتی جس کے امور کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں ہو۔

صحیح بخاری جلد ۹، ص ۹۷، باب الفتن، نسائی جلد ۴ ص ۳۰۵، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۵۲۵ (۵۔)

حضرت علی بن ابی طالبؑ کی بیعت

حضرت عثمان کے قتل (۶۔) سے تین روز بعد تک لوگ پیشوا کے بغیر رہے اور غافقی (۷۔) نامی ایک شخص لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا۔ تین دن کے بعد لوگوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔

اے لوگو! تم نے میری بیعت اسی طرح کی ہے جس طرح مجھ سے پہلے والوں کی تھی۔ اور بیعت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بیعت سے پہلے ہوتا ہے۔ اور جب بیعت ہو جائے تو پھر یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ امام کا وظیفہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہو اور رعیت کا وظیفہ اس کے احکامات کو تسلیم کرنا ہے۔ اور یہ بیعت تمام لوگوں کے لئے ہوتی ہے۔ جو اسے تسلیم نہ کرے ----- وہ اسلام سے اعراض کرتا ہے۔ اور یہ بیعت فضول وقوع پذیر نہیں ہوسکتی جب حضرت علی علیہ السلام

نے ان کلمات کا اظہار خیال فرمایا تو اس کے بعد عراق کی جانب سفر کا ارادہ کیا۔

ان دنوں معاویہ بن ابوسفیان شام کا گورنر تھا۔ یہ حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے سات سال اور حضرت عثمان کی حکومت کے سارے زمانے میں شام کا گورنر رہا۔

سوائے تین اشخاص کے تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ہمراہ عراق جانے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ اور وہ تین لوگ جو ان کے ہمراہ عراق جانے کے لئے تیار نہ ہوئے وہ یہ ہیں۔

(۱) سعد بن ابی وقاص (۲) عبداللہ بن عمر بن خطاب (۳) محمد بن مسلمہ انصاری

حضرت علی علیہ السلام نے مختلف شہروں کی طرف اپنے نمائندے روانہ کئے

۱۔ عثمان بن حنیف کو بصرہ۔ ۲۔ عمارہ بن حسان کو کوفہ۔

۳۔ عبد اللہ بن عباس کو تمام یمن۔ ۴۔ قیس بن سعد بن عبادہ کو مصر

۵۔ سہل بن حنیف کو شام (۸۔)

سہل بن حنیف جب شام کے سرحدی علاقے تبوک میں پہنچے تو معاویہ کی طرف سے چند لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور اسے وہاں سے ہی واپس بھیج دیا۔ اور وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس واپس آگئے۔ اس سے حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ معاویہ ہماری مخالفت کر رہا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معاویہ کی اہل شام نے بیعت کر لی ہے۔

جب حج کا موسم آیا ------ تو طلحہ و زبیر نے حضرت علی علیہ السلام سے حج کی اجازت چاہی (۹۔) چنانچہ حضرتؑ نے انہیں اجازت دے دی ---- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ حضرت عثمان کے محاصرہ کے دوران ان

کے قتل سے بیس روز قبل عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ چلی گئی تھی اور عمرہ کے بعد وہاں پر ہی رہ گئی ----- طلحہ و زبیر مکہ مکرمہ گئے اور وہاں انہوں نے حضرت عائشہ سے ملاقات کی۔

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کی طرف خط لکھا "اما بعد تم حضرت عثمان کے قتل اور ان کے بعد میری بیعت کے بارے میں مطلع ہو چکے ہو۔ اب تم بھی میری بیعت کر لو یا پھر جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔"

یہ خط حضرت علیؑ نے حجاج بن غزیہ انصاری کے ہاتھ معاویہ کی طرف روانہ کیا ----- حجاج نے خط معاویہ کے سپرد کیا تو معاویہ نے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ میں اس خط کا جواب بھیج دونگا اور وہ ان تک پہنچ جائے گا۔

حجاج واپس لوٹ گیا۔ اور معاویہ نے حکم دیا کہ دو بڑے کاغذوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملاؤ ----- اتنے بڑے خط میں کچھ بھی تحریر نہ کیا۔ فقط بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دی۔ باہر عنوان لکھا کہ یہ معاویہ بن ابی سفیان کا خط علی بن ابی طالب کی طرف ہے۔

اس خط کو بنی عبس کے ایک شخص کے ہاتھ روانہ کیا ------ جو تیز طرار شخص تھا۔ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں خط دیا۔ جب حضرتؑ نے اسے کھولا تو فقط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھی۔ البتہ اس وقت حضرت علی علیہ السلام کے پاس بزرگ لوگ بھی موجود تھے۔

اس شخص نے کہا کیا ۔اضرین میں بنی عبس سے کوئی شخص ہے؟

انہوں نے کہا ہاں۔

اس نے کہا ---- اب آپ میری ایک بات ذرا غور سے سماعت کریں۔ میں شام میں پچاس ہزار مردوں کو چھوڑ آیا ہوں جو حضرت عثمان کے لباس کے

ساتھ اپنی داڑھی کو آنسوؤں کے ساتھ خون آلود کر چکے ہیں۔ انہوں نے حضرت عثمان کی پیراہن کو نیزہ پر آویزاں کیا ہوا ہے اور وہ لوگ قسم کھا چکے ہیں کہ جب تک عثمان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہ پہنچائیں گے اپنی تلواروں کو نیام میں نہیں ڈالیں گے۔ یہاں تک کہ موت انہیں دامن گیر ہو جائے۔

خالد بن زفر عبسی اپنی جگہ سے اٹھے اور کہا خدا کی قسم تو بہت برا شخص ہے۔ کیا تو مہاجرین و انصار کو ڈرانے کے لئے آیا ہے؟ وہ حضرت عثمان کا پیراہن ہے حضرت یوسف کا پیراہن تو نہیں ہے؟ اور ان شامیوں کا رونا حضرت یعقوب کا رونا تو نہیں ہے؟ وہ شام میں تو حضرت عثمان کی بابت گریہ کناں ہیں لیکن یہاں اس کی مدد کیوں نہ کی۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو عراق کی طرف کوچ کا حکم دیا تو سعد بن ابی وقاص۔ عبداللہ بن عمر محمد بن مسلمہ سامنے آئے ---- امامؑ نے ان سے فرمایا۔ آپ کی طرف سے سست قسم کی باتیں میرے کانوں تک پہنچی ہیں جنہیں میں نے پسند نہیں کیا۔

سعد بن ابی وقاص نے کہا:

آپ نے جو سنا ہے درست ہے۔ آپ مجھے تلوار دیں تاکہ مسلمان کو کافر سے مشخص قرار دیا جاسکے۔ اور اس تلوار سے آپ کی ہم رکابی میں جنگ کروں۔

عبد اللہ بن عمر نے کہا۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے ایسی شئے پر آمادہ نہ کریں کہ جس شئے کو میں نہیں جانتا۔

محمد بن مسلمہ نے کہا:

پیغمبر اکرمؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ اپنی تلوار سے مشرکین کو قتل کروں۔ اگر میں نمازیوں کو قتل کروں ---- تو میں اپنی تلوار کو کوہ احد پر ماروں تو بہتر ہے

---- میں نے کل اپنی تلوار کو توڑ دیا ہے اس کے بعد تینوں اشخاص حضرت علیؑ کی خدمت سے واپس لوٹ گئے۔

اس کے بعد اسامہ بن زید حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے معاف رکھیں کیونکہ میں نے پروردگار سے عہد کیا ہوا ہے کہ جنہوں نے تیری وحدانیت کا اقرار کر رکھا ہے میں ان کے ساتھ جنگ نہیں کرونگا۔

جب یہ خبر حضرت مالک اشتر کو ملی تو وہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی۔

یا امیرالمومنین: اگرچہ ہم مہاجرین و انصار میں سے نہیں ہیں لیکن ان کے تابع گروہ سے ضرور ہیں۔ اور وہ چونکہ ہم سے پہلے اسلام لائے ہیں لہٰذا ہم پر سبقت رکھتے ہیں۔ لیکن ان امور میں کہ جن میں وہ ہمارے ساتھ شریک ہیں ---- ہم پر برتری نہیں رکھتے یہ بیعت تو تمام کے لئے ہے۔ اور جو شخص آپؑ کے فرمان سے روگردانی کرے گا ---- وہ قابل ملامت اور عیب دار شخص ہوگا۔ یہ لوگ جنہوں نے آپؑ کے حکم سے تخلف (خلاف ورزی) برتا ہے سب سے پہلے آپ انہیں زبانی کلامی سمجھائیں اور اگر وہ آپ کی اس بات کو نہ مانیں تو انہیں قید کر دیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں انہیں ان کے حال پر چھوڑتا ہوں جب حضرت علی علیہ السلام نے عراق کی جانب جانے کا مصمم ارادہ کیا تو انصار کے اشراف لوگ حاضر ہوئے۔

عقبہ بن عامر جو کہ جنگ بدر میں شریک تھا ---- اس نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ یہاں مدینہ کو چھوڑ کر عراق جانا چاہتے ہیں کیا وہاں جانا ضروری ہے حالانکہ یہاں مسجد نبویؐ میں نماز، منبر رسولؐ پر آمدو رفت رہتی ہے۔ اور اگر

آپکا شامیوں سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے تو حضرت عمر کی طرح کرو جو خود یہاں رہا اور سعد کو جنگ قادسیہ کے لئے اور ابو موسیٰ کو جنگ بصرہ کیلئے متعین کیا۔ ان لوگوں کی طرح کے لوگ اب بھی تمہارے ساتھ موجود ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا مال اور لوگ عراق میں ہیں اور شامی لوگ بغاوت کر چکے ہیں۔ میں ان کے نزدیک رہنا چاہتا ہوں۔

آپ نے قافلے کو کوچ کا حکم سنایا اور خود بھی چلے اور باقی لوگ بھی ان کے ہمراہ چلے۔

☆ ☆ ☆

جب طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ حج (یا عمرہ) سے فارغ ہوئے تو آپس میں حضرت عثمان کے قتل کے موضوع پر گفتگو کی۔ طلحہ و زبیر نے حضرت عائشہ سے کہا: اگر آپ ہماری بات مانیں تو ہم سب مل کر حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ نے کہا:

اس کے خون کا مطالبہ کس سے کروگے؟

انہوں نے کہا: اس کے قاتل شناخت شدہ افراد ہیں اور ان کا تعلق حضرت علیؑ کے ہم محفل لوگوں کے ساتھ ہے۔ لہٰذا تم ہمارے ساتھ آؤ۔ تاکہ ہم اپنے پیرو کار اہل حجاز کے ہمراہ بصرہ جائیں اور جب بصرہ والے آپ کو دیکھیں گے تو سارے کے سارے تمہارے ساتھ ہو جائیں گے۔

حضرت عائشہ نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا۔ اور ان دونوں کے ہمراہ باہر نکلی ---- اور لوگ اس کے دائیں بائیں جمع ہوگئے۔

☆ ☆ ☆

جب حضرت علی علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف سفر شروع کیا ---- طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ والے ماجرا کی خبر آپؑ کو معلوم ہوئی تو آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جلدی ان کے پیچھے چلتے ہیں تاکہ ان کے بصرہ پہنچنے سے پہلے پہلے ان سے جا ملیں۔ اور اگر وہ بصرہ پہنچ گئے تو سب اہل بصرہ ان کے ساتھ مل جائیں گے۔

صحابہ نے عرض کی:

اے امیرالمومنینؑ جیسے آپ کا حکم ہو آپؑ ہمیں لے چلیں آپؑ نے اپنے سفر کو جاری رکھا اور جب ذوقار (۱۰ـ) نامی جگہ پہنچے تو وہاں انہیں طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ کے بصرہ پہنچنے کی خبر ملی۔

ادھر بنی سعد کے علاوہ تمام اہل بصرہ نے ان کی بیعت کر لی بنی سعد نے کہا ہم نہ تمہارا ساتھ دیں گے اور نہ ہی آپ کے مخالفین کا ساتھ دیں گے۔

اسی طرح کعب بن سوربا اور ان کے خانوادہ نے بھی بیعت نہ کی لیکن جب حضرت عائشہ ان کے گھر گئیں تو انہوں نے بیعت قبول کر لی۔ اور کہا۔ میں اپنی ماں کی بات کو نہ مان کر خوش نہ تھا۔ (۱۱ـ)

جب یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی تو آپ نے سب سے پہلے ہاشم بن عقبہ بن ابی وقاص کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ اہل کوفہ کو اپنا ہم خیال بنا کر اپنے اس مشن میں شامل کریں۔

اس کے بعد اپنے فرزند حضرت حسنؑ کو اپنے صحابی عمار یاسرؓ کے ہمراہ روانہ کیا یہ دونوں کوفہ میں داخل ہوئے ان دنوں ابو موسیٰ اشعری کوفہ میں قیام پذیر تھا۔ یہ لوگوں کے درمیان مسجد میں بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔

اے کوفیو! تم سب میری اطاعت کرو۔ تاکہ تم عربوں کے لئے پناہ گاہ بنو سب مظلوم تمہاری پناہ میں آئیں گے۔ محروم تمہاری پناہ میں محفوظ رہیں گے۔
اے لوگو جب فتنہ پیدا ہوتا ہے تو یہ شک و تردید کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس سے حقائق واضح ہوتے ہیں۔ آپ اپنی تلواروں کو نیام میں رکھیں۔ اور اپنے تیر توڑ ڈالیئے اور اپنے اپنے گھروں کے اندر ہو جائیں۔

اے لوگو! جو شخص فتنہ کے دوران محو خواب ہو وہ بیدار سے بہتر ہے۔

حضرت امام حسنؑ اور حضرت عمار یاسرؓ جب مسجد میں پہنچے تو لوگوں کے ایک

جم غفیر کو ابو موسیٰؓ اشعری کے گرد جمع دیکھا اور اس کی اس تقریر کو بھی سنا۔

اسے امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ہماری مسجد سے باہر نکل جا اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس کے بعد حضرتؑ اور عمارؓ دونوں منبر پر تشریف لے گئے اور انہوں نے جنگ کی تیاری کی دعوت دی۔

حاضرین سے حجر بن عدی کندی جو کہ کوفہ کے اہل دانش طبقہ سے تعلق رکھتا تھا کھڑا ہوا اور عرض کی۔

خداوند آپ کو سلامت رکھے۔ اور کہا لوگو کم اور زیادہ (اسلح کے) وزن کے ساتھ باہر نکلو۔ (۱۲ـ)

لوگوں نے ہر طرف سے باآواز بلند کہا ہم نے امیرالمومنین علیہ السلام کے فرامین کو سنا اور ہم ان کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں۔ ہم آسانی اور سختی، تنگدستی اور فراخی ----- ہر حال میں جنگ اور نصرت امام کریں گے۔

حضرت امام حسینؑ اور حضرت علیؑ کی آپس میں گفتگو

جب کوفی تیار ہو کر گھروں سے جنگ کے لئے نکلے تو امام حسنؑ نے انہیں شمار کیا تو ان کی تعداد ۹۶۵۰ تھی۔ یہ لشکر حضرت علی علیہ السلام کے منزل ذی قار سے حرکت کرنے سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ جس پر حضرت علی علیہ السلام نے آگے سفر شروع کیا۔

دریں اثناء حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بابا کے نزدیک آئے اور عرض کی

"بابا جان حضرت عثمان کے قتل کے بعد جب لوگ آپؑ کی خدمت میں آئے اور آپؑ سے حکومت اسلامی کی تشکیل کے لئے تقاضہ کیا تو میں نے آپؑ

سے گزارش کی تھی کہ جب تک تمام لوگ آپؑ کی اطاعت میں نہ آجائیں آپ اسے قبول نہ کریں۔"

اب جبکہ طلحہ و زبیر اور عائشہ آپ کے خلاف خروج کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہاں میں کہتا ہوں کہ آپؑ مدینہ کی طرف واپس لوٹ جائیں۔ اور اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور جب حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو اس وقت میں نے استدعا کی تھی کہ آپؑ مدینہ سے چلے جائیں اس لئے کہ اگر عثمان قتل ہوگیا تو اس سانحہ میں آپؑ موجود نہ ہوں گے۔ لیکن آپؑ نے ان تمام امور میں میری کسی بات کو بھی قبول نہیں فرمایا" (۱۳۔)

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں فرمایا

یہ بات مناسب نہ تھی کہ میں تمام لوگوں کی اطاعت کے لئے منتظر رہتا کیونکہ بیعت تو فقط مدینہ و مکہ میں مقیم انصار اور مہاجرین کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور چونکہ یہ سب بیعت پر راضی تھے اور انہوں نے بیعت کو تسلیم بھی کرلیا تھا لہٰذا باقی تمام لوگوں پر رضایت واجب ہوگئی باقی رہا مسئلہ کہ میں گھر میں کیوں بیٹھا رہا تو یہ اس لئے تھا کہ مجھے امت کے تفرقہ کا خوف تھا۔ اور حضرت عثمان کے محاصرہ کے دوران میرے لئے مدینہ سے چلے جانا ممکن نہ تھا۔ کیونکہ جس طرح انہوں نے عثمان کا محاصرہ کیا ہوا تھا میرا بھی محاصرہ کیا ہوا تھا۔

"اے بیٹے مجھ پر اعتراض نہ کرو کیونکہ میں تم سے ان موارد کی بابت زیادہ دانا ہوں"

حضرت علیؑ کے جنگ جمل کے علمدار

جب بصرہ کے نزدیک پہنچے تو سپاہیوں کو تیار کیا اور تمام علموں کو جمع کرکے

سات علم نصب فرمائے۔

حمیر اور ہمدان کے قبائل کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار سعید بن قیس ہمدانی کو قرار دیا۔

مذحج اور اشتری قبائل کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار زیاد بن نضر حارثی کو قرار دیا۔

بنی طی کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار عدی بن حاتم کو قرار دیا۔

قیس عبس و بیان کے قبائل کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار سعد بن مسعود ثقفی کو قرار دیا اور یہ شخص مختار ثقفی کے چچا تھے۔

بنی کندہ، حضر موت، قضاعہ، مہدہ کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار حجر بن عدی کندی کو قرار دیا۔

ازو بجیلہ خثعم اور خزاعہ کے قبایل کیلئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار مخنف بن مسلم اور ازدی کو قرار دیا۔

بکر، تغلب، ربیعہ کے قبائل کے لئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار محد فرج ذہلی کو قرار دیا۔

قریش، انصار اور باقی حجازیوں کیلئے ایک علم نصب فرمایا جس کا علمدار عبد اللہ بن عباس کو قرار دیا۔

ان سات لشکریوں نے اسی ترتیب سے جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نہروان میں شرکت کی۔

پیادہ لوگوں کی کمانڈ جندب بن زہیر ازدی کو دی گئی۔ حضرت علی علیہ السلام خریبہ (۱۴۔) پہنچے تو ان کی سات لشکروں کے ساتھ آمد کا طلحہ و زبیر کو علم ہوا تو انہوں نے بھی اپنے لشکر کو تیار کرنا شروع کر دیا۔ انہوں نے بھی علم نصب کئے۔

حملہ کر دو۔

دونوں لشکر آپس میں نبرد آزما ہوئے اور نیزوں اور تلواروں سے حملہ آور ہوئے ہی تھے کہ زبیر اپنے بیٹے عبد اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا پسر جان میں جنگ نہیں کرنا چاہتا اور واپس جا رہا ہوں اور تم بھی میرے ساتھ واپس آجاؤ۔

عبد اللہ نے پوچھا اس اچانک تبدیلی کا کیا راز ہے؟ تو زبیر نے کہا علیؑ نے مجھے آنحضرت ﷺ کی ایک بات یاد دلا دی ہے۔ جسے میں بھلا چکا تھا۔

عبداللہ نے کہا۔ خدا کی قسم ------ میں تو واپس نہیں جاؤنگا یہاں تک کہ خداوند ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔

زبیر نے اسے اپنے حال پر چھوڑا اور خود حجاز واپس جانے کے لئے بصرہ چلا گیا۔

طلحہ کی موت مروان کے ہاتھوں

جب طلحہ نے دیکھا کہ زبیر واپس جا رہا ہے۔ تو اس نے بھی جنگ سے واپس جانے کا ارادہ کیا ------ اس بات کا مروان بن حکم کو پتہ چلا تو اس نے طلحہ کی طرف ایک تیر کو پھینکا جو ان کے زانو پر لگا جس سے خون کا فوارہ پھوٹا اور کافی مقدار میں خون کے بہہ جانے کی وجہ سے طلحہ نے اس دنیا سے رحلت کی۔

زبیر بصرہ میں پہنچا تو اس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ اونٹوں پر سامان باندھا جائے اور میرے پیچھے چلے آئیں۔ اور وہ خود خریبہ کے راستہ سے بصرہ سے باہر آیا۔

اور احنف بن قیس کے گھر کے قریب سے گزرا ------ احنف اور اس کے گھر والے جنگ سے کنارا کش تھے۔ احنف نے پوچھا کوئی ہے جو پتہ کرکے

آئے کہ زبیر جنگ چھوڑ کر کیوں آیا ہے اور اب اس کا ارادہ کیا ہے؟

عمرو بن جرموز نے کہا۔ میں آپ کے لئے معلومات اکھٹی کر کے لاتا ہوں وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ----- اپنی تلوار حمائل کی اور زبیر کے پیچھے چل دیا۔ یہ نماز ظہر سے پہلے کا وقت تھا۔ کافی دور جا کر وہ زبیر کے ساتھ جا ملا۔ اور اس نے زبیر سے پوچھا۔

اے ابا عبد اللہ ! قوم کو کس حال میں چھوڑ آیا ہے؟ زبیر نے کہا۔ اس حال میں کہ وہ ایک دوسرے پر تلواریں چلا رہے ہیں۔ اس نے کہا اب کہاں جا رہے ہو؟ زبیر نے اسے کہا میں اپنے کام کے سلسلہ میں جا رہا ہوں کیونکہ جنگ کی صحت و فساد کے بارے میں مجھے کچھ بصیرت نہیں ہے۔

عمرو بن جرموز نے کہا میں بھی خریبہ جا رہا ہوں چلئے اکھٹے چلتے ہیں۔ دونوں اکٹھے چل دیئے تھوڑی دیر کے بعد نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔

زبیر نے کہا: نماز کا وقت ہے اور میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں عمرو نے کہا: تم میری طرف سے امان میں ہو کیا میں بھی اپنے آپ کو تمہاری امان میں سمجھوں؟ عمرو نے کہا۔ ہاں دونوں اپنی اپنی سواری سے اترے۔ اور جب زبیر نے نماز شروع کی اور سجدے میں گیا تو عمرو نے اپنی تلوار سے اس پر حملہ کر دیا۔ اور موقع پر ہی اسے ہلاک کر دیا۔ اس کی زرہ تلوار اور گھوڑا لے کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اس وقت حضرت علیؑ بیٹھے ہوئے تھے ----- اور جنگ ہو رہی تھی اور حضرت علیؑ جنگ کا جائزہ لے رہے تھے عمرو نے زبیر کے ہتھیار حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پھینکے۔ جب حضرت نے زبیر کی تلوار کو دیکھا تو فرمایا:

اے پسر صفیہ تو زبیر کا قاتل ہے ------ تجھے جہنم کی آگ کی مژدہ ہو۔

عمرو بن خرموز نے کہا میں نے آپ کے دشمن کو قتل کیا ہے۔ اور آپ مجھے

جہنم کی آگ کی خبر سنا رہے ہیں؟

اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو حکم دیا کہ اپنے علم کو آگے لے چلو۔ محمد بن حنفیہ نے حکم کی بجا آوری کی۔ لوگ عبداللہ بن زبیر کے گرد جمع ہو گئے۔ اور اسے تمام واقع سے آگاہی ہوئی۔

جب محمد بن حنفیہ اپنے علم کو لے کر آگے بڑھے تو بصریوں نے تلواروں اور نیزوں سے ان کا استقبال کیا تو وہ اپنے علم کو لے کر وہیں ٹھہر گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان سے علم کو لے لیا اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے ان لوگوں نے بھی آپؑ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے علم دوبارہ محمد بن حنفیہ کو دے دیا اور حملے پہ حملے کئے جنگ گھمسان کی ہوئی اور ان زور دار حملوں میں کعب بن سور باقتل ہوا اور لوگ حضرت عائشہ کی سواری سے دور بھاگ نکلے البتہ قبیلہ ازد اور ضبہ کے لوگ ثابت قدم رہے اور انہوں نے شدید لڑائی کی۔

جب حضرت علی علیہ السلام بصرہ والوں کی ثابت قدمی اور پاسداری کو دیکھا تو اپنے بزرگ اصحاب کو جمع فرمایا اور ان سے کہا:

یہ لوگ غصے میں بھرے ہوئے ہیں تمہیں بھی چاہئے کہ ان سے شدید ترین جنگ کرو۔ یہ حکم ملتے ہی مالک اشتر وعدی بن حاتم و عمرو بن حوق اور عمار بن یاسرؓ اپنے اپنے فوجیوں کے ہمراہ دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت عائشہ کے میسرہ کے کمانڈر عمرو بن یثربی نے اپنی فوج سے کہا کہ یہ لوگ حضرت عثمان کے قاتل ہیں ان پر ٹوٹ پڑو اور اپنے حملوں کو شدید سے شدید تر کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضرت عائشہ کی سواری کو نہایت ہی حفاظت سے رکھا ہوا تھا لیکن پھر بھی کئی ایک تیر اس سواری کو جا لگے۔

دونوں طرف سے شدید جنگ ہو رہی تھی اور دونوں طرف سے کئی فوجی مارے جا رہے تھے اور میدان جنگ میں ہر سو دھول پھیلی ہوئی تھی جا بجا پرچم گرے پڑے تھے کہ اچانک حضرت علی علیہ السلام نے ایک زور دار حملہ کیا جس حملہ میں ان کی تلوار بھی ٹوٹ گئی۔

دریں اثنا بصرہ کے ایک شجاع عمرو بن اشرف نے میدان کار زار کا رخ کیا اور جو بھی حضرت علی علیہ السلام کا صحابی اس کے مقابلہ میں آتا بچھاڑ دیا جاتا۔ اس نے یوں رجز پڑھا۔

"اے ماں اور بہترین ماں جسے ہم جانتے ہیں وہ ہے جو اپنے بچوں کو غذا دیتی ہے۔ کیا یہاں نہیں دیکھتی کہ بہت سے گھڑ سوار زخمی ہو رہے ہیں اور کئی کے سر کاٹے جا رہے ہیں اور کلائیوں سے ہاتھ کٹ رہے ہیں۔"

دریں سانحہ ---- حضرت علی علیہ السلام کی فوج کے پہلوان حارث بن زہیر ازدی میدان کار زار میں اترے اور عمرو بن اشرف پر حملہ آور ہوئے انہوں نے ایک دوسرے پر ایسے ہاتھ پاؤں مارے کہ موقع پر ہی عمرو بن اشرف ہلاک اور حارث بن زہیر شہید ہوئے۔

بصرہ کے لوگ پراگندگی کا شکار ہو گئے۔ اور حضرت مالک اشتر نے اپنے آپ کو حضرت عائشہ کے اونٹ کے قریب کیا۔ دیکھا کہ عبد اللہ بن زبیر(۱۵ھ) ان کی سواری کی باگ پکڑے ہوئے ہے۔

مالک اشتر کا عبداللہ بن زبیر پر زور دار حملہ

حضرت مالک اشتر نے اپنے آپ کو عبداللہ بن زبیر کے اوپر گرا دیا۔ اور اسے اپنے نیچے دبا دیا۔ جس پر عبد اللہ نے فریاد کی کہ مجھے مالک مارنا چاہتا ہے۔ جب اس کے حامیوں نے یہ فریاد سنی تو مالک اشتر کے گرد جمع ہوگئے جس سے اسے اپنی جان کی پڑ گئی! مالک اشتر فوراً" عبد اللہ بن زبیر کے اوپر سے اٹھے اور ایسی جنگ کی کہ پا پیادہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل گئے۔ پیادہ اس لئے کہ جب انہوں نے عبداللہ کو پکڑا تھا تو ان کا گھوڑا بھاگ گیا تھا چونکہ عبداللہ نے لفظ مالک کو استعمال کیا تھا لہٰذا اس کے ساتھی اس کی بات سمجھ نہ سکے جس سے وہ ان کے پہلے حملہ سے بچ گئے اور بعد میں وہ خود جنگ کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔

عدی بن حاتم کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی۔ عمرو بن حمیق جو کہ کوفہ کے بہت بڑے عابد تھے اس نے اپنے ہم خیال ساتھیوں کے ساتھ مل کر شدید لڑائی کی جس سے اس کی تلوار بھی ٹوٹ گئی۔ اور وہ اپنے بھائی ریاح کے پاس واپس لوٹ گیا۔ ریاح نے اسے کہا اے بھائی دیکھو کہ آج ہم نے کتنی شدید جنگ کی ہے۔ اگر ہم کامیاب اور فتح یاب ہو جائیں تو یہ فتح اسی وجہ سے ہوگی۔

حضرت علی علیہ السلام نے بصریوں کے لشکر کو حضرت عائشہ کے اونٹ کے ارد گرد جمع دیکھا۔ تو عمار اور سعید بن قیس اور قیس بن سعد بن عبادہ اور مالک اشتر اور ابن بدیل اور محمد بن ابی بکر اور چند ایک بزرگ اصحاب سے فرمایا:

جب تک یہ (حضرت عائشہ کا) اونٹ ان بصریوں کے سامنے موجود ہے یہ استقامت اور ثابت قدم ہیں اگر یہ اونٹ ان کے سامنے نہ رہے تو یہ سب بھاگ کھڑے ہوں گے۔

انہوں نے اس اونٹ پر حملہ کر دیا۔ جس سے سب اہل بصرہ دور بھاگ

نکلے۔ بنی مراد کے ایک شیخ امین بن ضبیعہ کوفی اونٹ کے قریب آیا اور اونٹ کے پینچوں کو کاٹ ڈالا اونٹ بلبلایا اور گر پڑا اور حضرت عائشہ کی ہودج سرنگوں ہوگئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا:

اپنی بہن کے قریب جاؤ محمد نے اپنا ہاتھ ہودج میں داخل کیا اور عائشہ کے جامہ تک ہاتھ بڑھایا تو حضرت عائشہ نے کہا انا للہ ------ تو کون ہے؟ تیری ماں تجھ پر روئے۔ کہا میں تیرا بھائی محمد ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو آواز دی اور فرمایا:

"کسی بھی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کریں اور کسی بھی زخمی کو قتل نہ کریں اور کسی کے مال کو نہ چھینیں جان لو جو شخص اپنا اسلحہ زمین پر رکھ دے اور جو کوئی اپنے گھر میں بیٹھ جائے۔ ہماری طرف سے امان میں ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب نے بصریوں کے سامان کو نہیں اٹھایا تھا البتہ ان کی سواریوں اور اسلحہ کو اپنے تصرف میں لا چکے تھے۔ حضرت کے اصحاب میں سے ایک شخص نے دریافت کیا مولا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی جان ہمارے لئے مباح ہو اور ان کا مال و متاع کا لوٹنا جائز نہ ہو۔

حضرت علیؑ کا اپنی فاتح فوج کو خطاب

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"جو لوگ ایک خدا کی پرستش کرتے ہوں ان کو اسیر نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی ان کے مال کو غنیمت کے طور پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ البتہ جنگی ہتھیار پر تصرف جائز ہے۔ جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کریں۔"

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر سے کہا کہ اپنی بہن عائشہ کو ان کی منزل پر چھوڑ آؤ۔ اسے عبد اللہ بن حنف خزاعی کی بیوی صفیہ کے گھر پہنچایا گیا کیونکہ وہ خود قتل ہو چکا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے محمد بن ابی بکر سے فرمایا:

دیکھو! کہیں تمہاری بہن کو صدمہ نہ پہنچا ہو؟ عرض کی مولا تیر کی وجہ سے ان کا بازو زخمی ہے۔ اور ھودج کے گرنے سے خراشیں سی آگئی ہے۔

حضرت علیؑ کا جامع مسجد بصرہ میں خطبہ

حضرت علی علیہ السلام بصرہ میں آئے اور وہاں کی جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ سب لوگ جمع ہوئے تو حضرت ؑ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور خداوند کی حمد و ثنا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کے بعد فرمایا:

اما بعد "اللہ تعالی کی رحمت وسیع اور عذاب درد ناک ہے۔

اے بصرہ والو!

اے عورت کی فوج! اے چو پاؤں کے پیروکارو! تم میرے بارے میں کیسی فکر رکھتے ہو؟ جب اونٹ آواز لگاتا تھا تو تم جنگ کرتے تھے۔ تمہارا اخلاق پست اور عہد نامضبوط ہے اور تمہارا پانی نمکین اور تلخ ہے۔ تمہاری زمین پانی کے نزدیک اور آسمان سے دور ہے۔

خدا کی قسم ایک دن اس شہر کو پانی گھیرے گا۔ جس سے صرف مساجد کے کنگرے نظر آئیں گے۔ اب اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ (۲۶۔)

اس کے بعد حضرتؑ منبر سے تشریف لائے اور اپنی قیام گاہ کی طرف چلے گئے۔ اور محمد بن ابوبکر سے فرمایا:

اپنی بہن کے ہمراہ جاؤ اور اسے مدینہ پہنچا آؤ۔ اور بعد میں جلد از جلد واپس آجاؤ۔

محمد نے عرض کی:

اے امیرالمومنینؑ مجھے اس کام سے معذور رکھیں حضرتؑ نے فرمایا:

میں آپ کو معاف نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

وہ اپنی بہن کے ہمراہ گئے اور اسے مدینہ منورہ پہنچایا حضرت علی علیہ السلام نے بصرہ سے حرکت کی اور عبد اللہ بن عباس کو وہاں بصرہ چھوڑ گئے۔

جب بصرہ شہر سے باہر پہنچے اور بصرہ کے در و دیوار پوشیدہ ہوئے تو فرمایا:

حمد ہے اس رب کی کہ جو مجھے ایسے شہر سے باہر لے آیا ہے کہ جس کی خاک تمام شہروں سے بدتر ہے۔ اور تمام شہروں سے ویران تر ہے اور پانی کے نزدیک اور آسمان سے دور ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے قافلہ کو حرکت دی جب کوفہ کے نزدیک پہنچے تو ارشاد فرمایا:

اے کوفہ تجھ پر آفرین ہو ------ تیری ہوا کس قدر خوش اور تیری خاک کس قدر پر برکت ہے۔ جو تجھ سے باہر نکلے گا گناہگار ہوگا۔ اور جو کوئی یہاں آئے گا رحمت الہی اس کے شامل حال ہوگی۔

شب و روز اس وقت کشادہ ہوں گے جب مومنین تیری طرف رجوع کریں گے۔ اور بدکار اشخاص یہاں رہنا پسند نہیں کرتے۔ یہاں کے رہنے والے بعض لوگ جمعہ کے روز سویرے سویرے تیار ہوں گے لیکن دوری سفر کی وجہ سے وہ نماز جمعہ میں شریک نہ ہو سکیں گے حضرت علی علیہ السلام ۱۲ رجب المرجب ۳۶ ہجری کو کوفہ شہر میں داخل ہوئے۔

اہلیان کوفہ نے عرض کی مولاؑ آپ شاہی محل میں کیوں نہیں رہیں گے؟ آپؑ نے فرمایا میں محلہ رحبہ میں رہونگا اور جب کوفہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے جامع مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی اور رحبہ میں رہائش اختیار فرمائی۔ (۱۷۔)

حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ میں جو پہلی نماز جمعہ پڑھائی اس کا خطبہ یہ تھا۔

حمد ہے اللہ تعالٰی کے لئے۔ ہم سب اس سے راہنمائی طلب کرتے ہیں اور اس سے اپنے کاموں میں مدد چاہتے ہیں۔ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی پر ہی توکل ہے۔ گمراہی اور بدبختی سے بچنے کیلئے اس سے پناہ چاہتے ہیں۔ خداوند تو تمام لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتا ہے وہ کسی کو گمراہی کے گڑھے میں نہیں پھینکتا اور جس سے ہدایت کی توفیق سلب کر لے اس کی کوئی ذات راہنمائی نہیں کر سکتی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے واحد و یکتا کے کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ بے نیاز ہے۔ میں ایک اور بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفٰیؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ خداوند نے انہیں نبوت اور پیغمبری کے لئے منتخب فرمایا اور انہیں اپنے احکامات کی تبلیغ کے لئے مخصوص قرار دیا۔ یہ اسکے نزدیک تمام مخلوقات سے معزز ترین اور محبوب ترین ہیں انہوں نے دین مبین کی تبلیغ کی اور لوگوں کو خیر اور بھلائی کی نصیحت فرمائی۔ اور جو فرائض ان کے ذمہ تھے انہیں ادا فرمایا:

اے لوگو! میں تم سب کو تقوٰی اور خدا ترسی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ تقوئی الٰہی بہترین سفارش ہے کہ جس کی تمام بندوں کو سفارش کرنا چاہئے۔ اور یہی رضایت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اس کا انجام خداوند کے نزدیک بہت اچھا ہے۔

تمہیں تقوئی اور خدا ترسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور تمہاری غرض خلقت نیکی کو قرار دیا گیا ہے۔ پس غضب الٰہی سے بچو۔ کیونکہ اس کا عذاب اور گرفت سخت ہے۔ خداوند سے ڈرو۔ سب کام اللہ کے لئے سرانجام دو اس لئے کہ جو شخص غیر خدا کے لئے کام کرتا ہے۔ خداوند اسے ڈھیل دے دیتا ہے اور جو قربت خدا کے لئے کام کرتا ہے خداوند اسے نوازتا ہے۔ اتنا نوازتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی اتنا نہیں ہوتا۔

اپنے آپ کو خداوند کے عذاب سے بچاؤ کیونکہ اس نے تمہیں فضول پیدا نہیں کیا۔ (۱۸۔)

خداوند ---- لوگوں کے کئے ہوئے آثار کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور لوگوں کے پوشیدہ کاموں کو جانتا ہے۔ اور تمہارے اعمال کا حساب رکھتا ہے۔ اس نے ہر ایک انسان کی زندگی اور موت کو لکھ رکھا ہے۔

دنیا کی محبت تمہیں دھوکا میں نہ رکھے کیونکہ دنیا دنیاداروں کو بہت دھوکا دیتی ہے۔ اور جو دنیا سے رخ موڑ لیتا ہے دنیا اس پر فریفتہ ہو جاتی ہے دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت جاودانی ہے۔ ہم سب خداوند سے شہداء کی منزلت اور انبیاء کی مصاحبت اور نیک لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنے کا سوال کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کے اختیار میں ہیں۔ (۱۹۔)

حضرت علیؑ کے مختلف شہروں کے لئے نمائندے

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے مختلف علاقوں کے لئے اپنے نمائندے مقرر فرمائے۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

۱۔ مدائن اور جوخی (۲۰۔) کے لئے یزید بن قیس ارحبی کو مقرر فرمایا

۲۔ اصفہان اور جبل کے لئے محمد بن سلیم کو مقرر فرمایا۔

۳۔ بھرسیر اور اس کے نواح کے لئے عدی بن حارث کو مقرر فرمایا۔

۴۔ استان بالا کے لئے حسان بن عبد اللہ بکری کو مقرر فرمایا۔

۵۔ استان زو کے لئے ابو سعد بن مسعود ثقفی کو مقرر فرمایا۔

۶۔ بجستان اور اس کے نواح کے لئے ربعی بن کاس کو مقرر فرمایا۔

۷۔ خراسان کے لئے خلید بن کاس کو مقرر فرمایا۔

۸۔ موصل کے لئے مالک اشتر کو مقرر فرمایا اور موصل کے علاوہ نصیبین دارا، سنجار، (۲۱۔) آمد،(۲۲۔) میا فارقین،(۲۳۔) ہیت (۲۴۔) عانات اور دیگر شام کا علاقہ بھی مالک اشتر کے ذمہ لگائے گئے۔

یہ تمام لوگ اپنے اپنے علاقوں کی طرف چل دیئے

☆ ☆ ☆

جنگ صفین

یا

قاسطین (ظالم اور سرکش) سے جنگ

حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اگر تمام دنیا کے لوگ علی کی محبت پر جمع ہو جاتے تو خداوند جہنم کو خلق ہی نہ کرتا۔ (۲۵۔)

مولود کعبہ اور بیت اللہ کی شرافت کے رمز حضرت علیؑ کے بارے میں گفتگو بسا اوقات مشکل ہو جاتی ہے اور ان کے فضائل کا احاطہ محال ہے۔ کوئی آدمی ان کے فضائل شمار ہی نہیں کر سکتا۔

حضرت علی علیہ السلام جو کہ اعجاز باری تعالیٰ کا مجسمہ ہے۔ جن کی حیات طیبہ ہر اعتبار سے ایسی خصوصیات کی حامل ہے کہ جس سے دانشمند اور متفکر تعجب اور حیرت میں گرفتار ہو جاتے ہیں حضرت علی علیہ السلام ہر لحاظ سے اوصاف جمیلہ رکھتے تھے اور ایسا نمونہ تھے کہ جن کی نظیر نہیں ملتی مثلاً"
شجاعت میں، سیاست میں، فصاحت میں، بلاغت میں، عبادت میں، قاطعیت میں، زہد و تقویٰ میں، خاندانی امور میں، معاشرتی امور میں
مسلمانوں کے بارے اہتمام کے بابت۔

مستضعف غیر مسلم لوگوں کے بارے اندیشہ کرنے میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے میں۔

مظلومیت میں

اپنے حق سے محرومیت میں

ایک جملے میں سمندر کو کوزے میں بند کرکے کہا جاسکتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فضائل و مناقب اور نیکیوں کے منبع تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کسی لمحے بھی حق سے جدا نہ ہوئے۔ حق کے ساتھ زندہ رہے اور حق کے ساتھ ہی اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ عدل و انصاف کے دھنی نظر آتے ہیں۔

ایک مصری کی حضرت علیؑ کے بارے میں رائے

ایک مصری مصنف نے کیا خوب کہا ہے۔

آپ ہمیشہ ظلم و ستم کے مقابلے میں عدل کرتے رہے اور کسی قسم کی سازش کو قبول نہیں فرماتے تھے۔ اور ان کا قتل بھی محراب عبادت میں ان کے شدت عدل کی بنا پر ہوا۔ (۳۶۔)

ان کی زندگی تعجب و حیرت سے بھری ہوئی ہے۔ انہوں نے اس حساب اور آگاہی سے زندگی بسر کی کہ ان کے بارے میں کہا گیا:

"انہوں نے ایسی زندگی گزاری کہ ان سے پہلے والے لوگ فراموش ہوگئے اور آئندہ آنے والی نسلوں کو تعجب اور حیرت زدہ کر گئے"

آپ آنحضرتؐ کے چچا زاد اور ان کی پیاری بیٹی جناب سیدہؑ کے شوہر اور امام حسنؑ و حسینؑ اور ثانی زہراؑ کے باپ اور آئمہ ہدیٰ کے باپ ہیں۔

امام شافعی کا حضرت علیؑ کے بارے بیان

ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم ان کے بارے میں کچھ کہیں یا کچھ لکھیں یا ان کی چند خصوصیات بیان کریں۔ ان کے بارے میں تو امام شافعی نے فرمایا ہے:

"علیؑ کے دوستوں نے ڈر کی وجہ سے اور دشمنوں نے بغض کی وجہ سے ان کے فضائل کو چھپایا ہے۔ آج جو ان کے فضائل ہمارے پاس موجود ہیں ان چھپائے گئے فضائل سے بچے کھچے ہیں۔"

بنا بریں ان کی جنگیں عین حق تعالیٰ کی جنگیں ہیں۔ ان کی صلح اور لڑائی کا ترک کرنا ----- بالکل درست ہے۔ ان کے اصحاب حقیقت کے پیروکار ہیں۔ ان کے دشمن شیطان کے پیروکار ہیں ----- ناکثین، مارقین، قاسطین سب دنیا پرست تھے، بے تقویٰ تھے بے ایمان تھے۔

تاریخ دان ہمیشہ انہیں سچوں اور نیکو کاروں کا رہبر جانتے ہیں اور ان کی اطاعت اور پیروی کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

☆ ☆ ☆

اس کتاب کے تین حصے کئے گئے ہیں۔ جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ نہروان سب سے پہلے ہم نے جنگ جمل پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ اب جنگ صفین کے بارے میں تحریر کرتے ہیں تاکہ جناب امیرالمومنینؑ کے دوستوں اور محبوں کی توجہ حاصل ہوسکے امید ہے کہ:

خداوند منان ----- ہمیں رسول اعظمؐ کے بلا فصل خلیفہ حضرت علیؑ کے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور بروز محشر ----- ان کی اور ان کی اولاد معصومینؑ کی شفاعت، لطف و حمایت سے محروم نہ فرمائے۔

جنگ صفین (۳۷ھ)

حضرت عثمان کے قتل کے بعد --- بڑی تیزی سے اس کی موت کی خبر کو شام میں معاویہ ابن ابو سفیان تک پہنچایا گیا۔ اور اسے ان کے خون کے بدلے کی بابت برانگیختہ کیا گیا۔

ایک روز معاویہ بیٹھا ہوا تھا ----- ایک مرد اس کے پاس آیا اور کہا اے امیرالمومنین میرا سلام قبول فرمائیں۔

معاویہ نے کہا ----- میرا بھی آپ پر سلام ہو۔ خداوند تیرے باپ کو بخشے۔ تم کون ہو؟ تو نے تو مجھے ڈرا دیا ہے؟

اس نے کہا میں حجاج بن خزیمہ بن خمہ ہوں۔

معاویہ نے کہا کیسے آئے ہو؟

اس نے کہا آپ کو حضرت عثمان کی موت کی خبر سنانے آیا ہوں اس کے بعد اس نے دو شعر سنائے۔

تمہارے چچا عبدالمطلب کے بیٹوں نے سچے پیشوا کو قتل کر دیا ہے۔ (یا انہوں نے یہ کام ----- بغیر کسی تردد کے سرانجام دیا ہے) اگر تم اس کے خون کا بدلہ لو تو تم زیادہ حقدار ہو۔ اور اس کے لئے جلد از جلد قیام کرو۔"

بعد میں کہا: میں یزید بن اسد کے ہمراہ حضرت عثمان کی مدد کے لئے جا رہا تھا۔ کہ ابھی ہم مدینہ نہیں پہنچے تھے ----- کہ ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔

میں اور حارث بن زمر (جو میرے ساتھ تھا) نے اس سے پوچھا تو اس نے ہمیں حضرت عثمان کی موت کی خبر سنائی۔ اور ساتھ کہا کہ عثمان کے قتل میں میرا بھی ہاتھ ہے۔ اس لئے ہم نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اب تمہیں بتلانے آئے ہیں

اس لئے کہ تمہارے پاس طاقت اور فورس ہے ----- جو علیؑ کے پاس نہیں ہے۔

تمہارے پاس ایسے لوگ ہیں۔ اگر تم خاموش ہو جاؤ تو وہ کبھی بھی بولتے نہیں ہیں۔ اور جب تم بات کر رہے ہو تو خاموش رہتے ہیں اور جب کسی شئے کا حکم دو تو سرتابی نہیں کرتے۔ اور اس کے برعکس علیؑ کے پاس ایسے لوگ ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو وہ خاموش نہیں رہتے اور جب خاموش ہو جاتا ہے تو اس سے سوال جواب کرتے ہیں۔

تیرے تھوڑے ساتھی اس کے زیادہ ساتھیوں سے بہتر ہیں علیؑ کو کوئی شئے خوش نہیں کر سکتی بجزء تمہیں غصہ دلائے وہ بغیر شام کے عراق پر راضی نہیں ہوگا جبکہ تم بغیر عراق کے شام پر راضی ہو۔ معاویہ حجاج کی خبر سے سخت پریشان ہوا اور یوں اشعار کو گنگنانے لگا۔

میرے سامنے ایک ایسا کام آیا ہے کہ جس میں لوگوں کے لئے غم ہے اور طویل مدت تک آنکھیں روتی رہیں گی"

یہ ایسی مصیبت ہے کہ اگر پہاڑوں پر پڑے تو گر جائیں۔ خدا کی قسم کسی آنکھ نے ایسی مصیبت نہیں دیکھی۔ یعنی کسی کو بغیر کسی کے خون کئے قتل کر دیا گیا ہو۔ اور یہ بہت بڑی مصیبت ہے۔

مدینہ میں دو گروہ آپس میں دست و گریبان ہوئے ہیں ایک قاتل اور دوسرا بدبخت ہے۔

اس نے لوگوں کو بلایا لیکن کسی نے اس کی آواز نہ سنی، اس پر ان کے دل گواہ ہیں۔

میں عنقریب عثمان کی عزاداری کرونگا اور وہ بھی ایک گروہ کے تلواروں اور

زرہ پوشوں کے ذریعے سے ہوگی۔

تجھے ان لوگوں کے لئے جو قتل میں تیرے ساتھ تھے ---- چھوڑ دیا اس کے بعد اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ جسے بیان کروں۔

اب جبکہ تو قتل ہوگیا ہے ----- جب تک زندہ ہوں شہر میں دامن پھیلا کر نہیں پھروں گا۔ اور وہ چیز جو محبت کا معیار ہے ہم سے جدا نہ ہو سکے گی۔

عنقریب سخت جنگ کرونگا اور اس کام کو اسی سال سرانجام دونگا"

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عثمان کے جبل کے نمائندے جریر بن عبداللہ بجلی کی طرف خط لکھا۔ اسے اپنی بیعت کی دعوت دی اس نے قبول کرلی۔ اور لوگوں سے بھی حضرت علیؑ کے لئے بیعت لے لی اور بعد میں کوفہ کی طرف روانہ ہو کر کوفہ آیا۔

اشعث بن قیس کی طرف بھی خط لکھا ----- یہ حضرت عثمان کے دور حکومت میں آذربائیجان کا گورنر تھا۔ اور وہاں ہی مقیم تھا۔ اس کی گورنری پر لوگ حضرت عثمان کی سرزنش کیا کرتے تھے کیونکہ اس کی بیٹی حضرت عثمان کی بہو تھی ----- جس کی وجہ سے اس نے اسے یہ منصب دے رکھا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس نے آذربائیجان کی زمین کو درست کرایا اور وہاں اچھے آثار چھوڑے اور لوگوں کو خیر خواہی کی کوشش کیں۔ حضرت علیؑ نے زیاد بن مرحب کے ہاتھ اشعث کی طرف خط لکھا ---- اس نے حضرت علیؑ کی بیعت کی اور کوفہ آگیا۔

حضرت علیؑ کا معاویہ کی طرف بیعت کے لئے خط

اس کے بعد حضرت علیؑ نے جریر بن عبد اللہ کو معاویہ کی طرف بھیجا اور

معاویہ کو اپنی اطاعت و بیعت کی دعوت دی اور صاف صاف کہہ دیا کہ "یا بیعت کرو یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ"

مالک اشتر نے حضرت علیؑ سے عرض کی: "اس کے علاوہ کسی اور کو معاویہ کی طرف بھیجیں کیونکہ مجھے اس کے رفتار سے کچھ اور شئے سمجھ آرہی ہے"

لیکن حضرت علیؑ نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔ جریر معاویہ کے پاس حضرتؑ کے خط کو لے آیا۔ جب معاویہ کے پاس پہنچا تو شام کے رئیس اور سردار اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اسے خط دیا اور گویا ہوا۔

"یہ حضرت علیؑ کا خط ہے۔ جو اہل شام اور تیرے لئے ہے۔ اور اس میں تمہیں بیعت کی دعوت دی گئی ہے اس کے علاوہ مکہ، مدینہ، شہر بزرگ کوفہ، بصرہ، حجاز، یمن، بحرین، عمان، یمامہ، مصر، فارس، جبل، خراسان ----- والوں نے بیعت کرلی ہے۔ اور تمہارے علاقہ کے علاوہ کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اگر ان تمام مسلمانوں کا سیلاب تمہاری طرف امڈ پڑا تو تمہیں بہا کر لے جائے گا"

معاویہ نے خط لیا کھولا اور پڑھا اس خط کا متن یہ تھا

بنام خداوند بخشندہ و مہربان

یہ خط خدا کے بندے علی امیرالمومنینؑ کا ہے معاویہ بن ابوسفیان کی طرف۔ اما بعد۔ تم پر اور مسلمانان اہل شام پر میری بیعت لازم ہے جب تک میں مدینہ میں تھا تم شام میں تھے۔ جیسا کہ لوگ ابوبکر، عمر، عثمان کی بیعت کیے ہوئے تھے اسی طرح انہوں نے میری بھی کرلی ہے۔ اب جو حاضر ہیں وہ [illegible] اور کو خلیفہ بنانے کا حق نہیں رکھتے۔ اور جو لوگ غائب تھے وہ اس بیعت کو رد نہیں کرسکتے۔ اور یہ عہدہ مہاجرین و انصار کے سپرد ہے جو شخص ان کے حکم سے سرتابی کرے

اسے بیعت کے لئے کہا جائے گا۔ جو اسے قبول نہ کرے اس کے ساتھ جنگ کی جائے گی کیونکہ انہوں نے مومنوں کی روش سے روگردانی کی ہے اور پیروی نہیں کی۔ خدا بھی اسے سزا دے گا۔ اور واصل جہنم کرے گا۔ اور ان کا انجام بہت برا ہے۔

اب جس شئے کو مہاجرین و انصار نے قبول کر لیا ہے تم بھی قبول کر لو۔ کیونکہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے اسی کام میں بہتری ہے۔ اگر قبول کر لو تو بہتر ورنہ جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ اب بیعت کر لو پھر حضرت عثمان کے قتل کا مقدمہ میرے پاس لے آؤ تاکہ تمہارے اور مدعی ملیمان کے درمیان قرآن و سنت کے ساتھ فیصلہ کیا جاسکے۔ لیکن جو کام تم کر رہے ہو یہ ایسی چالاکی ہے جسے بچے شیر سے بچنے کے لئے کرتے ہیں (۲۸)۔

معاویہ نے عمرو عاص کو خط لکھ کر بلوایا معاویہ نے اپنے خاندان کے بزرگوں کو جمع کیا اور ان سے مشورہ کیا تو اس کے بھائی عقبہ نے اس سے کہا۔

تم اس مسئلہ میں عمرو بن عاص سے مدد طلب کرو۔ ان دنوں عمرو بن عاص فلسطین کے قریب زمین دارہ میں مشغول تھا اور فتنوں سے کنارہ کشی کئے ہوئے تھا معاویہ نے اس کی طرف ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا۔

طلحہ' زبیر' ام المومنین حضرت عائشہ کا واقعہ تو آپ کو معلوم ہوچکا ہے۔ اب جریر بن عبد اللہ علی کی طرف سے بیعت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ میں نے ابھی کوئی مصمم پروگرام نہیں بنایا ہے --- لہٰذا اب تم میرے پاس آجاؤ تاکہ آپ سے گفتگو کرکے پروگرام بنایا جاسکے۔

والسلام

عمرو بن عاص اپنے دو بیٹوں عبداللہ اور محمد کے ہمراہ اپنے مسکن سے چل کر شام میں معاویہ کے پاس آیا۔ کیونکہ وہ اس کا نیاز مند تھا۔ معاویہ نے اس سے کہا میں آج کل تین کاموں میں الجھا ہوا ہوں۔

عمرو بن عاص نے پوچھا وہ تین کام کونسے ہیں؟

معاویہ نے کہا: اول یہ کہ: محمد بن ابو حذیفہ نے زندان کا دروازہ توڑ کر اپنے ساتھیوں سمیت راہ فرار اختیار کر لی ہے اور مصر چلا گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمنوں میں سخت ترین شخص ہے۔

دوم یہ کہ: قیصر روم نے اپنے لشکر کو جمع کر لیا ہے اور ہمارے ساتھ جنگ کرنے آرہا ہے۔

سوم یہ کہ: جریر بھی علیؑ کی طرف سے بیعت یا پھر جنگ کا پیغام لے کر آیا ہوا ہے۔

عمرو عاص نے کہا: محمد بن ابو حزیفہ کی بابت پریشان مت ہو بلکہ اس کی طلب میں اپنے بندوں کو بھیج دو۔ اگر وہ مل جائے تو ٹھیک ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔

اور قیصر روم کی طرف خط لکھ دو کہ تم تمام رومی قیدیوں کو آزاد کردو گے۔ اور اس کے ساتھ صلح و محبت کا تقاضہ کرو تم دیکھو گے کہ وہ اسے قبول کرے گا۔ اور ایسا کرنے سے وہ تم سے خوش بھی ہو جائے گا۔

اور باقی رہا مسئلہ علی بن ابی طالبؑ ----- تو جان لو کہ مسلمان ہرگز تمہیں اس کے برابر نہیں سمجھتے۔

معاویہ نے کہا: علیؑ نے عثمان کے قتل پر لوگوں کو آشکار کیا تھا عمرو عاص نے کہا۔ بالفرض علیؑ نے ایسا کیا بھی ہو تب بھی تو نہ تو اسلام میں ان سے سبقت رکھتا ہے۔ اور نہ ہی اس کی طرح آنحضرتؐ سے قرابت رکھتا ہے۔ البتہ تم جو

چاہتے ہو میں تمہیں دلوا سکتا ہوں اور اگر میں وہ سب کچھ تمہیں دلوا دوں تو مجھے کیا دوگے؟

جو کہوگے تمیں مل جائے گا عمرو عاص نے کہا: جب تک حکومت تمہارے ہاتھ میں ہوگی مصر پر مجھے حکومت کرنے کا حق ہوگا۔

معاویہ شک و تردید میں کھو گیا اور کہنے لگا اے ابا عبداللہ اگر تجھے دھوکا دینے کا مقصد ہوتا تو تمہیں دھوکا دے دیتا عمرو نے کہا۔ مجھے کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔

معاویہ نے کہا: میرے نزدیک آ تاکہ تمہارے کان میں ایک بات کہوں۔ عمرو نزدیک آیا۔ معاویہ نے کہا یہی دھوکا کافی ہے کہ اب اس مکان میں میرے اور تیرے علاوہ کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ (۲۹۔)

معاویہ نے پھر کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ مصر بھی عراق ہی کی مانند ہے؟

عمرو نے کہا: ہاں لیکن جب مصر میرے اختیار میں ہوگا تو اس وقت دنیا تو تیرے اختیار میں ہوگی۔ اور یہ فقط اسی صورت میں ہے جب تم علیؑ کے خلاف سرکشی کروگے۔

معاویہ نے کوئی واضح جواب نہ دیا۔ عمرو اپنے گھر واپس لوٹ گیا عقبہ نے معاویہ سے کہا۔

اگر تمہاری روئی گھی میں ہو اور تم شام پر پیروز ہو جاؤ پھر بھی تم عمرو عاص کو مصر کی حکومت کے بدلے خرید نہیں سکتے۔

معاویہ نے عتبہ سے کہا آج رات یہاں ہی رہو وہ وہاں ہی رہا۔ جب معاویہ سونے کے لئے اپنے بستر پر گیا تو عتبہ نے یہ اشعار گنگنائے۔

جو شخص تلوار نیام سے نہ نکالے اور ریشم اور خز خالص کے لباس پہننے کی

طرف مائل کرے۔

اب تمہارے لئے خیر اسی میں ہے کہ دودھ فراوانی سے دوھو اور پیئو اور جو تھوڑا ہے اسے چھوڑ دو۔ ان پر بخل سے کام مت لو۔ کچھ دیر صبر کرو مصر یا ہمارا ہوگا یا علی کا ہوگا جو کمزور ہو دوسرا اس پر کامیابی کو پالیتا ہے"

معاویہ نے ان اشعار کو سنا ------ جب صبح ہوئی تو عمرو عاص کو بلایا وہ جو چاہتا تھا اسے دیا اور ایک تحریر لکھ دی۔ اس کے بعد معاویہ نے عمرو عاص سے مشورہ کیا اور کہا کہ اس مسئلہ میں تمہارا مشورہ کیا ہے؟

عمرو نے کہا: عراقیوں کی بیعت والی خبر تو تمہیں مل چکی ہے۔ اب میں نہیں چاہتا کہ تم شامیوں سے اپنے لئے بیعت لو۔ کیونکہ یہ بہت خطرناک کام ہے۔ سب سے پہلے شام کے بزرگوں کو اس کام کے لئے آمادہ کرو اور ان کے دلوں کو اپنے ساتھ ہم آہنگ کرو۔ یہاں تک کہ انہیں یقین ہو جائے کہ عثمان کے قتل میں علیؑ کا ہاتھ تھا اور تمیں معلوم ہونا چاہئے کہ شامیوں میں سے بزرگ ترین شرجیل بن سمط کندی ہے۔ کسی کو بھیج کر اسے بلوا لو اور اپنے معتقد لوگوں میں سے بعض کو راہ پر فاصلے کے ساتھ بیٹھا دو۔ سبھی اسے ایک ہی بات کہیں کہ عثمان کو علیؑ نے قتل کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ تمام اہل شام اس بات پر جمع ہو جائیں گے۔ اگر شرجیل کے دل میں یہ بات بیٹھ گی ----- تو ہرگز اس کے دل سے نہیں نکل سکے گی۔

معاویہ نے چند ایسے لوگوں کو منتخب کیا جن کو شرجیل حسن اعتقاد کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور وہ یزید بن اسد' بسر بن ابی ارطاہ' سفیان بن عمرو' مخارق ابن حارث و حمزہ بن مالک و جابس بن سعد ان لوگوں کو راستوں پر بٹھا دیا گیا ------- اس کے بعد شرجیل کو خط لکھ کر اپنے پاس بلوایا۔ اور جب وہ چلا تو راستے میں ہر ایک

کی ملاقات ہوئی تو ہر ایک نے اسے یہی کہا کہ عثمان کو علیؑ نے قتل کیا ہے۔ اس بات کو شرجیل کے دل میں بٹھا دیا جس سے اسے یقین ہوگیا۔

اور جب وہ دمشق کے نزدیک پہنچا تو معاویہ نے شام کے بزرگ افراد کو حکم دیا کہ شرجیل کا استقبال کرو۔ اور اس کی تعظیم بجا لاؤ وہ جس جس کو ملا عثمان کے قتل والی بات کرتا رہا۔ خلوت میں بھی یہی باتیں ہوتی رہیں۔ چنانچہ وہ غصے میں شرابور معاویہ کے پاس آیا اور کہا۔

میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ علی بن ابی طالبؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے۔ ---- خدا کی قسم اگر تم نے اسکی بیعت کرلی تو ہم تجھے شام سے باہر کر دیں گے!

معاویہ نے کہا: میں ہرگز آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کروں گا اور آپ کی مخالفت بھی نہیں کرونگا۔ بہرحال میں تو آپ کے ساتھ ہوں۔ شرجیل نے معاویہ سے کہا: جریر کو علیؑ کی طرف بھیج دو

معاویہ سمجھ گیا کہ شام کے لوگ شرجیل کے ساتھ ہیں اور اس نے کہا کہ یہ کام تمام لوگوں کی رضایت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اب اٹھو اور شام کے تمام شہروں کا چکر لگاؤ اور لوگوں کو اس سانحہ کی خبر در۔ اور انہیں بتاؤ کہ ہم خلیفہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں اور ہماری بیعت کی جائے تاکہ اس کے خون کا بدلہ لیا جاسکے۔

شرجیل شام کے تمام شہروں میں گیا۔ اور لوگوں سے کہا علیؑ نے عثمان کو قتل کر دیا ہے اور جنہوں نے علیؑ پر غصے کا اظہار کیا ہے انہیں بھی قتل کر دیا گیا ہے اور وہ وہاں کے علاقے میں قبضہ حاصل کر چکا ہے فقط شام کی سرزمین اس کے قبضے سے باقی ہے۔ علی کے ہاتھ میں تلوار ہے اور اپنے مخالفین کو مارنے پر تلا ہوا ہے۔ اب وہ تمہاری جانب آنا چاہتا ہے۔ ----- یہاں علیؑ سے لڑنے کے لئے

معاویہ سے زیادہ طاقت ور کوئی شخص نہیں ہے۔ اب آپ کا شرعی فریضہ یہ ہے کہ اپنے مظلوم خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قیام کرو۔ تمام لوگوں نے شرجیل کی دعوت کو قبول کر لیا ----- لیکن شہر حمص کے نیکو کار اشخاص نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم تو اپنے گھر اور مسجد تک محدود ہیں۔ البتہ تم اپنے کام میں خود بہتر جانتے ہو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جب معاویہ کو پتہ چلا کہ اب لوگ میری بیعت کر لیں گے تو اس نے جریر سے کہا: اپنے امیر کے پاس چلے جاؤ اور اسے کہو کہ میں اور اہل شام بیعت کرنے سے انکاری ہیں۔ کعب بن جمیل کے اشعار کو حضرت علیؑ کی طرف لکھ بھیجا۔

میں نے دیکھا ہے کہ شامی عراقیوں کی حکومت کو مکروہ سمجھتے ہیں اور عراقی بھی ان سے خوش نہیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے۔ اور اپنے اپنے دین اور آئین کے پابند ہیں وہ کہتے ہیں کہ علی ہمارا امام ہے۔ اور ہم ابن ہند پر ہی خوش ہیں اور عوام کہتے ہیں کہ مصلحت اسی میں ہے کہ تم بھی ہماری پیروی کرو --- لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم تمہاری پیروی میں مصلحت نہیں دیکھتے۔

"جو جس کے پاس ہے وہ اس پر خوش ہے اور اپنے سے کمزور کو دھوکا اور بے اہمیت کو اہمیت دیتے ہیں۔ اہل بصیرت علیؑ میں کسی عیب کو نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ بدعتیوں کو اس نے اپنے ساتھ ملایا ہوا ہے۔ وہ عثمان کے قتل پر نہ خوش تھا اور نہ ہی ناراض تھا اور نہ ہی کسی کو امر کیا اور نہ ہی منع کیا۔"

جب حضرت علیؑ نے ان اشعار کو پڑھا تو نجاشی حارثی سے کہا کہ ان کے اشعار کا جواب دو اس نے جواب دیا اے معاویہ تم جس کام کو نہیں کر سکتے ----- اسے آزاد کر دو اور تم جس شئے سے ڈرتے تھے خداوند نے اسے محقق

فرما دیا ہے۔ علیؑ عراقیوں اور حجازیوں کے ہمراہ آرہا ہے۔ اب تم کیا کرو گے کیونکہ وہ تو تلوار اور نیزہ چلانے والے ہیں اور ان کا آئین خاکی ہے۔

انہوں نے طلحہ و زبیر اور ناکثین کو شکست دے دی ہے۔ اگر وہ عراقیوں کی حکومت کو پسند نہیں کرتے ----- تو ہم اسے پسند کرتے ہیں اور اس پر خوش ہیں۔ کعب وائلی سے کہو: جو کمزور کو ساتھی اور بے اہمیت کو اہمیت دیتا ہے کیا تم اس علیؑ اور اس کے پیروکاروں کو ہندہ کے بیٹے کی مانند جانتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟

جب جریر واپس آیا تو لوگوں نے اس کے بارے بہت سی باتیں کہیں اور ان میں سے متہم قرار دیا۔ وہ اور مالک اشتر حضرت علیؑ کے پاس تھے مالک اشتر نے کہا اے امیرلمومنین خدا کی قسم اگر مجھے اس کام کے سلسلہ میں بھیجا ہوتا تو معاویہ سے خالی واپس نہ لوٹتا جیسے بھی ہو سکتا ----- کرتا اسے ذرہ بھر بھی سوچنے کا موقع نہ دیتا۔

جریر نے کہا اب آپ کے لئے کیا رکاوٹ ہے۔ جائیے اس کے پاس اور اسے سمجھائیں؟

مالک اشتر نے کہا: ان لوگوں کو تم نے تباہ کر دیا ہے۔ خدا قسم تم تو اس کے دل میں جگہ پیدا کرنے کے لئے وہاں گئے تھے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ بتا رہے ہیں کہ ان کے مددگار زیادہ ہیں۔ اور ہمیں ان کی کثرت سے ڈرا رہا ہے۔ اگر مولی میری خواہش کو قبول کر لیں تو میں تمہیں اور تمہاری قسم کے لوگوں کو قید کر دوں یہاں تک کہ مسئلہ پایہ تکمیل کو جا پہنچے۔

جریر مالک اشتر کی گفتگو سے سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنے گھر والوں کو لے کر راتوں رات کوفہ سے چلے گئے اور جزیرہ کے نواحی علاقے قرقیسا میں جا کر آباد

ہو گئے۔

بہرحال حضرت علیؑ جنگ جمل سے فارغ ہوئے ------ حضرت عمر کے فرزند عبید اللہ نے ہرمذان نامی شخص کو قتل کیا ہوا تھا اسے بھی خوف لاحق ہوا کہ کہیں علیؑ مجھے ہرمذان کے خون بہا میں قصاص نہ کریں۔ (۳۰ھ) یہ بھی کوفہ سے چل کر معاویہ سے مل گیا۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا عبید اللہ کے ہمارے ساتھ مل جانے سے ------ حضرت عمر کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔

معاویہ نے عبید اللہ بن عمر سے کہا کہ لوگوں میں جاؤ اور اعلان کرو کہ حضرت عثمان کا خون علیؑ کے ذمہ ہے۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا معاویہ نے پہلے تو اسے ڈرایا دھمکایا لیکن بعد میں اسے اپنے نزدیک کر لیا۔

معاویہ اور جنگ کی تیاری

جب اھل شام نے معاویہ کی نصرت کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور اس کے ساتھ قیام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ------ تو ایک عابد ابو مسلم خوارزمی معاویہ کے پاس آیا اور اپنے ہمراہ چند عابد اور پارسا لوگوں کو بھی لے آیا۔ اور کہا۔ اے معاویہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ تم نے علی بن ابی طالبؑ سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ بنا رکھا ہے۔ لیکن یاد رکھو آپ کا اسلام میں سابقہ اس جیسا نہیں ہے۔ اس کے باوجود تم اس سے کیسے جنگ کرنا چاہتے ہو؟

معاویہ نے ان سے کہا۔ میں اپنے آپ کو علیؑ سے افضل نہیں سمجھتا لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ عثمان مظلومیت کے ساتھ مارا گیا ہے؟

انہوں نے کہا ہاں ----- معاویہ نے کہا علیؑ اس کے قاتلوں کو پکڑ کر ہمارے حوالے کر دے تو ہم حکومت اس کے سپرد کر دیں گے۔

ابو مسلم نے کہا: اسی مضمون پر مشتمل خط لکھو میں اسے علیؑ کی خدمت میں لے جاتا ہوں۔ معاویہ نے خط لکھا

"بنام خداوند بخشندہ و مہربان"

معاویہ بن ابی سفیان کا خط ----- علی بن ابی طالبؑ کیلئے۔

آپ پر درود و سلام ہو۔ میں ایسے خدا کی پرستش کرتا ہوں جس جیسا اور کوئی نہیں ہے۔ اما بعد

حضرت عثمان خلیفہ مدینہ میں قتل کئے گئے ہیں۔ اور تم نے اس کے گھر سے مدد کی آوازیں سنیں۔ اور نہ زبان سے نہ ہی عمل سے ان کا دفاع کیا۔

خدا کی قسم ----- اگر تم نے عثمان کے بارے میں سنجیدگی سے کام لیا ہوتا اور اس کی پریشانی کو دور کیا ہوتا تو آج کوئی شخص بھی (جو ہمارے پاس موجود ہیں) آپ سے روگردان نہ ہوتا آپ پر دوسری تہمت یہ ہے کہ تم نے اس کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے اور وہ اب بھی تیرے زور بازو ہیں۔ اور ان کا شمار تمہارے دوستوں میں ہوتا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ تم نے خود کو تو قتل عثمان سے بری الزمہ رکھا ہوا تھا ----- اگر تم سچے ہو تو اس کے قاتلوں کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم انہیں اس کے قصاص میں قتل کر دیں۔ اور اس کے بعد ہم سب آپ کے گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ سوائے جنگ کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

خدا کی قسم ----- جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ہم خشکی یا دریا میں عثمان کے قاتلوں کو پا لیں گے اور پھر انہیں قتل کر دیں گے۔ اور اس کام میں کوشاں رہیں گے یہاں تک کہ ہمیں موت دامن گیر ہو جائے۔

والسلام

ابو مسلم معاویہ کا خط لے کر کوفہ آیا اور حضرت علیؑ سے ملاقات کی اور انہیں خط دیا ---- جب حضرت علیؑ نے خط پڑھا تو ابو مسلم نے آپ سے عرض کی۔

"اے ابو الحسنؑ آپ نے ایسے کام کے لئے قیام کیا ہے اور ایسا کام کیا ہے کہ بخدا ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ آپؑ اپنے بارے میں بھی حق بیانی سے کام لیں۔

حضرت عثمان (خدا اس سے خوش ہو) کو قتل کر دیا گیا ---- اب آپؑ اس کے قاتل ہمارے حوالے کر دو تو آپ ہمارے امیر ہیں۔ اور جو آپؑ کی مخالفت کرے گا ہم قولاً" و فعلاً" آپ کے ساتھ ہوں گے۔ تو اس وقت آپ مخالفین پر حجت اور معزور ہوں گے"

حضرت علیؑ نے اس سے فرمایا

کل صبح نماز فجر کے بعد جلدی سے میرے پاس آجانا اسے حضرت کے حکم سے گھر لایا گیا اور عزت و احترام سے رکھا گیا۔

صبح نماز فجر کے بعد ---- وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا اور وہاں اس نے دس ہزار مسلح فوجیوں کو دیکھا۔ جو لباس ضرب میں لیس تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم ہی عثمان کے قاتل ہیں ابو مسلم نے حضرت علیؑ سے کہا

ان لوگوں کو میرے یہاں آنے کی وجہ معلوم ہے اور یہ کام آپ اس خوف سے کر رہے ہیں کہ انہیں میرے حوالے نہ کیا جائے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں نے سنجیدگی سے سوچا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ انہیں تمہارے حوالے یا کسی اور کے حوالے کرنا ممکن نہیں ہے۔ بیٹھو تجھے خط کا

جواب دوں ----- جواب یوں لکھا

"بنام خداوند بخشندہ و مہربان

بندہ خدا امیرالمومنین علیؑ کا خط معاویہ ابن ابو سفیان کی طرف

اما بعد

یہ خولانی میرے پاس تمہارا خط لے آیا ہے۔ جس میں لکھا تھا کہ میں نے عثمان کے ساتھ قطع رحمی اور اس کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا ہے۔ تو سنو میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ لوگ اس پر غصے میں تھے۔ بعض اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور بعض اس کی مدد کر رہے تھے۔ تو میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی ----- میں نے ان کے انجام کے انتظار میں کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ اب جو چاہو کہو۔ اور جو تم نے کہا ہے کہ اس کے قاتلوں کو تیرے حوالے کر دوں ----- میں ایسا نہیں کرونگا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم اپنی خواہشوں کو پانے کے بہانے بنانا چاہتے ہو۔ اور اسے وسیلہ بنا رہے ہو۔ درحقیقت تم عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لینا چاہتے ----- مجھے اپنی جان کی قسم : اگر تم اپنی گمراہی سے باز نہ آئے تو تمہارے ساتھ وہی کچھ ہوگا جو ہر سرکش کی سزا ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ کا عمرو عاص کو خط

حضرت علیؑ نے عمرو عاص کی طرف خط لکھا۔

بنام خداوند بخشندہ و مہربان

بندہ خدا علی بن ابی طالبؑ کا خط عمرو عاص کی طرف

اما بعد

دنیا انسان کو دوسرے کاموں سے باز رکھتی ہے جو دنیا کے حرص میں مبتلا رہتا ہے۔ دنیا میں جوں جوں چیزیں ملتی جاتی ہیں حرص بڑھتا جاتا ہے۔ جو شے مل جاتی ہے وہ اسی شے سے جو نہیں ملتی بے نیاز نہیں کرتی۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے۔ معاویہ کی دوستی میں اپنے اعمال کو باطل مت کرو۔ کیونکہ اس نے حق کو بھلا دیا ہے۔ اور باطل کو منتخب کر چکا ہے۔ (۳۲۔)

والسلام

عمرو عاص نے حضرت علی علیہ السلام کے خط کا جواب یوں دیا۔

عمرو بن عاص کا خط علی بن ابی طالبؑ کے نام

اما بعد۔ وہ شے کہ جس میں ہم سب کی مصلحت ہے اور جو شے ہمارے درمیان الفت اور محبت کا باعث ہے ---- یہ ہے کہ آپ ہماری دعوت کو قبول کریں اور اس کام کو شوریٰ کے حوالے کر دیں اور اگر ہم شوریٰ کی رائے کو قبول کر لیں تو لوگوں کی نگاہ میں معزور ہوں گے۔

والسلام

حضرت علیؑ کی شام کی طرف روانگی

جب حضرت علی علیہ السلام نے شام کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو جمعہ کے دن کا انتظار کیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو منبر پر تشریف لے گئے۔ خداوند کی حمد و ثنا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا۔ اور فرمایا:

اے لوگو! قرآن و سنت کے دشمنوں کی طرف کوچ کریں۔ مہاجرین و انصار کے قاتلوں کی طرف کوچ کریں۔ وہ جفا کار جو خوف اور زور کے بل بوتے پر اسلام لائے ان کی طرف کوچ کریں جو لوگوں کے دلوں کو موہ لینے کے لئے مال دیتے ہیں ان کی طرف کوچ کریں۔

دریں اثناء قبیلہ فزارہ کا ایک اربد نامی شخص کھڑا ہوا اور عرض کی۔ کیا آپؑ ہمیں اپنے شامی بھائیوں کے ساتھ لڑانا چاہتے ہیں تاکہ ہم انہیں قتل کریں۔ جس طرح آپؑ نے ہمیں بصریوں کے ساتھ لڑایا اور انہیں قتل کرایا؟ خدا کی قسم ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے!

مالک اشتر کھڑا ہوا اور کہا: اے لوگو! یہ کون ہے؟ فزاری دوڑا اور ایک لوگوں کا گروہ اس کے پیچھے دوڑا اور کناسہ نامی جگہ پر اسے پکڑ کر مارا گیا جس سے وہ گر گیا۔ پھر اسے ایسا مارا کہ وہ وہیں پر مر گیا۔ جب یہ خبر حضرت علیؑ کو ملی تو انہوں نے فرمایا۔

ایسا گمراہ مارا گیا ہے کہ جس کا قاتل معلوم ہی نہیں ہے اس کا خون بہا اس کے ورثہ کو بیت المال سے دیا جائے۔

بنی تمیم کے شعراء میں سے ایک شاعر نے یوں شعر کہے۔

اس شخص کی موت جیسی بازاری موت سے خداوند کی پناہ مانگتا ہوں۔ جس کو قبیلہ ہمدان کے لوگوں نے جوتیوں سے اس طرح مارا کہ ایک ہاتھ بلند ہوتا تھا

تو دوسرا اسے جا لگتا تھا"

مالک اشتر کھڑا ہوا اور کہا۔

اے امیرالمومنینؑ آپ نے اس خائن سے جو سنا ہے ----- نا امید نہ ہوں۔ یہاں موجود سب لوگ آپؑ کے پیروکار ہیں۔ آپؑ پر جان قربان کرنے والے ہیں۔ آپ کے بغیر زندگی کو پسند نہیں کرتے۔ ہمارے ہمراہ دشمنوں کی طرف کوچ کریں۔ خدا قسم جو موت سے ڈرتا ہے اس سے بچ نہیں سکتا۔ جو بقاء اور ہمیشہ باقی رہنے کو پسند کرتا ہے۔ اسے ہمیشہ کی زندگی عطا نہیں ہوتی۔ کوئی شخص غرور اور آرزو سے کسی شئے کو حاصل نہیں کر سکتا۔

تمام لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کو قبول کیا لیکن ----- عبداللہ بن مسعود اور عبیدہ سلمانی اور ربیع بن خثیم اور ان کے ساتھیوں نے شرکت نہ کی۔ یہ لوگ چار سو قاریوں کے ساتھ حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کی۔

"اے امیرالمومنینؑ ہم آپ کے فضل کے معترف ہیں لیکن اس جنگ میں دو چار شک و تردید ہیں۔ آپ ہمیں اسلامی سرحد کی نگہداری کے جہاد کے لئے روانہ کریں۔"

حضرت علی علیہ السلام نے انہیں شہری اور قزاوین کے لئے بھیجا۔ ربیع بن خیثم کو کمانڈر مقرر فرمایا۔ اس کے لئے پرچم تیار کیا۔ یہ کوفہ میں پہلا پرچم تیار ہوا۔

ان دنوں حضرت علی علیہ السلام کو خبر پہنچی کہ حجر بن عدی اور عمرو بن حمق علی الاعلان معاویہ پر لعنتیں کر رہے ہیں اور شامیوں کو بھی گالیاں دے رہے ہیں۔ حضرتؑ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ ان کاموں سے پرہیز اور اجتناب

کریں۔ یہ دونوں حضرت علیؑ کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کی۔ اے امیرالمومنینؑ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟

فرمایا ہاں رب کعبہ کی قسم ہم حق پر ہیں انہوں نے کہا۔ تو پھر آپؑ ہمیں لعنت اور گالیوں سے منع کیوں کر رہے ہیں؟ ----- حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں پر لعنتیں اور گالیاں دو۔ بلکہ کہو کہ پروردگارا۔ ہمارے خون کی حفاظت فرما۔ ہماری اصلاح فرما۔ اور انہیں ہدایت فرما۔ تاکہ جنہوں نے حق کو نہیں پہچانا وہ پہچان لیں۔ اور جو باطل پر ہیں وہ اس سے باز آجائیں۔ اور جب حضرت علیؑ نے جنگ کے لئے حرکت کا ارادہ کیا اور منادی کو ندا کا حکم دیا کہ لوگ نخیلہ نامی جگہ میں جمع ہو جائیں۔ اور لوگ تیار ہو کر باہر آجائیں۔

حضرت علیؑ نے ابو مسعود انصاری کو کوفہ میں مقرر فرمایا یہ وہ شخص تھا جس نے آنحضرت ﷺ کی شب عقبہ ستر آدمیوں کی ہمراہی میں بیعت کی تھی۔

اسے کوفہ میں متعین کرنے کے بعد خود نخیلہ (۳۳ھ) کی طرف چلے حضرت عمار یاسر سب سے آگے آگے تھے۔ حضرت علیؑ نخیلہ آئے او اپنے نمائندوں کی طرف خط لکھے کہ وہ ان کے پاس آجائیں۔

جب امام علیؑ کا خط ابن عباس کے پاس پہنچا تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کیا۔ سب سے پہلے احنف بن قیس نے اس کے بعد خالد بن معمر سروسی نے اس کے بعد عمرو بن مرحوم عبدی نے اور اس کے بعد باقی تمام اہل بصرہ نے اپنی آمادگی کا اعلان کیا۔

ابن عباس نے ابو الاسود دوئلی کو بصرہ میں چھوڑا اور خود لوگوں کے ہمراہ سفر شروع کیا اور نخیلہ مقام پر حضرت علیؑ سے آملے۔

جب دور اور نزدیک سے لوگ جمع ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام نے نخیلہ سے حرکت کی۔ زیاد بن نضر شریح بن ہانی کو بلایا اور ہر ایک کو چھ ہزار سواروں پر مقرر فرمایا۔ اور کہا:

تم میں سے ہر ایک دوسرے سے الگ ہو کر سفر کرے۔ اور اگر سامنے جنگ شروع ہو جائے تو زیاد بن نظر امیر لشکر ہوں گے۔ جان لو کہ مقدمہ لشکر ----- لشکر کی آنکھ ہوتا ہے۔ اور آنکھ کی طرح آگے ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لئے جاسوسی کرتا ہے۔ تم اس کام سے تھک مت جائیے گا۔ اور بغیر فوجی لباس اور مواظبت کے نہ گزریں اور جب دشمن کے سامنے آجاؤ یا دشمن تمہارے سامنے آجائے تو کوشش کریں کہ تم بلند جگہ پر رہو۔ تاکہ تم حصار میں رہو۔ اور جب رات ہو جائے تو اپنے قیام گاہ کو نیزہ داروں اور پہرہ داروں کے ذریعے سے نگہبانی کریں۔

اور ان کے پیچھے تیر اندازوں کو کھڑا کرنا۔ جتنے دن قیام کرنا رات اسی کیفیت سے بسر کرو۔ تاکہ تم پر شبخوں نہ مارا جاسکے۔ اور اپنی قیام گاہ کی خود حفاظت کرو۔ اور کم سونا چاہئے۔ اور گاہے بگاہے خیال رکھیں۔ اور تمہاری رپورٹ مجھے ترتیب وار ملنی چاہئے۔ خدا نے چاہا تو میں بھی بہت جلد تمہارے پیچھے آرہا ہوں تم اس وقت تک پہل نہ کرنا جب تک وہ پہل نہ کریں یا میرا حکم نہ آجائے ان دو کے جانے کے تین دن بعد حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور یوں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! کل ہم اپنے مقدماتی لشکر کے پیچھے جائیں گے مبادا کوئی شخص سفر سے باز رہے مالک بن حبیب بوعی کو مقرر کر رہا ہوں وہ باقی لشکر کا امیر ہوگا۔ اسے حکم دیا ہے کہ وہ کسی کو یہاں سے نہ گزرنے دے۔ وہ باقی تمام لوگوں کو لے کر ہم سے آملے گا دوسرے روز صبح حضرت علیؑ کی طرف سے کوچ کا حکم

صادر ہوا اور سفر شروع ہوا۔ جب شہر بابل کے خرابہ پہنچے تو اپنے اصحاب سے فرمایا:

یہ وہ شہر ہے جو کئی بار تباہ ہو چکا ہے۔ اور زمین بوس ہو چکا ہے۔ اپنے گھوڑوں کو جلدی سے گزارو ان کی لگاموں کو ڈھیلا کر دو۔ تاکہ شہر سے گزر جائیں۔ شاید کہ نماز عصر کے وقت تک اس شہر سے نکل جائیں۔

امام نے حرکت کی ----- لشکر نے بھی حرکت کی۔ اور وہ اس شہر کی حدود سے باہر نکل آئے۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو سب اپنی اپنی سواریوں سے اترے۔ اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد دوبارہ سوار ہوئے اور دیر کعب پہنچے وہاں سے گزر کر ساباط مدائن پہنچے وہاں لوگوں نے آرام کیا اور وہاں اپنی تھکان دور کی ---- صبح پھر سفر شروع کیا اس وقت اس لشکر کی تعداد اسی ہزار یا اس سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد پیروکاروں اور نوکروں کے علاوہ تھی۔

حضرت علیؑ نے حرکت کی اور شہر انبار (۳۴۔) پہنچے۔ مدائن میں معقل بن قیس کو ایک پرچم اور تین ہزار آدمی دیئے۔ اور انہیں حکم دیا کہ موصل اور نصیبین کے راستے سے جائیں۔ اور رقہ (۳۵۔) میں ان کے ساتھ مل جائیں۔ معقل نے حرکت کی اور موصل کے محلہ حدیثہ میں آیا حدیثہ پہلے زمانے میں شہر تھا اور موصل کو بعد میں مروان بن محمد نے بنایا تھا۔

جب معقل وہاں پہنچے تو اس نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کو شاخوں سے مار رہے تھے۔ قبیلہ خثعم کا ایک شخص بھی معقل کے ہمراہ تھا ---- اس نے فال نکالی اور جب اس نے انہیں دیکھا تو ہی ہی کہنا شروع کر دیا--- دریں اثناء دو مرد آئے انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور اپنے ہمراہ لے گئے خثعمی شخص نے کہا۔ تم اس جنگ میں نہ غالب ہوگے اور نہ ہی

مغلوب۔

معقل نے کہا: خدا نے چاہا تو بہتر ہی ہوگا۔ پھر اپنے رستہ پر چل پڑے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ بلیخ (۳۶۔) نامی جگہ پر حضرت علیؑ سے آملے۔

حضرت علی علیہ السلام نے وہاں تین روز قیام فرمایا۔ اور حکم دیا کہ فرات عبور کرنے کے لئے یہاں ایک پل بنایا جائے۔ جب حضرت علی علیہ السلام فرات سے گزر گئے تو زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو حکم دیا۔ کہ اب بھی میرے آگے آگے سفر کرو انہوں نے حرکت کی۔ اور جب سور الروم پہنچے تو وہاں ابو اعور سلمی کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ یہ شخص شامی تھا اس کے ساتھ بہت زیادہ سوار بھی تھے۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو پیغام دیا اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں پر مالک اشتر کو امیر مقرر فرما کر ان کی طرف بھیجا مالک اشتر ان کے پاس پہنچا۔ اور ان کے وہاں پہنچتے ہی جنگ شروع ہوگئی۔ دونوں گروہ مضبوطی سے لڑے۔ لیکن جب رات ہوئی تو ابو اعور سلمٰی میدان سے فرار کر کے معاویہ کے پاس پہنچا۔

معاویہ نے بھی اپنے سواروں کے ساتھ حرکت کی۔ سفیان بن عمرو پہلے پہل آرہا تھا۔ اور لشکر کے آخر میں بسر بن ابوی ارطاہ عامری تھا۔ سفیان ابو اعور کے ہمراہ صفیں آیا۔

مقام صفین میں لشکروں کا پڑاؤ

صفیں ایک ویرانہ تھا ---- اسے رومیوں نے بنایا تھا اور فرات کے رود خانہ کے قریب تھا۔ پس فرات کے کنارے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا سفیان بن عمر اور ابو اعور اور انہوں نے صفین میں پڑاؤ کیا ان کے بعد معاویہ بھی تمام

صادر ہوا اور سفر شروع ہوا۔ جب شہر بابل کے خرابہ پہنچے تو اپنے اصحاب سے فرمایا:

یہ وہ شہر ہے جو کئی بار تباہ ہو چکا ہے۔ اور زمین بوس ہو چکا ہے۔ اپنے گھوڑوں کو جلدی سے گزارو ان کی لگاموں کو ڈھیلا کر دو۔ تاکہ شہر سے گزر جائیں۔ شاید کہ نماز عصر کے وقت تک اس شہر سے نکل جائیں۔

امام نے حرکت کی ------ لشکر نے بھی حرکت کی۔ اور وہ اس شہر کی حدود سے باہر نکل آئے۔ جب نماز عصر کا وقت ہوا تو سب اپنی اپنی سواریوں سے اترے۔ اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد دوبارہ سوار ہوئے اور دیر کعب پہنچے وہاں سے گزر کر ساباط مدائن پہنچے وہاں لوگوں نے آرام کیا اور وہاں اپنی تھکان دور کی ---- صبح پھر سفر شروع کیا اس وقت اس لشکر کی تعداد اسی ہزار یا اس سے زیادہ تھی۔ یہ تعداد پیروکاروں اور نوکروں کے علاوہ تھی۔

حضرت علیؑ نے حرکت کی اور شہر انبار (۳۴ـ) پہنچے۔ مدائن میں معقل بن قیس کو ایک پرچم اور تین ہزار آدمی دیئے۔ اور انہیں حکم دیا کہ موصل اور نصیبین کے راستے سے جائیں۔ اور رقہ (۳۵ـ) میں ان کے ساتھ مل جائیں۔ معقل نے حرکت کی اور موصل کے محلہ حدیثہ میں آیا حدیثہ پہلے زمانے میں شہر تھا اور موصل کو بعد میں مروان بن محمد نے بنایا تھا۔

جب معقل وہاں پہنچے تو اس نے دو شخصوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کو شاخوں سے مار رہے تھے۔ قبیلہ خثعم کا ایک شخص بھی معقل کے ہمراہ تھا ---- اس نے فال نکالی اور جب اس نے انہیں دیکھا تو ہی ہی کہنا شروع کر دیا--- دریں اثناء دو مرد آئے انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور اپنے ہمراہ لے گئے خثعمی شخص نے کہا۔ تم اس جنگ میں نہ غالب ہوگے اور نہ ہی

مغلوب۔

معقل نے کہا: خدا نے چاہا تو بہتر ہی ہوگا۔ پھر اپنے رستہ پر چل پڑے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ بلیخ (۳۶ـ) نامی جگہ پر حضرت علیؑ سے آملے۔

حضرت علی علیہ السلام نے وہاں تین روز قیام فرمایا۔ اور حکم دیا کہ فرات عبور کرنے کے لئے یہاں ایک پل بنایا جائے۔ جب حضرت علی علیہ السلام فرات سے گزر گئے تو زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کو حکم دیا۔ کہ اب بھی میرے آگے آگے سفر کرو انہوں نے حرکت کی۔ اور جب سور الروم پہنچے تو وہاں ابو اعور سلمی کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ یہ شخص شامی تھا اس کے ساتھ بہت زیادہ سوار بھی تھے۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو پیغام دیا اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں پر مالک اشتر کو امیر مقرر فرما کر ان کی طرف بھیجا مالک اشتر ان کے پاس پہنچا۔ اور ان کے وہاں پہنچتے ہی جنگ شروع ہوگئی۔ دونوں گروہ مضبوطی سے لڑے۔ لیکن جب رات ہوئی تو ابو اعور سلمٰی میدان سے فرار کر کے معاویہ کے پاس پہنچا۔

معاویہ نے بھی اپنے سواروں کے ساتھ حرکت کی۔ سفیان بن عمرو پہلے پہل آرہا تھا۔ اور لشکر کے آخر میں بسر بن ابوی ارطاہ عامری تھا۔ سفیان ابو اعور کے ہمراہ صفیں آیا۔

مقام صفین میں لشکروں کا پڑاؤ

صفیں ایک ویرانہ تھا ---- اسے رومیوں نے بنایا تھا اور فرات کے رود خانہ کے قریب تھا۔ پس فرات کے کنارے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا سفیان بن عمر اور ابو اعور اور انہوں نے صفین میں پڑاؤ کیا ان کے بعد معاویہ بھی تمام

فوج کو لے کر ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔

معاویہ نے ابو اعور سلمی کو حکم دیا کہ دس ہزار فوجیوں کے ساتھ فرات پر پہرہ دو۔ اور جو عراقی (علی کی فوج کا سپاہی) یہاں پانی پینا چاہے اسے روکو

حضرت علی علیہ السلام جب وہاں پہنچے اور پتہ چلا کہ شامیوں نے فرات پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ آپؑ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ معاویہ کی فوج کے قریب ہی پڑاؤ کرو تھوڑی دیر کے بعد جب چند لوگ پانی بھرنے کے لئے فرات پر آئے تو ابو اعور نے پانی بھرنے سے روک دیا۔

جب اس بات کا حضرت علی علیہ السلام کو پتہ چلا تو حضرت نے معصعہ بن صوحان سے فرمایا۔

معاویہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو ----- ہم جنگ سے پہلے اتمام حجت کے لئے آئے ہیں۔ اور صلح کر لو تو یہ بہت اچھا ہے اب تم ہمارے اور پانی کے درمیان مانع بن رہے ہو۔ اگر صلح نہیں کرنا چاہتے تو لوگوں کو چھوڑ دو تاکہ جنگ کریں اور پھر پانی جن کے قبضے میں آجائے گا وہ پانی پیئے گا۔

ولید نے کہا: اے معاویہ تم ان کا اسی طرح پانی بند کرو جس طرح انہوں نے امیرالمومنین حضرت عثمان کا پانی بند کیا تھا۔ اور انہیں پیاسا قتل کرو۔

معاویہ نے عمرو عاص سے کہا تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ عمرو عاص نے کہا: آپ پانی سے کنارہ کریں کیونکہ اگر تم سیراب ہوئے تو یہ ہرگز پیاسے نہیں رہیں گے۔

حضرت عثمان کے مادر زاد بھائی عبداللہ بن ابی سرح نے کہا کہ آج رات ان کا پانی بند رکھو۔ چنانچہ معصعہ نے معاویہ سے کہا۔ تمہارا کیا خیال ہے ----- معاویہ نے کہا: تم چلے جاؤ بعد میں میرا پیغام تم تک پہنچ جائے گا۔ معصعہ نے

حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سب باتوں سے آگاہ کیا۔ عراقیوں نے وہ دن اور رات بغیر پانی کے گزاری اور صرف چند ایک غلاموں نے رات گئے دور سے جا کر پانی پیا اس سے حضرت علی علیہ السلام بہت غمگین ہوئے۔ اور لوگوں کی تشنگی سے بہت افسردہ ہوئے تو اشعث بن قیس حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ اے امیرالمومنینؑ کیا آپ کے ہوتے ہوئے اور ہماری تلواروں کے ہوتے ہوئے یہ لوگ ہمیں پانی سے روک سکتے ہیں؟ آپ مجھے حکم کریں خدا کی قسم جب تک مر نہ جاؤں واپس نہیں آؤنگا۔ اور مالک اشتر کو بھی حکم دیں کہ وہ اپنی فوج کے ساتھ میرا ساتھ دے۔

حضرتؑ نے فرمایا: جس کام میں مصلحت دیکھتے ہو کر گزرو (۳۷ھ) اشعث نے ابواعور پر حملہ کر دیا جس سے جنگ صفین کا آغاز ہوا۔ مالک اشتر اور اشعث دونوں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جس سے ابو اعور اور اس کے ساتھی فرات سے پسپا ہوگئے۔ اور فرات مالک اشتر کے ہاتھ آگیا۔

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا اگر آج ہمارے ساتھ ایسا ہی کریں جیسا کہ کل ہم نے ان کے ساتھ کیا تھا تو تم کیا کرو گے؟

معاویہ نے کہا: جو گزر چکا ہے اس کی بات ہی نہ کرو۔ تم علیؑ کے بارے میں کیسی فکر رکھتے ہو وہ ایسا نہیں کرے گا؟

عمرو نے کہا: میرا تو یہ خیال ہے کہ تم نے ان کے ساتھ جو سلوک ویسا نہیں کرے گا۔

عبید اللہ بن عمر کو حضرت علیؑ کی

کچھ جنگ ٹھنڈی ہوئی ----- تو حضرت عا

شامیوں پر پانی بند مت کرنا۔ جب پانی کو کھلا رکھا گیا تو عراقی اور شامی آپس میں ملنے جلنے لگے۔ کسی قسم کی ناروا گفتگو نہ کی بلکہ ایک دوسرے سے صلح و آشتی کے امیدوار تھے عبید اللہ بن عمر بن خطاب حضرت علیؑ کے خیموں میں آیا۔ اور حضرتؑ سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ اسے اجازت دے دی گئی۔ جب حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا! حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

ہرمذان جو میرے چچا عباس کے ہاتھوں مسلمان ہوا تھا تم نے اسے قتل کر دیا۔ اور تمہارے تو باپ نے اس کے لئے ماہانہ دو ہزار درہم مقرر کئے ہوئے تھے۔ اور اب تم اپنی سلامتی کی مجھ سے امید رکھتے ہو؟

عبید اللہ نے کہا:

حمد و ثناء ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اگر تم مجھ سے ہرمذان کے خون کا قصاص طلب کروگے تو میں بھی آپ سے حضرت عثمان کے خون کا مطالبہ کرونگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

عنقریب جنگ میں آمنا سامنا ہوگا اور تمہیں پتہ چل جائے گا۔

ماہ ربیع الثانی اور جمادی الاول میں ایک دوسرے کی طرف نمائندے آتے جاتے رہے اور ایک دوسرے کو پیغامات دیتے رہے۔ بسا اوقات چھوٹی موٹی جھڑپیں بھی ہوتی رہیں۔ لیکن قاریوں اور نیک لوگوں نے لڑائی، جھگڑے سے اجتناب کیا۔ ان دنوں میں ۸۵ دفعہ حملے کئے۔ قرآن کے قاریوں نے لوگوں کو لڑائی سے روکنے کی کوششیں کیں

جب ماہ جمادی الاول مکمل ہوا حضرت علی علیہ السلام نے اپنی سپاہ کو تیار کیا اور لشکر کو لڑائی کے لئے آمادہ کیا۔ اور معاویہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام کا پیغام ملتے ہی اس نے اپنے لشکر کو جنگ کے

لئے تیار کیا۔

محاذ جنگ گرم ہوا ہر ایک گروہ اپنے اپنے پرچم کے نیچے جمع ہوگیا۔ اور حملہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ لیکن ابھی جنگ نہ ہو سکی۔

اس خوف سے کہ کہیں جنگ سے دونوں گروہ نابود نہ ہو جائیں ----- جنگ سے باز رہے۔ لیکن دونوں گروہوں کے لوگ میدان میں ایک دوسرے کے دست و گریباں ہوئے رجب کے آغاز تک ایسی ہی صورت حال رہی۔ اور جب رجب کا مہینہ آیا دونوں گروہوں نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کہتے ہیں کہ ابو دردا اور ابو امامہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ معاویہ کے پاس آئے۔ اور اسے کہا۔

ہم حضرت علیؑ کے ساتھ کس طرح جنگ کریں۔ حالانکہ وہ تم سے خلافت کا زیادہ حقدار ہے؟

معاویہ نے کہا: میں تو حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے جنگ کر رہا ہوں۔

انہوں نے کہا: کیا اسے علیؑ نے قتل کیا تھا؟

معاویہ نے کہا: اس نے حضرت عثمان کے قاتلوں کو پناہ دی ہوئی ہے۔ اب اسے کہو کہ انہیں ہمارے حوالے کر دے ---- تو میں شامیوں میں سب سے پہلے اس کی بیعت کرونگا

وہ دونوں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات سنائی تو بیس ہزار فوجی حضرت علیؑ کی فوج سے باہر نکل گئے اور اعلان کیا کہ ہم سب ہی عثمان کے قاتل ہیں۔

ابو درد اور ابو امامہ باہر نکلے اور کسی ساحل کی طرف چلے گئے اور انہوں نے اس جنگ میں کسی کی طرف سے بھی شرکت نہ کی۔

اس کے بعد معاویہ نے شرجیل بن سمط کندی اور حبیب بن مسلمہ اور معن ابن یزید بن اخنس کو بلایا اور کہا:

"علیؑ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ عثمان کے قاتلوں کو میرے حوالے کر دو اور خلافت سے دور ہو جاؤ۔ تاکہ اس مسئلہ کو مسلمانوں کی شوریٰ میں رکھا جائے۔ وہ جس کو پسند کریں گے اسے خلیفہ بنا لیں گے۔"

یہ لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ حبیب بن مسلمہ نے بات شروع کی۔ اور جو باتیں معاویہ نے کہیں تھیں حضرت علیؑ سے بیان کیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے بن مادر -------- تمہیں اس کام سے کیا سروکار جو تیرے شایان شان نہ ہو۔

حبیب غصے سے چلا گیا اور جاتے وقت کہا: بخدا مجھے ایسی جگہ پر جہاں تم دیکھنا پسند نہیں کرتے ----- دیکھو گے۔

شرجیل نے کہا: کیا عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے نہیں کرو گے؟

آپؑ نے فرمایا:۔ میں یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ تو بیس ہزار مرد ہیں۔

دونوں اٹھے اور باہر آگئے۔ لوگ محرم کے آخر تک اسی کیفیت میں ہی رہے حابس بن سعد طائی جو کہ معاویہ کا دوست اور قبیلہ بنی طی کا علمدار تھا ---- نے یوں چند اشعار بیان کئے۔ (۳۸۔)

"ہمارے اور موت کے درمیان سات آٹھ دن سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے اس لئے کہ محرم کے اتنے ہی دن باقی ہیں۔ ہم اور وہ علی الاعلان موت پر ہجوم کر رہے ہیں۔ کیا قرآنی آیات ہمیں جنگ سے منع کرتی ہیں البتہ انہیں ہمارے ساتھ

لڑنے سے منع نہیں کرتیں"

جب ماہ محرم ختم ہوگیا تو حضرت علی علیہ السلام نے غروب آفتاب کے وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ معاویہ کے لشکر کے نزدیک آواز دو کہ جب تک حرمت والے مہینے تھے ہم نے جنگ نہیں کی اور اب حرمت والے مہینے ختم ہوگئے ہیں۔ لہٰذا اب ہم اعلان جنگ کرتے ہیں۔ اور خداوند خیانت کاروں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت علیؑ کے جنگ صفین میں علمدار

اس رات ہر ایک گروہ نے اپنی اپنی سپاہ کو منظم اور تیار کیا اور دونوں طرف آگ کے بیچ جلتے رہے۔ اور صبح کے وقت صف بندی کی گئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو سواروں پر اور عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی کو پیادہ لوگوں پر مقرر فرمایا۔

اپنا سب سے بڑا علم ہاشم بن عتبہ مرقال کو دیا اشعث بن قیس کو میسرہ پر اور عبداللہ بن عباس کو میمنہ پر متعین فرمایا اور میمنہ کے پیادہ فوجیوں پر سلیمان بن صرد کو اور میسرہ کے پیادہ فوجیوں پر حارث بن مرہ عدی کو مقرر کیا۔ قبیلہ مضر کے لوگوں کو قلب لشکر پر متعین کیا۔ اور قبیلہ ربیعہ کو دائیں سمت اور اہل یمن کو بائیں سمت متعین فرمایا۔ قبیلہ قریش' اسد' کنانہ کے افراد کو عبداللہ بن عباس کے حوالہ کیا۔ قبیلہ کندہ کو اشعث کے اور قبیلہ بکر بصری کو حضین بن منذر اور قبیلہ تمیم بصری کو احنف بن قیس کے اور قبیلہ خزاعہ کو عمرو بن حمق کے اور قبیلہ بکر کوفی کو نعیم بن حبیرہ کے اور سعد رباب بصرہ کو خارجہ بن قدامہ کے اور قبیلہ بجیلہ کو رفاعہ بن شداد کے اور ذہل کوفی کو رویم شیبانی کے اور قبیلہ حنظلہ کو اعین بن ضبیعہ کو اور قبیلہ قضاعہ کو عدی بن حاتم کے اور لہازم کوفیوں کو عبد اللہ بن

اس کے بعد معاویہ نے شرجیل بن سمط کندی اور حبیب بن مسلمہ اور معن ابن یذید بن اخنس کو بلایا اور کہا:

"علیؑ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ عثمان کے قاتلوں کو میرے حوالے کر دو اور خلافت سے دور ہو جاؤ۔ تاکہ اس مسئلہ کو مسلمانوں کی شوریٰ میں رکھا جائے۔ وہ جس کو پسند کریں گے اسے خلیفہ بنالیں گے۔"

یہ لوگ حضرت علیؑ کے پاس آئے۔ حبیب بن مسلمہ نے بات شروع کی۔ اور جو باتیں معاویہ نے کہیں تھیں حضرت علیؑ سے بیان کیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے بن مادر -------- تمہیں اس کام سے کیا سروکار جو تیرے شایان شان نہ ہو۔

حبیب غصے سے چلا گیا اور جاتے وقت کہا: بخدا مجھے ایسی جگہ پر جہاں تم دیکھنا پسند نہیں کرتے ------ دیکھو گے۔

شرجیل نے کہا: کیا عثمان کے قاتلوں کو ہمارے حوالے نہیں کرو گے؟

آپؑ نے فرمایا:۔ میں یہ کام سرانجام نہیں دے سکتا کیونکہ وہ تو بیس ہزار مرد ہیں۔

دونوں اٹھے اور باہر آگئے۔ لوگ محرم کے آخر تک اسی کیفیت میں ہی رہے حابس بن سعد طائی جو کہ معاویہ کا دوست اور قبیلہ بنی طی کا علمدار تھا ---- نے یوں چند اشعار بیان کئے۔ (۳۸۔)

"ہمارے اور موت کے درمیان سات آٹھ دن سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے اس لئے کہ محرم کے اتنے ہی دن باقی ہیں۔ ہم اور وہ علی الاعلان موت پر ہجوم کر رہے ہیں۔ کیا قرآنی آیات ہمیں جنگ سے منع کرتی ہیں البتہ انہیں ہمارے ساتھ

لڑنے سے منع نہیں کرتیں"

جب ماہ محرم ختم ہو گیا تو حضرت علی علیہ السلام نے غروب آفتاب کے وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ معاویہ کے لشکر کے نزدیک آواز دو کہ جب تک حرمت والے مہینے تھے ہم نے جنگ نہیں کی اور اب حرمت والے مہینے ختم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اب ہم اعلان جنگ کرتے ہیں۔ اور خداوند خیانت کاروں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت علیؑ کے جنگ صفین میں علمدار

اس رات ہر ایک گروہ نے اپنی اپنی سپاہ کو منظم اور تیار کیا اور دونوں طرف آگ کے مچ جلتے رہے۔ اور صبح کے وقت صف بندی کی گئی۔

حضرت علی علیہ السلام نے عمار بن یاسر کو سواروں پر اور عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی کو پیادہ لوگوں پر مقرر فرمایا۔

اپنا سب سے بڑا علم ہاشم بن عتبہ مرقال کو دیا اشعث بن قیس کو میسرہ پر اور عبداللہ بن عباس کو میمنہ پر متعین فرمایا اور میمنہ کے پیادہ فوجیوں پر سلیمان بن صرد کو اور میسرہ کے پیادہ فوجیوں پر حارث بن مرہ عدی کو مقرر کیا۔ قبیلہ مضر کے لوگوں کو قلب لشکر پر متعین کیا۔ اور قبیلہ ربیعہ کو دائیں سمت اور اہل یمن کو بائیں سمت متعین فرمایا۔ قبیلہ قریش' اسد' کنانہ کے افراد کو عبداللہ بن عباس کے حوالہ کیا۔ قبیلہ کندہ کو اشعث کے اور قبیلہ بکر بصری کو حضین بن منذر اور قبیلہ تمیم بصری کو احنف بن قیس کے اور قبیلہ خزاعہ کو عمرو بن حمق کے اور قبیلہ بکر کوفی کو نعیم بن حبیرہ کے اور سعد رباب بصرہ کو خارجہ بن قدامہ کے اور قبیلہ بجیلہ کو رفاعہ بن شداد کے اور ذہل کوفی کو رویم شیبانی کے اور قبیلہ حنظلہ کو اعین بن ضبیعہ کو اور قبیلہ قضاعہ کو عدی بن حاتم کے اور لہازم کوفیوں کو عبد اللہ بن

بدیل کے اور قبیلہ تمیم کوفہ کو عمیر بن عطارد کے اور قبیلہ ہمدان کو سعد بن قیس کے اور لہازم بصرہ کو خزعیہ خازم کے اور سعد رباب کوفہ کو ابو صرمہ کے۔ اور قبیلہ مذحج کو مالک اشتر کے اور قبیلہ عبد قیس کوفہ کو عبداللہ بن طفیل کے اور قبیلہ عبد قیس بصرہ کو عمرو بن خظلہ کے۔ اور قبیلہ قیس بصرہ کو شداد حلالی کے اور باقی دور سے آنے والے گروہوں کو قسم بن حنظلہ جھنی کے حوالے کیا۔

☆ ☆

معاویہ کے جنگ صفین میں علمدار

معاویہ نے سواروں پر عبداللہ بن عمرو عاص کو امیر مقرر کیا پیادہ لوگوں پر مسلم بن عقبہ (خدا اس پر لعنت کرے) کو مقرر کیا۔

میمنہ پر عبد اللہ بن عمر بن خطاب کو مقرر کیا۔ میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو مقرر کیا، اپنا بڑا پرچم عبدالرحمٰن بن خالد کے حوالہ کیا۔ ضحاک بن قیس کو دمشق کے لوگوں پر مقرر کیا۔ ذوالکلاع کو حمص کے لوگوں پر مقرر کیا۔ زفر بن حارث کو قنسرین کے لوگوں پر مقرر کیا۔ سفیان بن عمرو کو اردن کے لوگوں پر مقرر کیا۔ مسلمہ بن خالد کو فلسطین کے لوگوں پر مقرر کیا۔ بسر بن ابی ارطاۃ کو دمشق کے پیادہ لوگوں پر مقرر کیا حوشب ذوظلم کو حمص کے پیادہ لوگوں پر مقرر کیا۔ طریف بن حابس کو قنسرین کے پیادہ لوگوں پر مقرر کیا۔ عبدالرحمٰن قینی کو اردن کے پیادہ لوگوں پر مقرر کیا ہلال بن ابی ہبیرہ کو قیس حمص پر مقرر کیا۔

حابس بن ربیعہ کو میمنہ کے پیادہ لوگوں پر سوار کیا۔ حسان بن بجدل کو دمشق کے قبلہ قضاعہ پر مقرر کیا۔ عباد بن زید کو حمص کے قانیوں پر مقرر کیا۔ عبداللہ بن

جون سکسکی کو دمشق کے قبیلہ کندہ پر مقرر کیا۔ یزد بن ہبیرہ کو حمص کے قبیلہ کندہ پر مقرر کیا۔ یزید ابن اسد مجلی کو نمر بن قاسط کے قبیلہ پر مقرر کیا ہانی بن عمیر کو قبیلہ حمیر پر مقرر کیا۔ مخارق بن حارث کو اردن کے قبیلہ قضاعہ پر مقرر کیا نابل قیس کو فلسطین کے قبیلہ لخم پر مقرر کیا۔ حمزہ بن مالک کو اردن کے قبیلہ ہمدان پر مقرر کیا۔ زید بن حارث کو اردن کے قبیلہ غسان پر مقرر کیا۔ قعقاع بن ابرہہ کو ان لوگوں پر جو دور سے آتے تھے مقرر کیا۔

عمرو عاص کو تمام سواروں پر اور ضحاک بن قیس کو تمام پیادہ لوگوں پر متعین کیا۔

دونوں گروہوں نے اپنی صفوں کو سات سات صفوں میں تقسیم کیا۔ دو صفوں کو دائیں جانب اور دو صفوں کو بائیں جانب مقرر کیا۔ اور تین صفوں کو قلب لشکر قرار دیا دونوں گروہوں کی کل چودہ صفیں ہوئیں۔ ہر ہر گروہ اپنے اپنے پرچم کے نیچے کھڑے ہوگئے۔ اور کچھ دیر کے بعد سناٹا سا چھا گیا۔ اور اس خاموشی کو توڑتے ہوئے جل بن اثال عراقی فوجی جس کا تذکرہ عرب کے شجاع لوگوں میں ہوتا تھا میدان میں نکلا۔

اور دو صفوں کے درمیان کھڑا ہوگیا۔ اور آواز بلند کی۔ دوسری طرف سے اس کا باپ سر پر لوہے کا خود پہنے باہر نکلا اثال کا ذکر شام کے شجاع لوگوں میں ہوتا تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو پہچان نہ سکے انہوں نے ایک دوسرے پر نیزوں سے حملے کئے لیکن کوئی بھی زخمی نہ ہوا۔ بالا خرہ اثال نے نیزہ مارا جس سے جل زمین پر گرا۔ اثال بیٹے کے سینے پر چڑھا ایک دوسرے کو غصے سے دیکھا تو دونوں ایک دوسرے کو پہچان گئے۔

جب انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تو فوراً" ---- ایک دوسرے کو چھوڑ دیا اور اپنے اپنے لشکر کی طرف واپس لوٹ گئے اس کے علاوہ کوئی اور

جب تلواریں باہر آئیں، اور سوار بھی آئے تو تم نے کہا میرے پاس آؤ لیکن وہ نہ آئے اور چالاکی بھی نہ کی۔

تم قبیلہ سکون' ازد' صرف کے کشتہ جو زمین پر گرے پڑے ہیں ---- کو کیوں نہیں دیکھتے ---- اے عتبہ اگر تم میں بے عقلی اور تن آسانی نہ ہوتی تو اس بدنامی اور رسوائی سے دور ہوتے۔"

ایک دن اشعث عراق کے شجاع جوانوں کے ساتھ باہر آیا اور معاویہ کی طرف سے حبیب بن مسلمہ بھی چند سواروں کے ساتھ آیا۔ ایک مدت تک آپس میں جنگ کرتے رہے اس قدر جنگ ہوئی کہ ہر طرف سے آہ ہو ہونے لگیں ---- ایک دن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص جو کہ مرقال کے نام سے معروف تھا ---- میدان جنگ میں آیا اور اس کے امراہ چند ایک سوار بھی تھے۔

ادھر معاویہ کے لشکر سے ابوا عور سلمی (۴۱۔) بھی چند ایک سواروں کے ساتھ آیا سارا دن ان دو گروہوں کے درمیان جنگ ہوئی کوئی بھی پسپا نہ ہوا۔

دوسرے روز حضرت علیؑ کی فوج سے عمار یاسر میدان کارزار میں آگئے۔ اور معاویہ کی طرف سے عمرو عاص جنگ کے لئے میدان میں وارد ہوا۔ اس کے پاس سیاہ پرچم تھا۔ جس کو اس نے نیزہ کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ اس پرچم کو رسول اللہؐ نے باندھا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پرچم کی میں تمہیں داستان سناتا ہوں یہ درست ہے کہ اس پرچم کو آنحضرت [illegible] نے باندھا تھا لیکن انہوں نے فرمایا تھا کہ جو کوئی اس پرچم کو لے گا ---- اسے چاہئے کہ اس کا حق بھی ادا کرے؟ تو اس وقت عمرو عاص نے کہا تھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: اگر اسے کافر کے مقابلہ میں لے جانا تو راہ فرار اختیار نہ کرنا۔ اور اس کے

ناخوشگوار واقعہ اس دن میں پیش نہ آیا لوگ منتشر ہو گئے اور اپنی قیام گاہوں کو چلے گئے۔

جعدہ اور عتبہ برادر معاویہ کے درمیان معرکہ

دوسرے روز بھی صف بندی کی گئی۔ اس دن عتبہ بن ابو سفیان میدان میں گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑا ہو گیا ---- اور جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب قرشی کو مبارزہ کے لئے بلایا۔ (۴۰۔)

جعدہ آیا اور عتبہ کے نزدیک آکر رک گیا عتبہ پہلے باتیں کرنے لگ گیا ---- جعدہ نے اسے غصہ دلا دیا جس پر وہ جعدہ کو گالیاں دینے لگ گیا دونوں ایک دوسرے پر غصے میں بھرے ہوئے واپس لوٹ گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے گروہ تیار کئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

سو وہ میدان جنگ میں آئے اب لوگوں کی آنکھیں ان کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ---- جب جعدہ لڑائی کے لئے تیار ہوا تو عتبہ چلا گیا جس سے دونوں کے فوجی بھی واپس چلے گئے؟ اس دن بھی اس کے علاوہ کوئی اور واقعہ رونما نہ ہوا۔ نجاشی نے ان دونوں کی کیفیت دیکھ کر چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"اے عتبہ ---- مرد بزرگوار کو گالی دینا بہت بڑی خطا ہے۔ اور یہ ناپسند خطاؤں میں سے ہے۔ اس کی ماں ام ہانی ہے اور اس کا باپ لوی بن غالب کے خاندان سے ہے۔ اور وہ ہبیرہ بن ابی وہب ہے کہ تمام بنی مخذوم اس کے فضل اور برتری کے شاہد ہیں۔"

اس نے بھی چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے:

"انسان کو تکبر اور ناز نہیں کرنا چاہئے۔ خود پسندی اسے بڑا نہیں بنا سکتی"

ساتھ مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا اور تم آنحضرتؐ کے زمانے میں کافروں کے مقابلے اس پرچم کو لے کر گئے اور راہ فرار اختیار کی۔ اور آج اسے لے کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آیا ہے۔

عمار اور عمرو عاص نے سارا دن جنگ کی لیکن کوئی بھی پیٹھ دے کر نہ بھاگا۔

اگلے دن حضرت محمد بن حنفیہ میدان جنگ میں وارد ہوئے اور معاویہ کی طرف سے عبید اللہ بن عمر مقابلے کے لئے آیا عبید اللہ نے محمد بن حنفیہ سے کہا میرے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

محمد بن حنفیہ نے کہا: پیادہ! عبداللہ نے کہا ٹھیک ہے دونوں گھوڑے سے اترے ----- جب حضرت علیؑ نے ان دونوں کو دیکھا تو اپنے گھوڑے کو دوڑا کر محمد کے پاس آئے اور خود گھوڑے سے اتر آئے اور محمد بن حنفیہ سے فرمایا میرے گھوڑے کو پکڑو ----- محمد نے گھوڑے کو پکڑا حضرت علی علیہ السلام عبید اللہ عمر کی طرف گئے لیکن عبید اللہ اپنے لشکر کی طرف چل پڑا اور کہا کہ مجھے تمہارے ساتھ جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرا قصد تو صرف تمہارے بیٹے کے ساتھ جنگ کرنا تھا۔

حضرت محمد بن حنفیہ نے کہا: اگر آپ مجھے جنگ کی اجازت دیتے تو میں اسے قتل کر دیتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ----- ہاں مجھے بھی یہی امید تھی لیکن اس بات سے خوف تھا کہ کہیں وہ تمہیں قتل نہ کر دے۔ آدھے روز تک نوجوانوں میں معرکہ آرائی ہوئی اور بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گئی۔

اگلے روز عبد اللہ بن عباس حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے میدان میں آئے اور ان کے مقابلے میں معاویہ کی طرف سے ولید بن عتبہ آیا دونوں کے

ہمراہ سواروں کا گروہ تھا۔ ولید نے کہا: اے ابن عباس تم نے قطع رحمی کی ہے۔ اور اپنے امام کو قتل کیا ہے۔ لیکن پھر بھی تمہاری خواہش پوری نہ ہو سکی۔

ابن عباس نے کہا: افسانہ بازی سے باز رہ۔ اور جنگ کیلئے تیار ہو جا۔ ولید نے قبول کیا اور آیا۔ ابن عباس نے اس دن ایک سخت جنگ کی اور دونوں گروہ انتہائی کیفیت میں اپنے اپنے لشکر کی طرف لوٹ گئے۔

اگلے روز عمرو عاص میدان میں آیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے سعد بن قیس ہمدانی مقابلہ کے لئے آیا عمر نے یوں رجز پڑھا۔

"اے ابوالحسن تم امان میں نہ رہو۔ اس لئے کہ چھری سے تمہیں آسیب پہنچنے والا ہے"

ایک شامی حجر الشرنامی شخص میدان میں آیا اور اس کے مقابلے میں حضرت علی علیہ السلام کی فوج سے حجر بن عدی آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو نیزے مارے۔ شامی نے حجر بن عدی کو نیزہ مارا جس سے وہ گھوڑے پر سنبھل نہ سکا۔ اور وہ زمین پر گر پڑا لیکن حجر بن عدی کے دوستوں نے اسے اٹھا لیا اور بچا لیا۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اس معرکہ میں حجر بن عدی زخمی ہو گیا ---- اس کے زخمی ہونے کے بعد اہل کوفہ سے حکم بن ازہر حجر الشر کے مقابلے میں آیا اور یہ اہل کوفہ کے اشراف لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے پر وار کئے اور حجر الشر نے حکم بن ازہر کو شہید کر دیا۔

یہ دیکھ کر کہ حکم بن ازہر کا چچازاد رفاعہ بن طلیق جلدی سے جنگ کے لئے آیا۔ اور اس نے ایک ہی حملہ میں اس حجر الشر کا کام تمام کر دیا۔ --------
حضرت علیؑ نے خداوند کی حمد و ثناء کی اگلے روز عبداللہ بن بدیل خزاعی جو کہ حضرت علیؑ کے دوستوں میں سے تھا ------ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ میدان

جنگ میں آیا۔ اس کے مقابلے میں ابو اعور سلمی بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مقابلہ میں آیا۔ دن کا کچھ حصہ جنگ رہی۔ عبد اللہ نے اپنے دوستوں کو جنگ کا کہا اور خود گھوڑوں کو تازیانہ مارکر شامیوں پر حملہ آور ہوا۔ ان کی صفوں کو چیرتا ہوا تلوار زنی کرتا ہوا آگے بڑھا اور جہاں معاویہ بیٹھا تھا وہاں پہنچنے کی کوشش کی۔

معاویہ کے دوست اسے بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے معاویہ نے کہا: خیال رکھو لوہا اور تلوار اس پر اثر نہیں کرتیں۔ تم اس پر پتھروں کی بارش کر دو ----- چنانچہ معاویہ خیلوں نے ان پر اتنے پتھر برسائے کہ وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہوگیا۔

معاویہ آیا اس کے سینہ پر سوار ہوگیا اور کہا یہ اپنی قوم کا پہلوان تھا اور یہ ان لوگوں میں سے جو اس شعر کے مصداق ہیں۔

"جنگجو وہ ہے کہ اگر جنگ اسے ہلاک کرنا چاہے تو وہ بھی جنگ کو ہلاک کر دے۔ اگر جنگ اس کی کمر شکنی کرے تو وہ بھی اس کی کمر شکنی کرے۔ جس طرح شیر اپنے ساتھیوں کا دفاع کرتا ہے موت بھی اسے اپنے تیر کا نشانہ بنائے اور وہ اسے گرا دے"

جس سوار پر معاویہ کو فخر تھا وہ اس کا آزاد کردہ غلام حریث تھا۔ وہ معاویہ کے لباس حرب کو پہن کر اس کے گھوڑے پر سوار ہوتا اور اس کی شبیہ بن کر مخالفوں پر حملہ آور ہوتا تھا۔ جب لوگ اسے دیکھتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ سوار معاویہ ہے۔

معاویہ نے اسے منع کیا ہوا تھا اور کہا ہوا تھا کہ جہاں دل چاہے نیزہ چلانا لیکن علیؑ کے نزدیک نیزہ لے کر مت جانا۔ عمرو عاص نے اسے تنہائی میں دیکھا اور کہا کہ تو بھی علیؑ کی طرح جنگجو ہے تو پھر اس کے ساتھ جنگ کیوں نہیں کرتا؟

اس نے کہا میرے آقا نے مجھے اس سے مقابلہ کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔

عمرو عاص نے اسے کہا بخدا مجھے امید ہے ----- اگر تم اس پر حملہ کرو تو اسے قتل کر ڈالو گے۔ اور علیؑ کے قاتل ہونے کا شرف تمہیں مل جائے گا۔ ان باتوں نے حریث کے دل میں مقام پیدا کر لیا۔

حریث باہر میدان میں آیا اور دو صف کے درمیان کھڑا ہوگیا۔ اور کہا اے ابو الحسن میرے ساتھ جنگ کرو۔ اس لئے کہ میں حریث ہوں حضرت علیؑ اس کے مقابلے میں گئے اور ایک وار سے اسے پچھاڑ دیا۔

حضرت علیؑ کی معاویہ کو پیشکش

انہی دنوں میں سے ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کی طرف پیغام بھیجا کہ خواہ مخواہ لوگوں کو کیوں موت کے منہ میں دے رہے ہیں آؤ تم اور میں دونوں نبرد آزما ہوتے ہیں۔ اور ہم میں سے جو مارا گیا دوسرا خلیفہ بن جائے گا؟

جب حضرت علی علیہ السلام کا پیغام معاویہ کو ملا تو اس نے عمرو عاص سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے؟ عمرو عاص نے کہا کہتا تو انصاف کی بات ہے جاؤ اور جنگ کرو؟

معاویہ نے کہا: تم یہ کہہ کر مجھے مغرور کر رہے ہو؟ میں اس کے مقابلے میں کیسے آسکتا ہوں حالانکہ قبیلہ ملک و اشعری میرے ماتحت ہیں اور وہ میری حمائت کرتے ہیں اور اس نے شعر کہا جس کا مفہوم یہ ہے۔

"بادشاہوں کو جنگ میں مرنے والوں سے کیا ہے حالانکہ مبارزہ تو شاہین کے گوشت کے ٹکڑے سے ہوتا ہے"

عمرو عاص نے موت سے گھبرا کر حضرت علیؑ کے سامنے پیٹھ ننگی کردی

معاویہ عمرو عاص پر ناراض ہوگیا۔ اور چند دنوں تک اس سے ہمکلام نہ ہوا۔ ایک روز عمر عاص نے معاویہ سے کہا: کل میں علیؑ سے اپنے ساتھیوں کی معیت میں جنگ کرنے کے لئے جاؤنگا۔

عمرو عاص میدان کار زار میں آیا اور دو لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا۔

"میری زرہ ٹھیک کردو تاکہ وہ کھل نہ جائے ایک دن قبیلہ ہمدان کا تو دوسرا صدف کا ہے۔ جب تک تمیمی منحرف نہ ہوں ان کا بھی دن ہے۔ اور ربیعہ کے لئے دن بہت تنگ اور مشکل ہے۔ جب ہم بڑبڑاتے اونٹ کی طرح جولان میں آئیں تو ان کو نیزوں کے ساتھ سیدھا کر دیں" اس نے آواز بلند کی کہ: اے ابوالحسن میرے ساتھ جنگ کے لئے آؤ تمہیں معلوم ہے میں عمرو عاص ہوں۔ حضرت علیؑ میدان میں آئے پہلے نیزہ سے جنگ کی لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ حضرت علیؑ نے تلوار نکالی اور عمرو عاص پر حملہ کیا۔ جب عرو عاص پر قابض ہوئے تو اس نے اچانک اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا۔ اپنے ایک پاؤں کو بلند کیا جس سے اس کی شرم گاہ نظر آنے لگی۔ حضرت علیؑ نے اپنے چہرے کو اس سے پھیر لیا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔ جب عمرو عاص معاویہ کے پاس گیا ---- تو معاویہ نے اس سے کہا: خدا کا شکر کرو کہ بچ نکلے!

ایک دن عبید اللہ بن عمر جو کہ عرب میں پہلوان کے لقب سے پہچانے جاتے تھے ---- اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مالک اشتر کے مقابلے میں آیا۔ اور جب ان

کے درمیان جنگ نے زور پکڑا تو عبید اللہ اور مالک اشتر کا آمنا سامنا ہوا تو عبید اللہ نے مالک اشتر پر حملہ کیا۔ مالک اشتر نے بھی اسے نیزہ مارا جو خطا کر گیا اس کے بعد مالک اشتر نے عبید اللہ کے ساتھیوں پر حملہ کیا ---- کچھ دیر بعد جنگ تھمی اور حضرت مالک اشتر غالب رہے۔

اگلے روز عبدالرحمٰن ابن خالد بن ولید معاویہ کی طرف سے میدان مین اترا اور اس کے مقابلے میں عدی بن حاتم آئے سارے دن جنگ رہی یہاں تک کہ بغیر کسی کے غلبہ کے جنگ تمام ہوئی۔

ایک دن ذولکلاع اپنے چار ہزار ساتھیوں کے ہمراہ میدان میں آیا اور اس نے حضرت علیؑ کے میسرہ (قبیلہ ربیعہ) پر حملہ کر دیا۔ جن کا امیر عبداللہ بن عباس تھا جنگ زور دار ہوئی ۔ اور ان کے درمیان کانٹے دار مقابلہ ہوا۔ لاشوں پہ لاشے گر رہے تھے عبداللہ بن عمر نے فریاد کی کہ میں پاک ابن پاک ہوں۔ عمار نے اس کی آواز کا جواب دیا کہ تو ناپاک ہے۔ عبید اللہ بن عمر نے حملہ کیا اور یہ رجز پڑھا۔

"میں عمر کا بیٹا عبیداللہ ہوں۔ میرا باپ سوائے آنحضرتؐ اور ابوبکر کے قریش میں سب سے زیادہ بہترین تھا۔ قبیلہ مضر نے حضرت عثمان کی مدد نہ کی۔ اور ربیعہ نے بھی ایسا کام کیا کہ یہ بارش کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوسکیں گے"

اس نے شمر بن ریان عجلی کو مارا اور وہ شہید ہوگیا شمر قبیلہ ربیعہ کے پہلوانوں میں سے تھا۔

دوسرے روز صبح کے وقت عبیداللہ بن عمر اپنے گذشتہ ساتھیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آیا ---- تو قبیلہ ربیعہ والے مقابلہ کے لئے سامنے آئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان جنگ ہوئی۔ عبیداللہ شامیوں کے آگے آگے تلوار چلا

رہا تھا۔ حریث بن جابر حنفی نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گلے پر نیزہ مارا جس سے عبید اللہ بن عمر ہلاک ہوا۔

عبید اللہ بن عمر کے قاتل کے بارے میں اختلاف ہے۔ ہمدانی کہتے ہیں کہ ہانی نے قتل کیا۔ قبیلہ حضر موت والے کہتے ہیں کہ مالک بن عمرو حضرمی نے قتل کیا ہے۔ اور قبیلہ ربیعہ والے کہتے ہیں کہ حریث بن جابر حنفی نے قتل کیا ہے البتہ اس آخری قول پر اکثر مورخین کا اتفاق ہے۔

ایک دن ذوالکلاع شامیوں کے قبائل عک اور لخم کے شہسواروں کے ساتھ میدان میں وارد ہوا۔ ادھر حضرت علی علیہ السلام کی فوج سے عبداللہ بن عباس قبیلہ ربیعہ کے نوجوانوں کی معیت میں مقابلے کے لئے آئے۔ دونوں گروہوں کا آپس میں آمنا سامنا ہوا۔ عراقی قبیلہ مذحج کے ایک شخص نے آواز بلند کی۔

"اے خاندان مذحج جلدی کرو اور تیزی کے ساتھ حرکت کرو" انہوں نے قبیلہ عک پر حملہ کر دیا ---- ان کے اونٹوں پر اس قدر شمشیر زنی کی گئی کہ وہ پاؤں پہ سنبھل نہ سکے اور گر گئے۔ ذوالکلاع نے آواز لگائی:

"اے قبیلہ عک اپنے اونٹوں کو بٹھا دو۔

بکر بن وائل کے قبیلہ کا ایک حندف نامی شخص آگے بڑھا اور اس نے ذوالکلاع پر حملہ کر دیا اور اتنے زور سے تلوار اس کے شانے پر ماری کہ اس کا شانہ جدا ہوگیا اور وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور وہ وہیں فی النار ہوگیا۔ اور جب یہ قتل ہوا تو قبیلہ عک نے تلواروں کے مقابلے میں مقاومت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ رات ہوگئی۔

جنگ صفین میں عراقی اور شامی جنگ کے بعد ایک دوسرے کی قیام گاہوں میں آتے جاتے تھے ---- اور کوئی بھی دوسرے کو منع نہ کرتا تھا اور نہ ہی کوئی ناخوشگوار واقعہ دیکھنے میں آیا۔ وہ اپنے مقتولوں کو میدان سے اٹھا کر لے جاتے تھے اور دفن کر دیتے تھے۔

حضرت علیؑ کا اہم اعلان

ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ: آج میں اپنے تمام لشکر کے ساتھ معاویہ پر حملہ کرونگا اور ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں گا جب تک خداوند ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ فرمادے۔

یہ اعلان سن کر لوگوں میں خوف و ہراس پیدا ہوگیا اور کہنے لگے کہ پہلے تو کچھ اس طرف سے اور کچھ اس طرف سے مقابلہ کرتے تھے اب جبکہ سبھی لوگ آپس میں لڑیں گے تو ہمیں امید ہے کہ عرب نیست و نابود ہو جائیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام اپنی مسند سے اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا:

"کل تم سب نے مخالفین کا مقابلہ کرنا ہے۔ لٰہذا آج رات نمازیں بہت زیادہ ادا کرو اور خداوند سے ثابت قدمی اور توبہ کی درخواست کرو اور ان کے ساتھ پختہ ارادے سے لڑو"

کعب بن جعیل نے یوں کہا:

"امت ایک ایسے تعجب انگیز کام سے دوچار ہے کہ کل جو کامیاب ہوگا خلیفہ بنے گا۔ میں تو سچی بات کرتا ہوں اور بغیر جھوٹ کے کہتا ہوں کہ کل عرب کے بڑے بڑے برج گر جائیں گے"

شامی بھی معاویہ کے پاس جمع ہوئے ---- تو معاویہ نے کہا:

مقدمتہ الجیش لشکر کہاں ہے؟ حمص کے لوگ اپنے پرچموں کے نیچے اکٹھا ہونا شروع ہوگئے۔ ان سب کا فرمانده ابو اعور سلمی تھا۔

معاویہ نے کہا: اردن کے لوگ کہاں ہیں؟ وہ سب اپنے پرچم کے نیچے اکٹھے ہوئے۔ زفر بن حارث کلابی انکا امیر تھا۔

اس کے بعد معاویہ نے کہا: لشکر کا امیر کہاں ہے؟ دمشق کے لوگ اپنے پرچم کے نیچے جمع ہوئے اور معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا امیر ضحاک بن قیس تھا۔ اور کل لشکر کا امیر عمرو عاص کو بنایا گیا ----- انہوں نے تیار ہو کر حضرت علی علیہ السلام کی فوج کے سامنے میدان جنگ میں قدم رکھا۔

معاویہ ایک بلند منبر پر بیٹھا ----- تاکہ دوران جنگ دونوں گروہ نظر آئیں۔

قبیلہ عک شام کے لوگ میدان میں آگے بڑھے انہوں نے اپنے چہرے عماموں سے چھپائے ہوئے تھے۔ اپنے سامنے ایک بڑے پتھر کو پھینک کر کہا۔

"ہم نے یہ پتھر اس لئے پھینکا ہے تاکہ جنگ سے پیٹھ نہ دیکھا جائیں" عمرو عاص نے اپنی فوج کی پانچ صفیں بنائیں اور خود ان کے سامنے آگیا تو یہ رجز پڑھے۔

اے ایماندار سپاہیو!

"ٹھیک ٹھیک قیام کرو اور خداوند سے مدد طلب کرو مجھے ایک بات معلوم ہوتی ہے ----- اور وہ یہ ہے کہ علی نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے۔ انہیں کہو کہ ہمارے شیخ کو جس طرح تھا واپس لوٹا دو۔

ایک شامی شخص آگے بڑھا اور یہ رجز پڑھا۔

"جب کل لشکر میدان میں تلواریں نکال کر آئے گا تو حضرت عثمان پر گریہ زاری کی جائے گی۔ اور ہم خدا سے اپنا حق مانگیں گے۔ حالانکہ ہمارے مدمقابل --- علیؑ کے لئے حکومت چاہتے ہیں۔ اور تم جو چاہتے ہو اس کی دلیلیں پیش

کرو۔ ہم نے بات کہہ دی ہے پس تم دلیل پیش کرو۔"

حضرت علی علیہ السلام نے نماز فجر کو اول وقت میں ادا کیا۔ اور بعد میں اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ اپنے اپنے علم کے سائے میں آجاؤ۔ اور پھر شامی حکومت کے ارد گرد چکر لگایا اور پوچھا یہ کن کا گروہ ہے؟ ہر ایک کے گروہ کے نام بتائے گئے۔ جب ہر ایک کا پتہ چل گیا تو حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے ازد والوں سے فرمایا:

تم ازدی شامیوں کے لئے کافی ہو۔ اور خثعم سے فرمایا: تم خثعمی لوگوں کے لئے کافی ہو۔ الغرض آپ نے حکم دیا کہ میری فوج کا ہر ہر قبیلہ شامیوں کے اسی نام کے قبائل کے ساتھ جنگ کریں؟ اور حکم دیا کہ حملہ یکبارگی ہونا چاہئے؟ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے خود اس گروہ پر حملہ کیا جس میں معاویہ تھا۔

اس حملے میں حضرت علی علیہ السلام کے کل اصحاب بارہ ہزار تھے جو حجاز و قریش اور انصار سے متعلق تھے۔ حضرت علی علیہ السلام ان کے آگے تھے۔ ان سب نے تکبیر کہی جس سے لرزہ پیدا ہوگیا ----- شام کے لوگ دوڑ کر ٹکڑوں ٹکڑوں میں بٹ گئے۔ ان کے پرچم ادھر ادھر گر گئے معاویہ اور عمرو عاص پیچھے چلے گئے۔ اور معاویہ گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد شامیوں نے پراگندگی کے بعد اکٹھا ہونا شروع کر دیا۔ اور عراقیوں کے ساتھ جنگ کے لئے آمادہ ہوئے جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا ----- اور جم کے جنگ کی۔ رات گئے تک جنگ جاری رہی۔ جس میں عرب کے بزرگ افراد قتل ہوئے ----- دوسرے روز ایک دوسرے کے قیام گاہوں میں جا کر اپنے اپنے لوگوں کی لاشوں کو اکٹھا کیا اور سارا دن اپنے لاشوں کو دفنا دیا۔ دفن سے فراغت کے بعد شام کو

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا۔

"اے لوگو! صبح دوبارہ جنگ ہوگی تم دشمن کا سامنا کرو گے۔ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور آوازیں دھیمی رکھیں اور باتیں کم کریں۔ ثابت قدم رہیں۔ اور خدا کو زیادہ یاد کریں اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔ اور تمہارا احترام ضائع ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اسی شام معاویہ نے بھی اپنے اصحاب سے خطاب کیا اور کہا "اے لوگو! اپنے دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہو۔ کمزوری مت دیکھانا۔ مبادئی کسی ایسے شخص کے ساتھ جنگ کرو جس کا خون بہانا حرام ہو ورنہ آسمان پر تمہارا عذر قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔"

عمرو عاص بھی اٹھا اور کہا: "اے لوگو! زرہ پوشوں کو آگے بھیجو اور پیادہ و زرہ کے بغیر لوگوں کو پیچھے رکھو۔ اور اپنی کثرت عاریتاً" ہمیں دے دو اب حق اپنی جگہ پر پہنچ چکا ہے اور جلد ہی ظالم اور مظلوم کا پتہ چل جائے گا۔

ساری رات دونوں لشکروں نے جنگ کی تیاری میں گزاری۔ اور صبح کو میدان میں وارد ہوئے۔ اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے حبیب بن مسلمہ جو کہ معاویہ کے لشکر کے میسرہ کا امیر تھا اس بدنہاد نے حضرت علیؑ کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کیا ——— جس سے حضرت علی کا لشکر تھوڑا سا پسپا ہوا۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا تو سہل بن حنیف سے کہا ان کی مدد کے لئے اپنے ہمراہی حجازیوں کے ساتھ جاؤ۔ سہل ان کی مدد کے لئے روانہ ہوا تو شامی لشکر نے ان کا استقبال اور سامنا کیا۔ اور ایسا حملہ کیا جس سے انہیں بھی پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ پھر انہوں نے اس لشکر پر حملہ کیا جس میں حضرت علیؑ تھے۔ اس لشکر کو بھی پسپا کیا۔ چنانچہ ——— حضرت علی علیہ السلام کے چند دلیر ساتھیوں

کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے میسرہ کی طرف گھوڑے کو دوڑایا جس میں قبیلہ ربیعہ کے لوگ تھے اور جو تاحال ثابت قدمی کے ساتھ لڑ رہے تھے۔

زید بن وہب کہتا ہے کہ: میں نے اس موقع پر حضرت علیؑ کو دیکھا کہ ان کے ہمراہ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ اور محمدؒ تھے۔ اور ربیعہ کی طرف جا رہے تھے ان کے اردگرد تیر گر رہے تھے۔ حضرت علیؑ پر ان کے بیٹے جان نچھاور کر رہے تھے۔ حضرتؑ جب میسرہ کے قریب پہنچے تو حضرت مالک اشتر سے مخاطب ہو کر فرمایا اپنے آپ کو ان پسپا ہونے والوں کے پاس پہنچاؤ اور انہیں کہو کہ جس موت کے بغیر چارا نہیں ہے اور زندگی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے ——— اس کے لئے اپنے آپ کو کیوں بچا رہے ہو۔

☆ ☆ ☆

مالک اشتر نے پسپا لوگوں کو حوصلہ دیا

مالک اشتر نے اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا اور اس پسپا لشکر کے قریب آیا۔ اور کہا۔

اے لوگو! میں مالک بن حارث ہوں میرے پاس آؤ لیکن کسی نے بھی اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی۔ مالک اشتر نے سمجھا کہ لوگوں نے مجھے اس نام سے پہچانا نہیں ہے۔ لہذا پھر سے کہا: میں اشتر ہوں۔ یہ سنتے ہی لوگ اس کے پاس آئے۔ اب اس نے اور باقی سب نے مل کر معاویہ کی فوج کے میسرہ پر حملہ کیا اور اتنی سخت جنگ کی کہ شامی پسپا ہو گئے اور پیچھے ہٹتے ہٹتے اپنی قیام گاہوں میں گھس گئے مالک اشتر نے حضرت علی علیہ السلام کی فوج کے میمنہ کو درست کیا اور قلب لشکر کو بھی مرتب کیا۔ جب فوجی مرتب ہوئے تو نماز مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت علیؑ نے اپنی صفوں کا معائنہ کیا اور انہیں دن میں پسپائی دیکھانے پر ڈانٹا۔ اس وقت شامیوں نے حضرت علیؑ کی فوج کے میمنہ پر دھاوا بول دیا۔ اور اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ زحر بن نھتل نے فریاد کی اے فرزندان تمیمی تم کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

انہوں نے کہا: دیکھتے نہیں ہو کہ ہمارے سر پر کیا گزر رہی ہے؟

اس نے کہا: تم پر افسوس ہے کہ تم پسپا ہو رہے ہو۔ اور پھر بہانے بنائے جا رہے ہو۔ اگر دین کے لئے نہیں لڑ سکتے تو پھر اپنے نسب اور شرف کی حفاظت کے لئے ہی جنگ کر لو اور میرے ساتھ حملہ کرو۔

حضرت زحر نے حملہ کیا ——— تمیموں نے بھی اس کے ساتھ حملہ کیا زحر جنگ کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ دونوں گروہ آپس میں جنگ کر رہے تھے۔ جنگ اتنی شدت سے ہوئی کہ نیزے اور تلواریں ٹوٹ کر گرنے لگیں۔ اور آپس میں کانٹے دار مقابلہ ہوا۔ لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر سنگریزوں اور خاک پر گرنے لگے

——— کہ ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں۔ تم میں سے کون ہے جو بیوی، بچوں کے لئے باقی رہنا چاہتا ہے۔ خدا را خدا را اپنی بیویوں کا کچھ خیال کرو۔

اس وقت حضرت علی علیہ السلام شامیوں کے گھمسان میں داخل ہوئے اور ایسی تلوار چلائی کی ان کی تلوار خمیدہ ہو گئی۔ اور لہولہان ہو کر اس اژدھام سے باہر نکلے۔ انہوں نے تلوار کو تیز کیا درست کیا اور پھر میدان میں تشریف لائے قبیلہ ربیعہ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنگ کی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا ——— اس وقت وہ معاویہ تک پہنچ گئے۔ معاویہ نے عمرو عاص سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔

عمرو عاص نے کہا: اپنے شاہی خیمہ کو چھوڑ دو۔ معاویہ اپنے منبر سے اتر آیا اور خیمہ سے باہر نکل گیا قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ حضرت علیؑ کی قیادت میں وہاں پہنچے اور اسے وہاں نہ پا کر اس کے خیمہ کو اکھاڑ ڈالا۔

حضرت علی علیہ السلام نے وہ رات قبیلہ ربیعہ والوں کے ہمراہ گزاری ——— جب صبح ہوئی تو شامیوں کے ساتھ جنگ کا آغاز کیا۔ اور اپنا سب سے بڑا علم ہاشم بن عتبہ المعروف مرقال کے حوالے کیا۔ اس نے سارا دن اس علم کے ساتھ جنگ کی۔ جب رات ہوئی تو اس کے کچھ ساتھی پسپا ہو گئے۔ لیکن پھر بھی ہاشم اپنے دلیر ساتھیوں کے ساتھ ثابت قدم رہا۔

حارث بن منذر تنوخی نے اس پر حملہ کر دیا۔ اور اس نے ہاشم کو ایک زور دار نیزہ مارا لیکن پھر بھی اس نے جنگ جاری رکھی۔ چنانچہ اس کے پاس حضرت علیؑ کی طرف سے ایک نمائندہ آیا۔

اور پیغام دیا کہ پرچم کو لے کر آگے بڑھو ——— نمائندے نے دیکھا کہ ہاشم کا پیٹ پھٹ چکا ہے۔

نمائندہ حضرت علیؑ کے پاس آیا اور ہاشم کی رپورٹ دی۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہاشم زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین پر گر پڑا جب اس کے ساتھیوں نے اسے زمین بوس دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ گئے۔

اور اسے لاشوں کے بیچ چھوڑ گئے ـــــ رات ہو گئی تھی جنگ روک دی گئی۔ جب صبح ہوئی تو حضرت علیؑ ـ نے نماز فجر سے فراغت کے بعد تیار ہو کر حملہ کر دیا۔ اب سب سے بڑا علم ہاشم کے بیٹے کے حوالے کیا۔ دونوں گروہوں کے درمیان حملہ اور جنگ شروع ہو گئی تعاقع ظفری روایت کرتے ہیں کہ اس روز ہم نے تلواروں کی ایسی جھنکاریں سنیں جس سے بجلی کی چمک اور کڑک کم تھی۔ اور حضرت علیؑ جنگ پر نظارت کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ فرما رہے تھے۔

"خداوند کے علاوہ کوئی طاقتور نہیں ہے۔ اور ہم خدا سے مدد چاہتے ہیں خداوندا ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان حق کا فیصلہ فرما کیونکہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"

اس کے بعد حضرت علیؑ نے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ اس قدر لڑے کہ شامیوں میں چھپ گئے۔ خون آلود ہو کر واپس لوٹے اس سارے دن اور رات کی ایک تہائی تک جنگ جاری رہی۔

حضرت علیؑ کے جسم نازنین پر پانچ زخم لگے۔ تین زخم سر پر اور دو زخم چہرے پر لگے۔ اس کے بعد جنگ ختم ہو گئی۔ دوسرے روز پھر جنگ کے لئے میدان سج گیا۔

عمرو عاص شامیوں کے آگے آگے تھا۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار(۴۲ـ) نے عمرو عاص پر حملہ کیا۔ اور جنگ کی دو انصار کے نوجوان اس طرح تیزی سے آگے بڑھے کہ معاویہ کے شاہی خیمہ میں داخل ہو گئے۔ لیکن اس خیمہ کے

کنارے پر انہیں قتل کر دیا گیا۔ آج رات بھی ایک تہائی شب تک جنگ جاری رہی۔

اور جب صبح ہوئی تو لوگ ایک دوسرے کی قیام گاہوں میں گئے اور لاشے اٹھائے اور انہیں دفن کیا۔

معاویہ کا حضرت علیؑ کی طرف خط

معاویہ نے حضرت علیؑ کی طرف خط لکھا۔

اما بعد: میری آپ سے حضرت عثمان کے خون کی وجہ سے جنگ ہے۔ اور اس کام میں سستی کا مظاہرہ نہیں کرونگا۔ اگر خون کا بدلہ لے لیا تو اپنے مقصود کو پالوں گا ورنہ راہ خدا میں میری موت واقع ہو گی۔

حضرت علیؑ کا معاویہ کو جواب

حضرت علیؑ نے اس کے جواب میں لکھا۔

"اما بعد: میں آپ سے وہی بات کرتا ہوں جو مخارق (۴۳ـ) نے بنی فالج سے کی اور وہ یہ ہے: "اے سوار اگر تم بنی فالج کی قیام گاہ سے گزرو تو ان سے کہہ دینا ہماری طرف جلدی سے آؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ صحرا کی خشکی کی طرح کہ جس کی گرد اور خاک اڑ چکی ہو قبیلہ سلیم بن منصور عزیز لوگ ہیں اور ان کی سر زمین درختوں سے پر ہے"

معاویہ نے پھر جواب دیا:

پہلے ہم امیر کے ذریعے جنگ کرتے رہے ہیں تمہاری اور میری مثال ایسے ہے جیسے اوس بن حجر (۴۴ـ) نے کہا ہے۔

جب قبیلوں کے درمیان جنگ چھڑ جاتی ہے تو ان کے پوشیدہ عیب بھی

آشکارا ہو جاتے ہیں۔ اور جب جنگ ہو تو ضروری ہے کہ جو لائق لوگ ہوں وہ حمایت کریں۔ اور چند ایسے لوگ ہوتے ہیں جو بظاہر آراستہ و پیراستہ تو ہوتے ہیں لیکن ان سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔"

دوسرے روز صبح سویرے جنگ شروع ہوگئی۔ شامیوں کا سب سے بڑا پرچم عبد الرحمن بن خالد بن ولید کے ہاتھ میں دیا گیا۔ عبد الرحمن جو کہ عرب کے شجاع اشخاص میں سے تھا ــــــ ان کے پاس دیا گیا وہ ایسا تھا کہ اس کے سامنے جو شے آتی اسے نابود کر دیتا تھا۔ ان کے مقابلہ سے عراقی فوج بہت زیادہ پسپا ہوگئی اور انہوں نے مالک اشتر سے کہا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ پرچم کس کو ملا ہے؟

حضرت علیؑ کی طرف سے مالک اشتر علم لے کر ان کے سامنے آئے اور رجز پڑھا۔

"میرا نام اشتر ہے اور دوسروں کو پچھاڑنے میں مشہور ہوں اور عراقی افعی نر شخص ہوں۔"

انہوں نے ایسی جنگ کی کہ شامیوں کو پہلے حملے میں ہی پسپا کر دیا۔ ایک نجاشی شاعر نے اس کے بارے میں یوں کہا۔

میں نے پرچم کو عقاب کے سایہ میں دیکھا جس کو شامی مرد جلدی سے لے جا رہا تھا۔ ہم نے ان کے مقابلے کے عراقی فوج کو بلایا ــــــ اس وقت لشکر سے لشکر ملے ہوئے تھے اشتر نے انہیں پسپا کر دیا اور وہ اپنے ہدف اور اپنی آرزو کو پہنچ گئے۔"

اس وقت جندب بن زہیر نے پرچم کو لیا۔ شامیوں کا پرچم جو شب ذو ظلم کے ہاتھ میں تھا۔ یہ آگے بڑھا اور عراقیوں کے ایک گروہ کو موت کے گھاٹ اتار

دیا۔ اور کئی کو زخمی کر دیا۔

حضرت علیؑ کے دوستوں میں سے ایک شجاع سلیمان بن صرد نامی شخص اس کے مقابلے میں آیا۔ جس سے حوشب مارا گیا۔

اس صورت حال میں ان کی صفیں درہم برہم ہوگئیں وہ حضرت علیؑ کی طرف بڑھے جبکہ آپ دوسری جگہ جنگ کرنے میں مصروف تھے جنگ جاری رہی۔ عدی بن حاتم جس جگہ سے حضرت علیؑ سے جدا ہوا تھا ــــــ وہاں آیا لیکن جب حضرت نظر نہ آئے تو پوچھا ــــــ اسے حضرت کی طرف راہنمائی کی گئی وہ حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔

اب جبکہ آپؑ کو زندہ دیکھ رہا ہوں ہمارا کام آسان ہوگیا ہے لیکن جان لو کہ میں لاشوں سے گزر کر آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ــــــ جنگ صفین میں جن لوگوں نے سب سے زیادہ حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور ثابت قدم رہے وہ قبیلہ ربیعہ کے لوگ تھے۔ جن کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے قبیلہ ربیعہ کے لوگو! تم میری تلوار اور زرہ ہو اس کے بعد رسول خداؐ کے ربیع نامی گھوڑے پر سوار ہوئے اور شہباء نامی آنحضرتؐ کے استر کو نکالا۔ اور رسول خداؐ کے سیاہ عمامہ کو سر پر پہنا اور اپنے منادی سے کہا ندا دو۔

اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو اپنی جان کو خدا تعالی پر فروخت کرے؟ کئی لوگ آمادہ ہوگئے ــــــ اور حضرت علیؑ کے ساتھ مل گئے ان کے ساتھ مل کر حضرت نے شامیوں پر حملہ کر دیا انہوں نے ایسی سخت جنگ کی شامی اپنے پرچم وہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کو دیکھ کر معاویہ نے ہوشیاری دکھاتے ہوئے اپنے گھوڑے کو مانگا۔

معاویہ کے منادی نے شامیوں سے کہا: اے لوگو! کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

ثابت قدم رہو فتح اور شکست تو باری باری جنگ میں آتی رہتی ہے۔ دوبارہ شامی معاویہ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور انہوں نے پلٹ کر حضرت علیؑ کی فوج پر حملہ کر دیا۔

معاویہ نے عمر عاص سے کہا: قبیلہ عک اور اشعری کے لوگوں کو میدان میں بھیجو عمرو عاص ان کے پاس گیا اور معاویہ کا پیغام سنایا تو ان کے امیر مسروق عکی نے کہا: آپ سب انتظار کریں میں معاویہ کے پاس سے ہو کر آتا ہوں؟

وہ معاویہ کے پاس آیا اور کہا میری قوم کے لئے دو ملین درہم عطا مقرر کریں اور ہمارے ساتھ یہ شرط طے کریں کہ ان میں سے جو قتل ہو جائے گا اس کا چچا زاد اس کا جانشین بنے گا۔

معاویہ نے قبول کر لیا۔ اور وہ اپنی قوم کے پاس واپس آگیا۔ اور وہ خبر انہیں سنائی چنانچہ وہ جنگ کے لئے آگے بڑھے۔ قبیلہ عک اور قبیلہ ہمدان آپس میں درگیر ہوئے۔ اور تلواروں کی جھنکاروں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ قبیلہ عک والوں نے قسم کھائی کہ وہ جب تک ہمدانیوں کو میدان سے بھگا نہ دیں اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ہمدانیوں نے بھی یہی قسم اٹھائی ---- عمرو عاص نے معاویہ سے کہا شیر شیروں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ میں نے آج جیسی جنگ کبھی نہیں دیکھی۔

معاویہ نے کہا: اگر ہمارے پاس قبیلہ عک کی طرح کا کوئی اور قبیلہ ہوتا اور علیؑ کے پاس قبیلہ ہمدان کی طرح کا کوئی اور قبیلہ ہوتا تو یہاں سبھی نیست و نابود ہو جاتے۔

معاویہ کا حضرت علیؑ کی طرف ایک خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

معاویہ بن ابو سفیان کا خط علی بن ابی طالبؑ کی طرف

اما بعد ----- میرا خیال یہ ہے کہ اگر تمہیں اور مجھے یہ پتہ ہوتا کہ جنگ میں یہ نوبت آپہنچے گی ---- تو ایسا ستم روا نہ رکھتے۔ دوسرے لوگ ہمارے عقل پر کامیاب ہوئے لیکن اب بھی کچھ نوبت باقی ہے اچھی بات یہ ہے کہ گزشتہ پر پشیمان ہو جائیں اور آئندہ احتیاط کریں کیوں کہ زندگی سے مستفید ہونے کی جو میری امیدیں ہیں تمہاری بھی وہی ہیں۔ اور قتل و غارت سے جتنا تم ڈرتے ہو میں بھی اتنا ہی ڈرتا ہوں۔ بخدا اب لشکری فوجی کمزور اور ناتوان ہو چکے ہیں۔ اور لوگ مر چکے ہیں اور ہم عبد مناف کی اولاد کو ایک دوسرے پر کوئی برتری اور فضیلت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ جس شے کی وجہ سے عزیز لوگ خوار ہوتے ہیں اور آزاد غلام بنتے ہیں والسلام

حضرت علیؑ کا معاویہ کو جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

تمہارا خط مجھے ملا ہے تم نے لکھا ہے کہ اگر مجھے اور تجھے معلوم ہوتا کہ جنگ سے یہ نوبت آپہنچے گی تو جان لو کہ تمہارا اور ہمارا اس جنگ میں ہدف کیا ہے۔ ابھی تک وہ ہدف ہمیں حاصل نہیں ہوا۔

اور تم نے جو کہا ہے کہ جنگ میں ہم دونوں کو یکساں خوف ہے جان لو کہ تم میرے یقین میں اپنے شک سے زیادہ ثابت قدم نہیں ہو۔ شامی اتنے دنیا کے

زیعں نہیں ہیں جتنے عراقی آخرت کے حریص ہیں۔

اور تم نے جو کہا ہے کہ ہم سب اولاد عبد مناف ہیں اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تمہاری یہ بات درست نہیں ہے۔ کیونکہ بنی امیہ کا درجہ بنی ہاشم جیسا نہیں ہے۔ اور حرب کا درجہ عبد المطلب جیسا نہیں ہے اور ابو سفیان کا درجہ ابو طالب جیسا نہیں ہے۔ مہاجر اور وہ غلام جو آزاد ہوئے ہیں ------ برابر نہیں ہیں۔ نبوت کی فضیلت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ جس کی وجہ سے عزیز کا خاتمہ کیا اور ناتوان شخص ہمارے مطیع ہوئے"

ایک دن حضرت علیؑ نے صبح سویرے نماز فجر ادا کی۔ اور اپنے لشکریوں کو لے کر شامیوں پر حملہ آور ہوئے۔ ہر ایک گروہ اپنے اپنے پرچم تلے جمع ہو گئے۔

مالک اشتر ایک سرخ بلند دم والے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لیا اور شیر گرسنہ کی طرح شامیوں پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے تین نیزوں کو شامیوں کے سینوں میں توڑا۔ اس جنگ اور حملے میں تلواروں اور گرزوں والوں نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ ایک شامی لوہے سے لیس اپنے چہرہ کو چھپائے میدان میں وارد ہوا۔ اور آکر اس نے کہا

اے ابو الحسن میرے سامنے آؤ۔ تاکہ میں آپ سے ہمکلام ہوں حضرت علیؑ اس کے سامنے آئے ------ تو اس مرد نے حضرت علیؑ سے یوں فرمایا

"آپ کا اسلام میں وہ مقام ہے جو کسی اور کا نہیں ہے -- آپؑ نے آنحضرت ﷺ کے ہمراہ ہجرت فرمائی۔ اور متعدد جہاد فرمائے کیا آپؑ اس خون ریزی کو روکنا چاہتے ہیں ------ خود عراق واپس لوٹ جاؤ تو یہ جنگ ختم ہو سکتی ہی۔ ہم بھی شام چلے جاتے ہیں ----- اس سے آپؑ اپنے گھر والوں میں اور ہم اپنے گھر والوں میں خوش و خرم رہیں گے۔"

حضرت علیؑ نے فرمایا "میں اس کام کو آزما چکا ہوں ------ اور اس کی تمام صورت حال کو دیکھ چکا ہوں اب دو کاموں میں سے ایک کام ہو سکتا ہے۔ جنگ یا جو محمدؐ پر نازل ہوا اس سے انکار کر دوں۔ جب زمین میں گناہ بڑھ جائے تو خداوند اپنے بندوں پر راضی نہیں ہوتا۔ وہ لوگ اپنی حیثیت سے سکوت کر جاتے ہیں اور وہ لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے میں جنگ کو جہنم میں زنجیروں سے جکڑے جانے پر ترجیح دیتا ہوں اور جنگ کو آسان سمجھتا ہوں"

وہ شامی ان للہ و انا الیہ راجعون کہتا ہوا واپس ہو گیا۔ اس کے بعد ایسی جنگ ہوئی کہ نیزے ٹوٹ گئے۔ اور تلواریں کام کرنا بند کر گئیں۔ زمین میں ہوا اور خاک کا ایک غبار پھٹا لوگوں کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ اور یہ شب ہریر ہے صبح دونوں گروہوں کے لوگ ایک دوسرے کی قیام گاہوں کے لوگ ایک دوسرے کی قیام گاہوں کی طرف گئے اور اپنے اپنے کشتوں کے لاشے اٹھا کر دفنائے۔

اس روز حضرت علیؑ نے لوگوں کے درمیان خطاب فرمایا خداوند کی حمد و ثناء کی۔ اے لوگ! تمہارا اور دشمن کا امر اس نوبت کو پہنچا ہے کہ جسے تم دیکھ رہے ہو۔ اب تو اس قوم سے چند لوگ باقی بچے ہیں۔ خداوند تم پر رحمت نازل فرمائے۔ صبح دشمن سے جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ ------ اور جنگ کرو حتی کہ خداوند ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ کیونکہ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے جب یہ خبر معاویہ کے پاس پہنچی تو اس نے عمرو عاص سے کہا۔

آپ کیا دیکھتے ہیں ------ جب کہ آج کا دن اور رات ہمارے لئے باقی بچی ہے؟ عمرو عاص نے کہا میرے ذہن میں ایک سکیم ہے اگر انہوں نے اسے مان لیا تو ان میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر انہوں نے نہ مانا تو پراگندہ ہو

جائیں گے۔

معاویہ نے کہا وہ کیا ہے؟

عمرو عاص نے کہا انہیں کہو کہ تمہارے اور ہمارے درمیان قرآن فیصلہ کرے گا ----- ایسا کرنے سے جو چاہتے ہو وہی ہو جائے گا معاویہ نے کہا بات یہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو ------ اشعث بن قیس نے اپنے گرد جمع اپنی قوم سے کہا۔ کل تم نے نیست و نابود کرنے والی جنگ کو دیکھا کہ کیسی تھی۔ بخدا اگر ہم کل آمنے سامنے آئے تو عرب حتمانیت و نابود ہو جائیں گے۔

قرآن کو نیزوں پر بلند کرنے کی سازش

جاسوسوں نے یہ بات معاویہ تک پہنچائی تو اس نے کہا اشعث نے صحیح کہا ہے۔ اگر کل جنگ میں ہمارا آمنا سامنا ہوا تو رومی ہماری عورتوں بچوں پر حملہ کر دیں گے اور ایرانی دیہاتی عراقیوں کی عورتوں اور بچوں پر حملہ کر دیں گے۔ اس بات کو فقط صاحبان عقل ہی سمجھ سکتے ہیں اب آپ کا وظیفہ یہ ہے کہ قرآن کو نیزوں پر بلند کر کے فیصلے کرواؤ ------ چنانچہ صبح سویرے معاویہ والوں نے ایک بہت بڑے قرآن کو پانچ نیزوں پر بلند کیا جسے پانچ آدمیوں نے اٹھا رکھا تھا اور ان کے پیچھے باقی لوگوں نے قرآن نیزوں پر بلند کئے حضرت علیؑ کی فوج کی طرف بڑھے جب حضرت علیؑ کے اصحاب نے دیکھا کہ معاویہ خیل قرآن کو نیزوں پر بلند کئے آرہے ہیں (البتہ ان کے سامنے پرچم کی طرح کی کوئی شے تھی ------ جسے پہچان نہ سکے) جب روشنی ہوئی تو پتہ چلا کہ باقی بھی قرآن ہیں۔

دریں اثناء فضل بن ادھم قلب لشکر کے مقابلے میں اور شریح جزامی میمنہ کے مقابلے میں اور ورقاء بن معمر میسرہ کے مقابلے میں آکر کھڑے ہوگئے اور

آواز دی (۴۵۔)

اے عرب خدا را اپنی عورتوں اور بچوں کو رومیوں اور ایرانیوں کے حملے سے بچا لو ------ تمہارے اور ہمارے درمیان کتاب خدا حاکم ہے جو فیصلہ کرے گی ہمیں منظور ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کتاب خدا کو مکر و بہانہ کے لئے استعمال کر رہے ہو۔

اس کے بعد ------ ابو اعور سلمی سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر قرآن نیزہ پر آویزاں کیلئے میدان میں وارد ہوا۔ اور آتے ہی آواز دی۔

"اے عراق کے لوگو! یہ کتاب خدا ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے۔" (۴۶۔)

جب عراقیوں نے یہ سنا تو کردوس بن ہانی بکری اپنی نشست سے اٹھا اور کہا اے عراق کے لوگو! یہ قرآن آپ کو دھوکا دینے کے لئے ہیں ان کا اعتبار مت کرو۔

اس کے بعد سفیان بن ثور نکری (یا بکری) نے کہا: اے لوگو! ہم نے سب سے پہلے شامیوں کو کتاب خدا کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے ہم نے ان سے جنگ کو جائز قرار دیا تھا۔ اب اگر ہم ان کی بات کو قبول نہ کریں تو ہمارے اور ان کے لئے جنگ پھر سے جائز قرار پائے گی۔ اور اس صورت میں ہم عذاب خدا اور ناراضگی رسول اللہؐ سے نہ ڈریں۔ اس پر خالد بن معمر اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت علیؑ سے کہا: اے امیرالمومنینؑ اگر دیکھا جائے تو ان کی بات کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے اور اگر ان کی بات میں مصلحت نہیں ہے تو آپؑ کا جو حکم ہو وہ برتر ہے۔

اس کے بعد حضین (۷۴ھ) بن منذر نے کہا: اے لوگو! ہمارا ایک امام اور راہبر ہے جو کہ امین اور مورد اعتماد ہے اگر وہ حکم کے مسئلہ میں کہے نہ تو ----- نہ ہی ہے۔ اور اگر کہے ہاں تو ہم بھی ہاں ہی کہیں گے۔

حضرت علیؑ کا اپنے اصحاب کو معاویہ کی سازش سے آگاہ کرنا

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے بندگان خدا ----- میں زیادہ بہتر جانتا ہوں کہ اس قرآن کی دعوت کو قبول کروں۔ اسی طرح تم اس کام کے لئے دوسروں سے زیادہ بہتر لیکن کیا کیا جائے ان لوگوں کا سوائے دھوکا دہی کے کوئی قصد نہیں ہے۔ اس جنگ نے ان لوگوں کو تھکا دیا ہے۔ بخدا انہوں نے فقط قرآن کو اٹھایا ہوا ہے ان کا قصد قرآن پر عمل نہیں ہے۔ البتہ میرے لئے یہ بات اچھی نہیں ہے کہ مجھے قرآن کی دعوت دی جائے اور میں اسے قبول نہ کروں کیونکہ ہم تو اس لئے جنگ کر رہے ہیں تاکہ قرآن کے حکم کو تسلیم کیا جائے۔

اشعث نے کہا: اے امیرالمومنینؑ ہم آج بھی کل کی طرح آپؑ کی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ اور صحیح رائے یہ ہے کہ ان کی دعوت کو قبول کر لیں۔ عدی بن حاتم اور عمرو بن حمق نے کسی قسم کی بات نہ کی اور نہ ہی اظہار نظر کیا۔

جب حضرت علیؑ نے ان کی بات کو قبول کر لیا تو انہوں نے کہا ----- کسی کو بھیجو کہ جا کر مالک اشتر کو بلا لائے اور کہے کہ مزید پیش رفت نہ کرئے ----- مالک اشتران کے میمنہ پر حملہ کئے ہوئے تھے۔ حضرت علیؑ نے یزید بن ہانی سے فرمایا مالک اشتر کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ جنگ کو بند کر دو اور فوراً" میرے

پاس آؤ۔ وہ گیا اور مالک اشتر کو پیغام دیا۔ مالک اشتر نے کہا تم واپس لوٹ جاؤ اور امیرالمومنینؑ سے میری طرف سے عرض کرو کہ اب جنگ زور پر ہے اور میرے لئے واپسی اچھی نہیں ہے۔

یزید بن ہانی حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا اور ساری بات سے آگاہ کیا ---- اس وقت جہاں مالک اشتر تھے وہاں سے ہیا ہو اور گرد و غبار اٹھا اور کوفیوں نے کہا: بخدا ہم خیال نہیں کرتے کہ آپؑ نے انہیں جنگ کا حکم دیا ہو۔

آپؑ نے فرمایا: کیسے ممکن ہے کہ میں نے اسے جنگ کا حکم دیا ہو حالانکہ اس کے ساتھ خلوت میں کوئی میری بات نہیں ہوئی۔ پھر آپؑ نے یزید سے فرمایا۔ مالک اشتر سے کہو جنگ بند کر دو اور واپس آجاؤ کیونکہ یہاں نیا فتنہ کھڑا ہو گیا ہے۔ یزید مالک اشتر کے پاس آیا اور اسے امام کا حکم سنایا۔ مالک اشتر نے عرض کی کیا یہ سب کچھ قرآن کے نیزوں پر بلند ہونے کے لئے ہے؟

یزید نے کہا ہاں!

مالک اشتر نے کہا: بخدا میں جس وقت قرآن کو نیزوں پر بلند دیکھا سمجھ گیا تھا ----- کہ آج لوگوں میں اختلاف اور پراگندگی پھیل جائے گی ----- مجبوراً" مالک اشتر واپس لوٹ آیا۔ اور کہا اے لوگو! جو پست اور ناتواں ہو۔ اب جب تم دشمن پر فاتح ہو رہے ہو تو محض قرآن کو دیکھ کر سستی نہ کرو۔ مجھے تھوڑی سی مہلت دے دو میں جنگ فتح کر کے دکھاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تیرے ساتھ گناہ میں شریک نہیں ہو سکتے۔

مالک اشتر نے کہا: تم پر افسوس ہے تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ نیک اور برگزیدہ شہید ہو چکے ہیں اور اب سست اور کمزور باقی بچ گئے ہیں۔ بتاؤ کب حق پر تھے اب یا پہلے؟ جو تمہارے اصحاب شہید ہو چکے ہیں وہ تو انہیں افضل اور برتر نہیں

سمجھتے تھے بتائیں وہ بہشت میں ہیں یا دوزخ میں ہیں؟

انہوں نے کہا پہلے ہم نے راہ خدا میں جہاد کیا ہے اور اب بھی راہ خدا میں جنگ کو چھوڑ رہے ہیں۔

مالک اشتر نے کہا: وہ لوگ جن کی پیشانی پر سیاہ داغ ہیں ------ میں ان کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تمہاری نمازیں عبادت اور بہشت کے شوق میں ہیں اب دنیا کی طرف کیوں پناہ لیتے ہو۔ اس سے برائی اور بدنامی تمہارا مقدر بن جائے گی۔

انہوں نے مالک اشتر کو گالی گلوچ کیا۔ اور حضرت مالک اشتر کے گھوڑے کو تازیانہ بھی مارا۔ اس نے بھی ان کی سواریوں کو تازیانہ مارا۔ مسعر بن فدکی اور ابن کواء اور چند وہ قاری جو بعد میں خارجی بن گئے ------ قرآن کے فیصلے کے شدت سے طرفدار تھے۔

معاویہ شام کے لوگوں میں کھڑا ہوا اور کہا: اے لوگو! جنگ ختم ہو چکی ہے اور دونوں طرف کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور دوسرے باطل پر ہیں۔ اب ہم نے انہیں دعوت دی ہے کہ ہمارے درمیان قرآن حاکم ہے۔ اگر ہماری دعوت قبول کر لیں تو بہتر۔ ------ ورنہ ہم نے تو اتمام حجت کر دی ہے۔

پھر معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ "پہلے وہ شخص جو اس جنگ کا جوابدہ ہے اور جس سے حساب کتاب ہونا چاہئے وہ میں اور تم ہو۔ میں آپ کو خون بہانے سے اور دین میں محبت و دوستی اور دلوں سے کینہ دور کرنے کا کہتا ہوں۔ اب دو حکم میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کریں ایک میری طرف سے اور دوسرا تمہاری طرف سے ہو۔ جو قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اگر تم اہل قرآن ہو تو قرآن کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ۔"

اس کے خط کا حضرت علیؑ نے یوں جواب دیا

"تم نے مجھے دعوت دی ہے کہ قرآن کے حکم کو تسلیم کروں اور میں جانتا ہوں کہ تم قرآن کے حکم کو نہیں چاہتے۔ ہم نے قرآن کے حکم کو قرآن کے لئے مانا ہے نہ کہ تمہارے لئے۔ اور جو قرآن کے حکم پر راضی نہ ہو وہ سخت گمراہ ہے۔"

حضرت علیؑ نے عمرو عاص کو یوں خط لکھا

"اما بعد :۔ جب کہ معلوم ہے کہ دنیا انسان کو دوسرے کاموں سے روکتی ہے۔ دنیا اسے لالچ اور حرص دیتی ہے۔ جس سے انسان دنیا میں زیادہ رغبت کرتا ہے۔ دنیا میں جس شے کو پا لیتا ہے۔ یہ انسان کو اسی شے سے جسے وہ نہیں پا سکتا بے نیاز نہیں کرتا۔ تم معاویہ کے ساتھ مل کر اپنے اعمال کو باطل قرار مت دو۔ ورنہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کو نقصان مت دو۔ والسلام۔"

عمرو عاص نے کہا۔ اما بعد : ہماری صلاح اور الفت اس میں ہے کہ حق کی بازگشت ہو جائے۔ ہم نے اپنے اور تمہارے درمیان قرآن کو حاکم قرار دیا ہے اور اس فیصلہ پر ہم راضی ہیں اور لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ ہمارے عزر کو قبول کریں"

حضرت علی علیہ السلام نے اسے جواب دیا

"وہ شے جس نے تمہیں اپنا شیدائی بنا دیا ہے۔ وہ دنیا کی محبت ہے۔ یہ دنیا تجھ سے رو گردان ہوگی۔ ------ تم اس دنیا پر اعتبار نہ کرو۔ کیونکہ یہ بہت دھوکہ دینے والی ہے۔ اگر ماضی سے نصیحت پاؤ تو جو باقی رہ گیا ہے اس میں اس سے بہرہ ور ہو سکتے ہو۔ والسلام"

عمرو عاص نے جواب میں تحریر کیا

اما بعد : "جس نے قرآن کو حکم قرار دیا ہے اس نے انصاف کا ساتھ دیا ہے۔ اے ابوالحسن صبر کرو ہم قرآن کے فیصلہ کے علاوہ آپ سے کچھ نہیں چاہتے۔ اور نہ ہی کچھ کریں گے والسلام"

اس دوران دونوں لشکروں کے درمیان قرآن خواں بیٹھ گئے۔ اور اپنے ہمراہ قرآن لے آئے۔ اور ایک دوسرے سے بحث مباحثہ کرنے لگے ------- کہ دو حکم متعین کئے جائیں چنانچہ شامیوں نے عمرو عاص کو حکم منتخب کیا

ابو موسیٰ اشعری کے حکم بننے پر حضرت علیؑ کا اعتراض

اشعث اور باقی عراقی قرآن خواں لوگوں نے ابو موسیٰ اشعری کو منتخب کیا تو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا مجھے ابو موسیٰ اشعری کی دور اندیشی سے اطمینان نہیں ہے۔ میں حکم کے طور پر ابن عباس کو متعین کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ تمہارے اور ابن عباس کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ گویا نہ آپ خود فیصلہ کرنا چاہتے ہو یہ کام ایسے شخص کے اوپر ڈال دو کہ جس کی نظر میں آپ اور معاویہ برابر ہوں۔ اور تم میں سے کسی کے نزدیک تر نہ ہو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا : تم شامیوں کے لئے عمرو عاص پر راضی ہوگئے ہو حالانکہ وہ تو معاویہ کا زیادہ طرفدار ہے؟ انہوں نے کہا : وہ اپنے کام میں دانا ہیں اور ہم اپنے کام میں زیادہ دانا ہیں!

حضرت علیؑ نے فرمایا : پس مالک اشتر کو حکم بنالیں اشعث نے کہا: کیا مالک اشتر کے علاوہ کوئی اور ہے جس نے یہ جنگ بھڑکائی ہو؟ کیا ہم مالک اشتر کے فرمان تابع ہیں؟ حضرت علیؑ نے پوچھا اس بارے میں مالک اشتر کا حکم کیا ہے؟

اشعث نے کہا: اس کا کام ملے ہوئے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرنا

ہے

حضرت علیؑ نے فرمایا گویا کہ تمہارا ارادہ ہے کہ فقط ابو موسیٰ اشعری کو ہی حکم بنایا جائے اور اس کے علاوہ دوسرے کو قبول نہ کیا جائے؟

انہوں نے کہا ----- ہاں آپ نے فرمایا جو چاہو کرو انہوں نے موسیٰ اشعری کے پاس آدمی بھیجا کیونکہ جنگ صفین میں وہ شامل نہیں تھا اور شام کے نواح میں آباد ہو چکا تھا وہ شخص اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے۔ اس نے کہا خدا کا شکر ہے۔ اور جب اس نے کہا کہ لوگوں نے تجھے حکم بنایا ہے تو اس وقت اس نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہا۔

ابو موسیٰ اشعری نے حرکت کی اور حضرت علیؑ کے قیام گاہ میں آیا۔ اکثر لوگ اس کے حکم ہونے پر راضی ہوگئے اور اسے اس عنوان سے قبول کر لیا۔

احنف بن قیس نے حضرت علیؑ سے کہا۔ آپ پتھر کی طرح مضبوط اور عربوں سے ذہین شخص کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ہیں۔ میں نے ابو موسیٰ اشعری کو آزمایا ہوا ہے۔

وہ کم مایہ شخص ہے۔ اور اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کام کے لئے موزوں شخص وہ ہے جو کبھی تو ایسا ہو کہ دوسرا اسے نزدیک سمجھے اور کبھی ایسا ہو جائے کہ دوسرا اسے ستاروں میں سمجھنے لگے۔ اگر چاہو تو مجھے حکم بنا سکتے ہو۔ ورنہ کسی اور کو بنا دو۔ اگر کہو کہ میں اصحاب رسولؐ میں سے نہیں ہوں تو کسی صحابی کو حکم بنا دو اور مجھے اس کا وزیر بنا دو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ حکمیت کے لئے سوائے ابو موسیٰ اشعری کے کسی پر راضی نہیں ہیں۔ خداوند اپنے خواستہ کو محقق کر دکھائے گا۔

ایمن بن خریم اسدی جو کہ شام کے لوگوں میں سے تھا اور جنگ صفین میں

شریک نہیں ہوا تھا۔ اس نے اس موضوع پر چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"اگر اس قوم میں فکر ہوتی تو اس حکمیت کے لئے ابن عباس کو ہی مقرر کرتے۔ لیکن انہوں نے یمن کے بوڑھے شخص کو معین کیا ہے جو اتنا بھی نہیں جانتا کہ پانچ کو چھ میں ضرب دی جائے تو کتنے بنتے ہیں" (۳۸۔)

معاویہ نے ایمن بن خریم کو کہا ہوا تھا کہ اگر تم میری بیعت کر لو تو فلسطین کا کچھ حصہ تمہیں دے دیا جائے گا۔ تاکہ تم اس پر حکومت کرو لیکن ایمن نے معاویہ کی بات کو قبول نہ کیا اور چند اشعار کہے جن کا مفہوم یہ ہے۔

"میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ حکومت اور بادشاہی کے لالچ میں نماز گزار قریشی قتل کر دوں۔ اس کا حق بادشاہی ہے اور میں گناہ لے لوں میں ایسی نادانی اور بے عقلی سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ کیا میں ناحق کسی مسلمان کو قتل کر سکتا ہوں۔ اگر ایسا کرونگا تو ساری زندگی ----- مجھے میری زندگی ذرہ بھر فائدہ نہ دے سکے گی۔"

☆-------☆-------☆

حکمیت کا پیمان نامہ

اہل عراق اور اہل شام سب لوگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے لکھنے والا بلایا اور سب نے مل کر حکمیت کے لئے ایک تحریر لکھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ وہ شے ہے جس پر امیرالمومنینؑ نے حکم صادر اور اپنی موافقت کا اظہار فرمایا ہے"

معاویہ نے کہا: اگر میں علیؑ کو امیرالمومنینؑ سمجھتا ہوتا تو اس کے ساتھ جنگ کرنے سے ایک بدکار انسان بنتا لہٰذا میں تو اسے امیرالمومنینؑ نہیں سمجھتا۔

معاویہ کی بات کو سن کر عمرو عاص نے لکھنے والے سے کہا۔ فقط علی اور اس کے باپ کے نام کو لکھو

احنف ابن قیس نے حضرت علیؑ سے عرض کی مولی امیرالمومنینؑ والے عنوان کے حذف پر موافقت نہ کریں کیونکہ مجھے ڈر ہے اگر یہ عنوان آج محو کر دیا گیا تو پھر کبھی بھی آپ کی طرف یہ عنوان نہیں آئے گا۔ لہٰذا آپ ان کے تقاضا کو رد کر دیں۔

حضرت علیؑ علیہ السلام نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور ارشاد فرمایا

بخدا ایسا ہی آنحضرت کے زمانے میں ہوا تھا جب صلح حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو قریش نے کہا تھا کہ رسول اللہ کے لقب کو حذف کر دیا جائے تو اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے لکھنے والے سے فرمایا تھا فقط "محمد بن عبداللہ" ہی لکھ دو۔

اب صلح نامہ اور حکمیت کے پیمان کو یوں لکھا

یہ پیمان نامہ ہے ----- جس پر علی بن ابی طالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان دونوں کے پیروکاروں نے موافقت کی ہے ہم سب قرآن کے حکم اور سنت پیغمبرؐ کے حکم پر راضی ہیں حضرت علیؑ تمام اہلیان عراق خواہ حاضر ہیں خواہ غائب ہیں سب پر خلیفہ ہیں اور تمام اہل شام حاضر و غائب پر معاویہ کی حکومت مسلم ہے۔

قرآن جو آغاز سے لیکر انجام تک فیصلے کرتا ہے ہم نے اس کے حکم کے ساتھ موافقت کو تسلیم کیا ہے۔ جسے قرآن نے زندہ کیا ہے۔ اسے زندہ سمجھتے ہیں اور جس شے کو قرآن نے زندہ نہیں کیا ہم بھی زندہ نہیں جانتے۔

اس بات پر حضرت علیؑ اور معاویہ دونوں راضی ہوگئے۔ حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کے حکم ہونے پر راضی ہوگئے۔

معاویہ اور اس کے پیرو کار عمرو بن عاص کے حکم بننے پر راضی ہوگئے حضرت علیؑ اور معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری اور عمرو عاص سے عہد لیا کہ خدا اور رسول اللہ کی قسم اٹھاؤ کہ اپنے حکم کا ملاک قرآن کو قرار دو گے۔ قرآن اور اس میں لکھے ہوئے احکامات سے تجاوز نہیں کرو گے ------ جو شے قرآن میں موجود نہ ہوگی اسے سنت رسولؐ میں تلاش کرو گے اور جان بوجھ کر ان کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرو گے۔ شبہات میں جستجو نہیں کرو گے۔

ابو موسیٰ اشعری اور عمرو عاص نے بھی حضرت علیؑ اور معاویہ سے عہد لیا کہ ہم جو قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے تم اس پر راضی رہنا ------ اس کے بعد اس حکم کی مخالفت نہیں کرو گے۔ انہوں نے حکم سے پہلے اپنی جان، مال، عورتوں اور بچوں کے لئے امان طلب کی۔ خواہ ان کے حکم پر راضی ہوں اور خواہ راضی نہ ہوں۔ البتہ امت کا وظیفہ ان کے حکم کو تسلیم کرنا اور ان کی مدد ہوگا

ان دونوں حکم میں سے اگر کوئی ایک فیصلہ کرنے سے پہلے مرجائے تو اس عہد نامے اور شرائط اس کی پارٹی کے لوگ کسی اور عادل اور صلح جو شخص کو نامزد کریں گے۔ دونوں گروہوں نے ان شرائط پر رضایت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ اور معاویہ اور حکمین کے علاوہ بقایا سب کے لئے سلام کو ممنوع قرار دے دیا گیا ----- خداوند تعالیٰ کو گواہ قرار دیا گیا۔ جو شخص ان کے فیصلے سے روگردانی کرے گا امت اس سے بیزار ہوگی ---- جب تک فیصلہ نہ ہو جائے۔ لوگوں کی جان مال سب امان میں ہوں گے۔ اور اسلحہ کو رکھ دیں اور راستے کھول

دیئے جائیں ان دو گروہوں کے جو لوگ فیصلہ میں موجود نہ ہوں گے انہیں حاضر سمجھا جائے گا۔

یہ دونوں حکم ایسی جگہ پر رہیں جہاں سے اہل عراق اور اہل شام کی مسافت برابر ہو۔ کوئی ان کے ساتھ ملاقات کا حق نہیں رکھتا۔ سوائے ان کے کہ یہ دونوں جن پر رضایت کا اظہار کریں۔ فیصلے کی مدت ماہ مبارک رمضان کے آخر تک رکھی گئی۔ لیکن اگر حکمین جلدی فیصلہ کرنے میں مصلحت جانیں تو پہلے بھی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر چاہیں تو حکم کرنے میں تاخیر بھی کرسکتے ہیں اور اگر انہوں نے قرآن کے مطابق فیصلہ نہ کیا تو دوبارہ جنگ جاری ہو سکتی ہے۔

حکمیت کے عہد نامہ پر گواہوں کے اسماء

اہل عراق کی طرف سے اس فیصلے کے گواہ لوگ درج ذیل تھے۔

۱۔ حضرت امام حسنؑ
۲۔ حضرت امام حسینؑ
۳۔ عبداللہ بن عباس
۴۔ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب
۵۔ اشعث بن قیس
۶۔ مالک اشتر بن حارث
۷۔ سعد بن قیس
۸۔ حصین بن حارث بن عبدالمطلب
۹۔ طفیل بن حارث بن عبدالمطلب
۱۰۔ ابو سعید بن ربیعہ انصاری
۱۱۔ عبد اللہ بن جناب بن ارث
۱۲۔ سہل بن حنیف
۱۳۔ ابو بشیر بن عمر انصاری
۱۴۔ عوف بن حارث بن عبدالمطلب
۱۵۔ یزید بن عبد اللہ اسلمی
۱۶۔ عقبہ بن عامر جہنی
۱۷۔ رافع بن خدیج انصاری
۱۸۔ عمرو بن حمق خزاعی
۱۹۔ حجر بن عدی کندی
۲۰۔ یزید بن حجیہ فکری

۲۱۔ مالک بن کعب ہمدانی	۲۲۔ ربیعہ بن شرجیل
۲۳۔ حارث بن مالک	۲۴۔ حجر بن یزید
۲۵۔ علبہ بن حیہ	۲۶۔ نعمان بن عجلان انصاری

اہل شام کی طرف سے گواہ درج ذیل ہیں

۱۔ حبیب بن مسلمہ فہری	۲۔ ابو اعور سلمی
۳۔ بسر ابن ارطاۃ قرشی	۴۔ معاویہ بن خریج کندی
۵۔ مخارق بن حارث	۶۔ مسلم بن عمر سکسکی
۷۔ عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید	۸۔ حمزہ بن مالک
۹۔ سبیع بن یزید حضرمی	۱۰۔ عبداللہ بن عمرو عاص
۱۱۔ علقمہ بن یزید کلبی	۱۲۔ خالد بن یزید سکسکی
۱۳۔ علقمہ بن یزید حضرمی	۱۴۔ یزید بن الجبر عبسی
۱۵۔ مسروق بن جبلہ عکی	۱۶۔ بسر بن یزید حمیری
۱۷۔ عبداللہ بن عامر قرشی	۱۸۔ عتبہ بن ابو سفیان
۱۹۔ محمد بن ابو سفیان	۲۰۔ محمد بن عمرو عاص
۲۲۔ عمار بن احوص کلبی	۲۳۔ مسعدہ بن عمرو حمی
۲۴۔ صباح بن جلہمہ حمری	۲۵۔ عبد الرحمان بن ذوالکلاع
۲۶۔ ثمامہ بن حوشب	۲۷۔ علقمہ بن حکم

یہ عہد نامہ ۲۱ صفر بروز بدھ ۳۷ ہجری کو تحریر کیا گیا۔

☆-------☆-------☆

حکمین کے تعین کے بعد اختلاف

اشعث نے عہد نامہ کو لیا اور دونوں لشکروں کے سامنے پڑھا ہر ایک قبیلے کے پاس گیا اور ان کے پرچم کے پاس کھڑے ہو کر انہیں پڑھ کر سنایا۔

قبیلہ عنزہ کے پرچم کے پاس جا کر عہد نامہ کو پڑھا اس قبیلہ کے چار ہزار مرد حضرت علیؑ کے ساتھ تھے ان میں سے دو (جعد اور معدان) بھائیوں نے کہا **لا حکم الا للہ** خدا ہی حکم اور فیصلہ کر سکتا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے شامیوں پر حملہ کر دیا اور اتنی جنگ کی کہ دونوں بھائی قتل ہو گئے۔ یہ دونوں ایسے شخص تھے جنہوں نے سب سے پہلے **لا حکم الا للہ** کا نعرہ لگایا تھا۔ اشعث اس کے بعد قبیلہ مراد کے پاس گیا اور ان کے سامنے عہد نامہ کو پڑھا ان میں سے سب سے زیادہ صالح شخص صالح بن شقیق نے کہا

"سوائے خدا کے کسی کو حکم کا حق حاصل نہیں ہے اگرچہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار گزرے"

اشعث بنی راسب کے پرچم کے قریب گیا اور اسے پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کو دین خدا میں فیصلہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ جب اشعث بنی تمیم کے لوگوں کے پاس گیا تو وہاں بھی ایسی ہی بات سنی۔ عروہ بن ادیہ نے کہا کیا تم دین خدا میں لوگوں کو حکم بنا رہے ہو۔ ہمارے شہداء کس کھاتے میں جائیں گے؟ یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار سے اشعث پر حملہ کر دیا لیکن اس کا حملہ کارگر ثابت نہ ہوا اور اس کے گھوڑے کی سرین پر لگی۔ اشعث اپنی قوم میں واپس لوٹ گیا۔ بنی تمیم کے بزرگ اس کے پاس گئے اور معذرت کی۔ اس نے انہیں معاف کر دیا۔

سلیمان بن صرد حضرت علیؑ کی خدمت میں آیا ----- جب کہ اس کے

چہرے پر تلوار کا زخم تھا۔ سلیمان نے حضرت علیؑ سے عرض کی ------

"کاش آپؑ کے پاس ایسے مددگار ہوتے کہ آپؑ اس عہد نامہ کو نہ لکھواتے" محرز بن مینس بن ظلیع اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت علی علیہ السلام کے سامنے آکر عرض کی

"کیا کوئی راستہ ہے کہ جس کے ذریعے اس نامہ کو واپس کر دیا جائے"

بخدا مجھے ڈر ہے کہ یہ عہد نامہ آپ کی کمزوری اور خواری کا موجب ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا تحریر کے لکھوا دینے کے بعد اب اسے توڑ دیں؟ یہ جائز نہیں ہے۔

اس کے بعد معاویہ اور حضرت علی علیہ السلام میں فیصلہ کی جگہ پر اتفاق رائے ہوا اور وہ دومہ الجندل (۴۹۔) طے ہوئی۔ یہ جگہ عراق اور شام کے درمیان میں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے شریح بن ہانی (۵۰۔) کو چار ہزار لوگوں کی معیت میں ابو موسیٰ اشعری کی طرف روانہ کیا۔ اور نماز جماعت کے لئے عبد اللہ بن عباس کو ہمراہ بھیجا۔

معاویہ نے بھی چار ہزار آدمیوں کی معیت میں ابو اعور سلمی کو عمرو عاص کی طرف روانہ کیا

سب لوگ صفین سے چل کر دومہ الجندل آئے۔ حضرت علیؑ اپنے احباب کے ساتھ کوفہ واپس چلے گئے۔ اور معاویہ اپنی فوج لے کر شام واپس چلا گیا اور سب لوگ فیصلہ کا انتظار کرنے لگے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ابن عباس کی طرف ایک خط لکھا "حضرت عبد اللہ بن عباس کے دوست اکٹھے ہوئے کہ مولا نے آپ کی طرف کیا لکھا ہے؟ اس

نے وہ خط چھپا دیا انہوں نے کہا تم نے حضرتؑ کا خط کیوں پوشیدہ کیا ہے۔ حالانکہ فلاں فلاں باتیں انہوں نے آپؑ کی طرف لکھی ہیں۔ انہوں نے اس قدر جستجو کی یہاں تک کہ خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے۔

اور اس کے برعکس معاویہ نے عمرو عاص کی طرف جو جو خط لکھے کسی نے بھی انہیں پڑھنے کا مطالبہ نہ کیا۔

معاویہ نے عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور عبد اللہ بن زبیر اور ابو جہم بن حذیفہ اور عبدالرحمٰن بن یغوث کی طرف خط لکھے۔

"اما بعد: جنگ صفین ختم ہو چکی ہے۔ دو مرد دومتہ الجندل گئے ہوئے ہیں تم جو کہ اس جنگ سے کنارہ کش تھے۔ اور لوگوں کو جو وارد ہوا تمہیں وارد نہیں ہوا ہے۔ اب آؤ اور ان دونوں کے پاس جاؤ اور ان کے افعال اور مشورے پر شاہد بنو والسلام"

جب ان کے پاس معاویہ کا خط آیا تو سبھی دومتہ الجندل میں ان کے پاس گئے۔ اور فیصلے تک وہاں ہی رہے۔ سعد ابن ابی وقاص بھی حاضر ہوا۔ مغیرہ بن شعبہ جو کہ طائف (۵۱۔) میں مقیم تھے یہ بھی حاضر ہوا۔ یہ ان حملوں میں شریک نہ تھے اور فیصلے کا انتظار کرنے لگے اور جب فیصلے میں دیر ہوئی تو دمشق چلے گئے وہاں معاویہ سے ملاقات کی۔

معاویہ نے ان سے کہا: جس شے میں مصلحت دیکھتے ہو مجھے بتاؤ؟ مغیرہ نے کہا۔ اگر تمہارے حق میں رائے دے سکتا تو تمہارے ساتھ جنگ میں شرکت نہ کرتا البتہ ان دونوں حاکمین کی رپورٹ تمہیں دیتا ہوں۔ معاویہ نے کہا کیا ہے؟

مغیرہ نے کہا: میں نے ابو موسیٰ اشعری سے خلوت میں ملاقات کی ہے تاکہ پتہ چل سکے کہ اس مسئلہ میں اس کی رائے کیا ہے؟

اور اس نے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جو جنگ سے کنارہ کش تھے اور حاضر نہ ہوئے ان کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟

ابو موسیٰ اشعری نے کہا: جو لوگ جنگ صفین میں شامل نہیں ہوئے وہ بہترین لوگ ہیں کیونکہ ان کی پشت پر بھائیوں کی خون ریزی کا بار نہیں ہے اور ان کے شکم میں ان کے اموال نہیں ہیں۔

پھر میں وہاں سے اٹھا اور عمرو عاص کے پاس گیا اور اس سے بھی کہا کہ جو لوگ اس جنگ سے کنارہ کش تھے ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

اس نے کہا وہ بدترین لوگ ہیں کیونکہ انہوں نے حق کو پہچانا نہیں اور باطل کا انکار نہیں کیا۔

میرا تو یہ تجزیہ ہے کہ: ابو موسیٰ اشعری اپنے دوست حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اور جنہوں نے جنگ نہیں کی ان میں سے کسی کو خلافت دینا چاہتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کا میلان عبد اللہ بن عمر کی طرف ہے۔

البتہ عمرو عاص اپنے دوست کو بہترین شخص سمجھتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو یا اپنے بیٹے عبد اللہ کو خلیفہ بنانے کی جستجو میں ہے۔ اور میرا خیال یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں اپنے سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں سمجھتا۔

ان باتوں ----- نے معاویہ کو پریشانی کے سمندر میں غرق کر دیا۔

☆------☆------☆

حکمین کی آپس میں گفتگو

جب حکمین تبادلہ خیال کے لئے جمع ہوئے تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا کیا

امت کی مصلحت اور خدا کی رضا میں تم میرے ساتھ راضی ہو؟

ابو موسیٰ اشعری کی بزرگی اور احترام کو مد نظر رکھتے ہوئے عمرو عاص نے کہا کہ: آپ کو مجھ سے پہلے آنحضرتؐ کی صحبت کا افتخار حاصل ہوا ہے۔ اور آپ کی عمر بھی مجھ سے زیادہ ہے۔

ابو موسیٰ اشعری نے کہا عبد اللہ بن عمر کو حکومت دینی چاہئے اور اس نے جنگ صفین کے کسی معرکہ میں بھی دخل اندازی نہیں کی ----- عمرو عاص نے کہا معاویہ سے کیوں غافل ہو؟

ابو موسیٰ نے کہا۔ معاویہ اس منصب کے لائق نہیں ہے۔ اور یہ اس کام کی مناسبت نہیں رکھتا؟

عمرو عاص نے کہا کیا عثمان کی مظلومیت بھری موت کا تمہیں علم نہیں ہے؟ ابو موسیٰ اشعری نے کہا ہاں اس کا تو مجھے پتہ ہے۔ عمرو عاص نے کہا اگر لوگ کہیں کہ معاویہ کو حکومت کیوں دی ہے تو قتل عثمان تمہارے لئے عذر ہوگا۔ تم کہنا کہ میں نے اسے عثمان کا ولی پایا اور اس کے بارے میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے۔

"جو شخص مظلومیت کے ساتھ قتل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے خون کی تحقیق کرنے والوں ----- کے لئے حجت قرار دیتا ہے" (۵۲۔)

اس کے علاوہ معاویہ زوجہ رسول ام حبیبہ کا بھائی بھی ہے۔ اور آنحضرتؐ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کر چکا ہے۔ (۵۳۔)

ابو موسیٰ نے کہا: خدا سے ڈر۔ اگر کسی کو گھر اور رشتہ داری کی وجہ سے خلافت اور حکومت کا منصب مل سکتا تو ابرہہ بن صباح زیادہ حکومت کا حقدار تھا کیونکہ وہ یمن کے تبع بادشاہوں کا شہزادہ ہے جنہوں نے کئی سال زمین پر بادشاہی

کی ہے۔ اور دوسرا علی بن ابی طالبؓ کے ہوتے ہوئے تو معاویہ کے پاس کونسا رشتہ داری والا شرف ہے۔

رہا مسئلہ کہ معاویہ خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتا ہے تو یاد رکھو عثمان کا اپنا بیٹا اس کی نسبت زیادہ حقدار ہے کہ باپ کے خون کا بدلہ لے ---- ابو موسیٰ اشعری نے کہا ----- اگر تم میری رائے قبول کر لو تو عبد اللہ بن عمر کو خلیفہ نامزد کرکے عمر کی یاد کو زندہ کر سکتے ہو۔ اور یہ عبد اللہ بن عمر دانشمند آدمی ہے۔

عمرو عاص نے کہا: میرے بیٹے عبد اللہ کے خلیفہ بننے میں کیا کمی ہے حالانکہ وہ فضل و صلاح میں کسی سے کم نہیں ہے اور وہ مہاجر بھی ہے اور اسے آنحضرتؐ کی صحبت کا شرف بھی حاصل ہے؟

ابو موسیٰ اشعری نے کہا: تیرا بیٹا صحیح اور صاف گو آدمی ہے لیکن تو اسے اس جنگ میں لے آیا ہے۔ آؤ عبد اللہ بن عمر کو خلیفہ نامزد کریں۔

عمرو عاص نے کہا خلافت کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہئے جس کے دو دانت ہوں ایک سے خود کھائے اور دوسرے سے باقی لوگوں کو کھلائے۔

ابو موسیٰ اشعری نے کہا اے عمرو مجھے تم پر افسوس ہے۔ مسلمان آپس میں جنگ کرنے لگے ایک دوسرے کے خلاف تلواریں اور نیزے لے کر آگئے ----- جنگ روک کر انہوں نے مجھے اور تجھے فتنہ ختم کرنے کے لئے منتخب کیا ہے اور اب پھر سے انہیں فتنہ میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

عمرو عاص نے کہا تمہاری کیا رائے ہے اور اب کیا کیا جائے؟

ابو موسیٰ اشعری نے کہا: میرا عقیدہ یہ ہے کہ معاویہ اور علیؓ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیا جائے اور لوگوں سے کہا جائے کہ تم آزاد ہو جسے چاہو مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے خلیفہ نامزد کر لو۔

عمرو عاص نے کہا میں اس کام پر راضی ہوں اور یہ وہ کام ہے کہ جس میں لوگوں کی مصلحت کا راز مضمر ہے۔

جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ابن عباس ابو موسیٰ اشعری کے پاس آیا اور اس سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا: اے ابو موسیٰ: تم پر افسوس ہے کہ تجھے عمرو عاص نے دھوکے میں ڈالا ہے اور جس چیز پر تم نے اتفاق رائے کیا ہے پہلے عمرو عاص سے کہو وہ اعلان کرے ------ تم اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرنا۔ کیونکہ عمرو عاص دھوکے باز شخص ہے۔

مجھے اس بات کا اعتبار نہیں ہے کہ تم نے جو خلوت میں پروگرام بنایا ہے جب تم پہلے اعلان کر چکو تو وہ بعد میں وہی اعلان کرے بلکہ وہ تمہارے خلاف بات کرے گا۔

ابو موسیٰ نے کہا: ہم نے ایسے کام پر موافقت کر لی ہے کہ اگر خدا نے چاہا تو ہم میں سے کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرے گا۔

☆ -------- ☆ -------- ☆
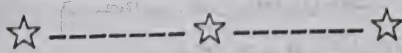
حکمین کی رائے کا اعلان

دوسرے روز یہ دونوں حکم اس شہر کی جامع مسجد میں آئے --- دوسرے لوگ بھی جمع ہوگئے۔ ابو موسیٰ اشعری نے فیصلہ سنانے کے لئے عمرو عاص سے کہا کہ منبر پر جا کر اپنی رائے سے لوگوں کو آگاہ کرو۔

عمرو عاص نے کہا: آپ مجھ سے بزرگ اور برتر ہیں آپ نے مجھ سے پہلے ہجرت کی ---- میں آپ سے مقدم نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے ابو موسیٰ

اشعری منبر پر گیا اور خداوند کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔

اے لوگو! ہم ایسے کام کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس امت کے درمیان محبت قائم فرمائے گا۔ اور امت کی اصلاح ہوگی اس سے بہتر کوئی فیصلہ نہیں کہ ہم ان دونوں کو خلافت سے جدا کرتے ہیں اور یہ کام شوریٰ پر چھوڑتے ہیں۔ لوگ جس کسی کو بہتر جانیں منتخب کر لیں لہٰذا میں علی اور معاویہ دونوں کو خلافت سے الگ کرتا ہوں اب تم جسے چاہو اپنے لئے خلیفہ نامزد کر سکتے ہو۔

فیصلہ کے بعد حکمین کا ایک دوسرے کو گالی دینا

یہ کہہ کر ابو موسیٰ اشعری منبر سے اتر آئے ----- اس کے بعد عمرو عاص منبر پر گیا۔ اس نے خداوند کی حمد و ثنا کے بعد کہا "اس شخص نے جو کچھ کہا ہے آپ نے سن لیا ہے اس نے اپنے سپہ سالار (علیؑ) کو خلافت سے الگ کر دیا ہے۔ میں بھی اس کے سالار (علیؑ) کو خلافت سے الگ کرتا ہوں اور معاویہ کی خلافت کے جاری رہنے کا اعلان کرتا ہوں۔ کیونکہ اس نے امیر المومنین حضرت عثمان کے خون کا انتقام لینا ہے۔ اور سب سے زیادہ خلافت کا حقدار بھی ہے"

یہ سن کر ابو موسیٰ اشعری نے عمرو عاص سے کہا۔ خدا تجھے نیکی کی توفیق نہ دے تم نے یہ کیا کہا ہے۔ تم نے میرے ساتھ فریب اور دھوکا کیا ہے۔ تیری مثال تو اس کتے جیسی ہے کہ جس پر حملہ کرو تب بھی وہ بھونکتا ہے۔ اور اگر حملہ نہ کیا جائے تب بھی وہ بھونکتا ہے۔(۵۴۔)

عمرو عاص نے کہا تیری مثال اس گدھے جیسی ہے جس پر چند کتابیں لاد دی جائیں (تو وہ عالم نہیں بن جاتا) (۵۵۔)

اس وقت شریح بن ہانی نے عمرو عاص پر حملہ کر دیا اور اس کے منہ پر تازیانہ مارا لوگوں نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا۔ شریح کہتا تھا ہمیشہ مجھے افسوس رہے گا کہ میں نے اس دن تازیانہ کی بجائے تلوار کیوں نہ ماری۔ ابو موسیٰ نے اپنے آپ کو وہاں سے بحفاظت باہر نکالا اور اپنی سواری پر سوار ہو کر مکہ چلا گیا۔

ابن عباس نے کہا: خدا ابو موسیٰ اشعری سے اپنی رحمت کو دور کرے ----- میں نے اسے پہلے سے متنبہ کیا تھا لیکن اس نے میری ایک نہ سنی اور اس دھوکا باز پر اعتماد کر لیا۔

ابو موسیٰ اشعری نے بھی کہا: ابن عباس نے تو مجھے اس کے مکر و فریب سے آگاہ کیا تھا --- لیکن میں نے اس پر اعتماد کیا۔ اور مجھے عمرو عاص پر یہ امید نہ تھی کہ وہ ایک شے کو مسلمانوں کی بھلائی پر ترجیح دے گا۔

☆ -------- ☆ -------- ☆
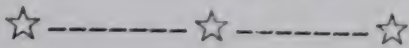
شامیوں کی معاویہ سے بیعت

عمرو عاص کے اعلان کے بعد شامیوں نے جو وہاں موجود تھے معاویہ کے پاس گئے اور سلام کرنے کے بعد خلیفہ کے عنوان سے بیعت کر لی۔

ابن عباس اور شریح بن ہانی اور جو ان کے ہمراہ تھے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔

سعید بن قیس ہمدانی اٹھا اور کہا: بخدا اگر ہم ہدایت اور اتحاد کی راہ میں اکٹھے ہو جائیں تو اب جو ہماری بصیرت دین میں ہے ----- اس سے زیادہ نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اسی قسم کے الفاظ پر مشتمل بات چیت کی۔

☆--------☆--------☆

جنگ نہروان
یا
مارقین (منافقین) سے جنگ

منافقت

تمام تاریخ اسلام میں ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو منافقوں کی جانب سے خطرہ رہا۔ خطرہ اس لئے تھا کہ وہ ظاہری طور پر تو اپنے آپ کو مسلمان اور قرآن کے پیروکار اور رسول خدا کے مطیع کہتے تھے لیکن ان کے باطن میں شرارت اور خباثت ہوتی تھی۔

اسی لئے ان کے ساتھ جنگ بہت مشکل ہوتی تھی اور ان کا خطرہ مسلمانوں اور ان کی سوسائٹی کو کفار کے خطرے سے بھی زیادہ ہوتا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنی زندگی کی تیسری لڑائی (جنگ) منافقین سے کی۔ جو کفار سے بھی بدتر تھے۔ اور ان مارقین کا خطرہ معاشرے میں کفار سے بھی زیادہ تھا۔

وہ منافقین جو تاریخ اسلام میں خارجی کے عنوان سے معروف ہیں۔ انھوں نے جنگ صفین کے بعد حضرت علی علیہ السلام کے خلاف قیام کیا اور انھوں نے کہا جو شخص تحکیم کی بات پر رضایت کا اظہار کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون مباح ہے! مگر یہ کہ وہ توبہ تائب ہو جائے۔ یہ ایک غلط طرز فکر تھی۔ اور یہ ان کی جہالت اور سادہ اندیشی کی وجہ سے تھی۔ اس کے بارے میں ایک مشہور قول

ہے کہ انہوں نے ایک ایسی عمارت بنائی تھی کہ جس کے کمزور ستون تھے۔

اور یہ ایسا نتیجہ تھا ـــــــ کہ جس کے مقدمات بے بنیاد تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی۔ جس میں ان کے ہزارہا لوگ قتل ہوئے ـــــــ اور حضرت نے نہایت بیباکی سے فریاد کی کہ میں ہی وہ ہوں کہ جس نے فتنہ و فساد کی آنکھ کو پھوڑ دیا ہے۔ اور فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہے۔(۵۶۔)

☆ ☆ ☆

اس تیسری جنگ کی بابت ـــــــ جو حضرت علیؑ نے خوارج سے لڑی۔ یہ جنگ نہروان کے مقام پر ہوئی۔

دعا ہے کہ خداوند عالم ہمیں رسول خداؐ اور آئمہ اطہارؑ کے صحیح پیروکاروں سے شمار کرے اور اسلام قرآن کے حیات بخش احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ ☆ ☆

خارجی

جنگ صفین ختم ہوئی جو حضرت علیؑ اور ان کے اصحاب کی فتح پر ختم ہونے والی تھی کہ معاویہ اور اس کے دوستوں نے مکر والی چال چلی۔ چنانچہ تحکیم پر اس جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب تحکیم کی رائے سے عراق کے لوگ مطلع ہوئے تو خارجی لوگوں نے ایک دوسرے کے پاس جا کر وعدہ کیا کہ سب عبداللہ بن وہب راسبی کے پاس جمع ہوں۔

تمام خارجی پارسا اور ان کے بزرگ اشخاص عبداللہ بن وہب کے پاس جمع ہوئے۔ سب سے پہلے عبداللہ بن وہب نے تقریر کی۔

اے میرے بھائیو! دنیا کا متاع قلیل اور بے اہمیت ہے۔ دنیا کی جدائی نزدیک ہے۔ ایک دوسرے کا ساتھ دے کر خروج کریں اور تحکیم کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ ان دونوں میں سے کسی کو بھی سوائے خداوند کے حکم اور فیصلے کا حق نہیں ہے۔ خداوند ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور نیکوکار ہیں۔"

اس کے بعد حمزہ بن سیار نے تقریر کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ "صحیح رائے یہی ہے جس کا تم نے مصمم ارادہ بنا لیا ہے۔ اور جو تم نے کہا ہے حق بھی اسی راہ میں ہے۔ لیکن اپنی خلافت ایک پیشوائی شخص کے حوالے کریں۔ اور اسے پرچم دیں کیونکہ ان کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔"

انہوں نے خلافت ـــــــ کے لئے یزید بن حصین کو کہا یہ سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار تھے لیکن انہوں نے قبول نہ کیا۔

اس کے بعد ابن ابی اوفیٰ عبسی سے کہا لیکن اس نے بھی قبول نہ کیا۔ اس کے بعد عبداللہ بن وہب راسبی سے کہا تو اس نے کہا کہ بخدا میں اسے دنیا کے لئے قبول نہیں کرتا۔ اور موت سے فرار کے لئے بھی قبول نہیں بلکہ زیادہ ثواب کی امید کے لئے قبول کرتا ہوں۔

عبداللہ بن وہب نے اپنا ہاتھ دراز کیا۔ تمام خارجی کھڑے ہوئے اور اس کی بیعت کی۔ اس کے بعد عبداللہ بن وہب کھڑا ہوا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد خطاب کیا۔

خدا تعالیٰ نے ہم سے عہد کیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔ ہمیں کہا گیا ہے کہ حق کے معتقد رہو۔ اور حق بات ہی کہیں اور حق کی راہ میں

جہاد کریں ---- جو اللہ کی راہ سے گمراہ ہو جائیں ان کے لئے شدید عذاب ہے۔ (۵۷۔) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ہر وہ شخص جو خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ تباہ کار ہے۔ (۵۸۔)

میں گواہی دیتا ہوں کہ جن لوگوں کو قرآن کے مطابق حکم کے بارے میں کہا گیا تھا انہوں نے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کیا ہے ہوائے نفس کی پیروی کی ہے۔ ان کے ساتھ جنگ کرنا حق ہے۔ بخدا اگر ان کے ساتھ جنگ میں میرا مدد گار کوئی نہ ہوا تو ان کے ساتھ تنہا لڑوں گا۔ یہاں تک جام شہادت نوش کر کے اپنے خدا کی ملاقات کروں۔

جب عبد اللہ بن سنجر نے ان لوگوں کی باتوں سے آگاہی پائی تو اپنے جذبات کا چند لفظوں میں اظہار کیا۔ یہ شخص پارسا' طاقتور اور سپاہیوں والا لباس پہننے والا شخص تھا۔ اس نے کہا۔ (۵۹۔)

"اللہ تعالیٰ لعنت کرے ایسے شخص پر ---- جو معصیت خدا کو گوشت اور ہڈیوں کے پارہ پارہ کرنے سے آسان سمجھتا ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے غصے' اور غضب کا مرتکب بنتا ہے۔ اے بھائیو! تم اس کام میں اللہ کی رضایت کو چاہو۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی نافرمانی کی ہے ---- ان سے دشمنی کرو۔ اور ان سے جنگ کے لئے خروج کرو۔ ان کے چہروں کو تلواروں سے جھکا کر خداوند تعالیٰ کی اطاعت پر مجبور کرو ---- اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے انجام سے فائدہ کا درس دیتا ہے جو خدا کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے انجام دیتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو غنیمت سمجھو اور اگر مغلوب ہو جاؤ تو جنت میں جانے سے بڑی شے کوئی نہیں ہے" اس کے بعد سب لوگ پراگندہ ہو گئے۔

اگلے روز ---- عبد اللہ بن وصب اپنے چند دوستوں کے ساتھ شریح بن ابی اوفی عبسی کے گھر گیا یہ خارجیوں میں بزرگ مقام رکھتے تھے۔ خداوند تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ضمن میں کہا:

ان دونوں حکم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کیا۔ اور جو ہمارے بھائی ان کی حکمت پر راضی ہیں وہ کافر ہو گئے ہیں انہوں نے دین میں سب لوگوں کی حاکمیت کو قبول کیا ہے۔ اور ہم ان کے درمیان سے باہر نکل آئے ہیں۔ حمد و ثناء ہے اللہ تعالیٰ کے لئے کہ ہم ایسے لوگ ہیں جو حق پر ہیں۔

شریح نے کہا اپنے دوستوں کو علی کے خلاف خروج سے پہلے آگاہ کرو۔ اور ہمیں بھی اپنے ہمراہ لے جانا یہاں تک کہ مداین میں پہنچ جائیں ------ اہل بصرہ کو وہاں جا کر پیغام دیں کہ ہمارے پاس آؤ۔ ہمارے ساتھ متحد اور ہمدست ہو جاؤ۔

یزید بن حصین طائی نے کہا: اگر تم سب خروج کرو۔ تو وہ مخالف تمہارے پیچھے آجائیں گے۔ لہذا تم ایک ایک کر کے چھپ چھپا کر نکلو مدائن میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ اس شہر کا دفاع کریں گے۔ قرار داد طے کرو کہ سب نہروان کے پل کے ساتھ جمع ہوں۔ اور وہاں ہی ٹھہرو۔ اور وہاں سے بصریوں کو خط لکھو کہ وہ بھی نہروان کے پل کے پاس آکر اکٹھے ہو جائیں۔

انہوں نے کہا صحیح رائے یہی ہے۔ اس پر سب نے اتفاق کر لیا۔ انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کو اطلاع دی۔ سب کے سب ایک ایک کر کے کوفہ سے جانے پر آمادہ ہو گئے۔ بصرہ کے خارجیوں کی طرف خط بھی لکھا۔

خارجیوں کا اہل بصرہ کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد اللہ بن وہب اور یزید بن حصین اور حرقوص بن زہیر اور شریح بن ابی اوفی کا خط تمام بصرہ کے مسلمانوں کے نام تم پر ہمارا سلام ہو۔ ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی زیادہ محبوب ہے جو اس کی کتاب پر زیادہ عمل پیرا ہو۔ اور اس کی اطاعت اور حق کے راستے پر زیادہ ثابت قدم ہو۔ اور سب سے بڑھ کر جو اس کی رضا کو پانے کے لئے جہاد کرے۔

ہمارے دوستوں نے خداوند کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے دو شخصوں کو حکم بنایا لیکن انہوں نے کتاب خدا اور سنت رسول اللہ کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا وہ تو ٹھہرے کافر۔ اور وہ راہ راست سے منحرف ہو گئے ہیں اس وجہ سے ہم ان سے جدا ہو چکے ہیں۔ اور ہم نے عہد کیا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ہم نہروان کے پل کے ساتھ اکٹھے ہو چکے ہیں تم بھی وہاں آجاؤ۔ خداوند تم پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ اور اپنی عاقبت درست کرو۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ ایک دوسرے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ اس خط کے ساتھ متدین اور امین لوگوں میں سے ایک شخص حاضر خدمت ہے۔ اگر کوئی بات پوچھنا ہو تو اس سے پوچھ لیں۔ اپنی رائے اور ارادے سے آگاہ کریں   والسلام۔

انہوں نے اپنا خط عبد اللہ بن سعد عبسی کے ہمراہ روانہ کیا وہ خط لے کر بصرہ گیا اور وہ خط اپنے دوستوں کو دیا۔ وہ سب جمع ہوئے اور اس خط کو پڑھا۔ اور اس کا جواب لکھا۔ "ہم عنقریب آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

اس کے بعد سب خارجی ایک ایک اور کچھ دو دو ہو کر شہر کوفہ سے باہر آئے۔ یزید بن حصین طائی اپنی سواری پر سوار ہو کر شہر سے باہر آیا اپنے گھوڑے کو دوڑایا اور اس آیت کو تلاوت کیا۔ وہ شہر سے ڈرا اور شہر سے باہر آیا" اور اس نے کہا خدا مجھے ستمگار لوگوں سے نجات دے۔ جب مداین کی طرف متوجہ ہوا تو کہا۔ شاید کہ میرا پروردگار مجھے راہ راست کی ہدایت کرے" (۶۰۔)

وہ راستہ طے کرتے کرتے سیب (۶۱۔) نامی جگہ پہنچا وہاں اس کے بہت زیادہ دوست موجود تھے اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک زید ابن عدی بن حاتم تھا۔ عدی اپنے بیٹے کو تلاش کرنے کے لئے اس کے پیچھے نکلا یہاں تک کہ مدائن آن پہنچا ---- لیکن پھر بھی اپنے بیٹے تک پہنچ نہ سکا۔ عدی حضرت علیؑ کے مدائن کے گورنر کے پاس آیا۔ اس وقت مدائن کا گورنر سعد بن مسعود ثقفی تھا۔ خارجی اس سے دور تھے۔

عبداللہ بن وہب بھی رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوفہ سے باہر آیا کوفہ کے باہر اس کے دوسرے ساتھی اس سے مل گئے چنانچہ وہ ایک گروہ بن گیا انہوں نے انبار (۶۲۔) کے راستہ کو منتخب کیا۔ فرات کے کنارے کو عبور کر کے دیر عاقول (۶۳۔) پہنچے۔ یہاں ان کا آمنا سامنا عدی بن حاتم کے ساتھ ہوا۔ یہ عدی کوفہ واپس جا رہا تھا۔ عبد اللہ نے چاہا کہ عدی کو اپنے ساتھ ملا لیا جائے۔ عمرو بن مالک نبہانی اور بشیر بن یزید بولانی جو کہ خارجیوں میں سر فہرست تھے ---- نے عبد اللہ کو منع کیا کہ عدی کے سامنے کسی قسم کا اظہار نہ کریں۔

سعد بن مسعود ثقفی نے اپنے بھتیجے مختار بن ابی عبید کو مدائن میں اپنا نائب بنایا اور عبد اللہ بن وہب کے پیچھے مدائن سے باہر آیا غروب آفتاب کے قریب بغداد کے کرخ نامی منطقہ میں ان سے ملاقات ہوئی۔ سعد پانچ سو سواروں کے ہمراہ تھا۔ اور خارجی فقط تیس آدمی تھے۔ ایک گھنٹہ ایک دوسرے پر تیر چلاتے

رہے۔ سعد کے ہمراہیوں نے کہا اے امیر ان کے ساتھ جنگ کرنے سے کیا چاہتے ہو حالانکہ ان کے بارے میں تو حضرت علیؑ کی طرف سے کسی قسم کا حکم نہیں آیا ہے؟ لہٰذا انہیں چھوڑ دو اور امیرالمومنینؑ کی طرف خط لکھو اور انہیں ان کی کارگزاری سے آگاہ کریں؟ سعد بن مسعود نے انہیں چھوڑ دیا عبد اللہ بن وہب بغداد آیا۔ اور اس شہر کے کسانوں سے کہا کہ ہمارے آگے جانے کے لئے وسائل کا بندوبست کرو۔ یہ محض بغداد کے بننے سے پہلے کا تھا انہوں نے خارجیوں کے لئے وسائل تیار کئے۔ عبد اللہ بن وہب وہاں سے چل کر سرزمین جوخی پہنچا۔ اور وہاں سے نہروان اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ (۶۴ ـ)

ان کے ہم عقیدہ بصری بھی وہاں ان کے ساتھ آملے۔ وہ لوگ جو بصرہ سے آئے ان کی تعداد پانچ سو تھی۔

☆-------☆-------☆

جنگ خوارج یا "جنگ نہروان"

ان دنوں حضرت عبد اللہ بن عباس بصرہ کے گورنر تھے۔ جب اسے بصرہ کے خارجیوں کے خروج کا پتہ چلا تو اس نے ابو الاسود دیلی (۶۵ ـ) کو ایک ہزار سوار کے ہمراہ ان کی تلاش میں روانہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے پل شوشتر پر خارجیوں سے ملاقات کی۔ اور اس وقت رات ہو چکی تھی۔

خارجی ان سے بچ کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے ----- بصرہ کے خارجی راستے میں جس سے ملتے حکمین کے بارے میں رائے طلب کرتے۔ اگر وہ ان سے اظہار برائت کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ ورنہ اسے قتل کر دیتے وہ سفر کر رہے تھے ----- دجلہ کے کنارے پہنچے اور دجلہ کے قریب صریفین (۶۶ ـ) سے

گزرے اور نہروان پہنچے۔

حضرت علی علیہ السلام نے خارجیوں کے لئے خط لکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

بندہ خدا امیرالمومنین علیؑ کا خط عبد اللہ بن وھب راسی اور یزید بن حصین و دیگران کی طرف ہے

تم پر سلام ہو۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ ہم نے فیصلہ کے لئے دو شخصوں کو منتخب کیا ہوا تھا اور انہوں نے کتاب خدا کے خلاف فیصلہ کیا ہے اور خدا کو چھوڑ کر ہوائے نفس کی پیروری کی ہے۔ جب انہوں نے قرآن اور سنت پیغمبرؐ کے مطابق فیصلہ نہیں کیا تو ہم ان سے اظہار برائت کرتے ہیں۔ ہم اپنی پہلی والی بات پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ خدا تم پر اپنی رحمت نچھاور کرے میرے پاس واپس آجاؤ تاکہ ہم سب مل کر اپنے دشمن کے ساتھ جنگ کی طرف حرکت کریں۔ اور اس وقت تک جنگ کریں جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ فرمائے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

جب حضرت علی علیہ السلام کا خط ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کا جواب یوں تحریر کیا۔

اما بعد: "تم خدا کے لئے ناخوش نہیں ہوئے ہو بلکہ اپنی ذات کیلئے ناخوش ہوئے ہو۔ اب اگر تم توبہ کر لو تو ٹھیک کیونکہ تم بھی ان کے ساتھ خطا کار ہو گئے ہو۔ اور اگر توبہ نہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ اعلان جنگ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ خیانت کاروں کو راہنمائی نہیں کرتا۔"

جب حضرت علی علیہ السلام نے ان کا خط پڑھا تو ان سے ناامید ہو گئے اور یہی مصلحت دیکھی کہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے لہٰذا وہ معاویہ کے ساتھ

دوبارہ جنگ کے ارادہ سے کوفہ سے چلے۔ اور نخیلہ میں اپنے لشکر کا پڑاؤ کیا۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا شام کی طرف سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے تمام بھائیوں کی طرف خط لکھ دیئے ہیں وہ آ رہے ہیں جب وہ پہنچ جائیں تو آگے سفر شروع کر دیا جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے تمام گورنروں کو لکھا کہ اپنے نائب مقرر کر کے خود ہماری طرف آجاؤ۔ بصرہ کے گورنر عبد اللہ بن عباس کی طرف بھی خط لکھا۔

"ہم نخیلہ میں پڑاؤ کئے ہوئے ہیں اور ہمارا شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ خط ملتے ہی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میرے پاس آجاؤ۔ والسلام"

عبد اللہ بن عباس سات ہزار شجاع سواروں کے لشکر کے ساتھ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کاروان آمادہ حرکت ہوا تو خارجیوں کی طرف سے درد بھری خبر آئی اور وہ یہ تھی کہ خارجیوں نے عبد اللہ بن خباب اور اس کی بیوی کو راستہ میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کیا تم تحکیم کے فیصلے پر خوش ہو اور جب انہوں نے رضایت کا اظہار کیا تو انہوں نے دونوں کو قتل کر دیا ہے" اسی طرح انہوں نے ام سنان صداوی کو بھی قتل کر دیا ہے۔ اور راستہ میں لوگوں کے آگے آجاتے ہیں اور انہیں قتل کر رہے ہیں۔

جب یہ خبریں حضرت علیؑ کو ملیں تو انہوں نے حارث بن مرہ فقعسی کو بھیجا کہ ان کی خبر لے کر آئے ----- چنانچہ انہوں نے اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔

جب یہ خبر حضرت علیؑ کو ملی تو لوگوں نے حضرتؑ سے عرض کی۔

اے امیرالمومنینؑ کیا انہیں گمراہی پر چھوڑ کر آگے جانے کا ارادہ ہے؟ اور یہ اسی طرح زمین میں تباہی کرتے رہیں گے اور لوگوں کے لئے تلوار سے راستے بند

کرتے رہیں گے۔ لوگوں کے ساتھ ان کی طرف جاؤ اور انہیں اپنی اطاعت اور پیروی کے بارے میں کہیں اگر توبہ کر لیں اور آپ کی بات کو قبول کر لیں تو خداوند توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور اگر وہ آپ کی بات کو قبول نہ کریں تو ان کے ساتھ جنگ کریں ----- اور ان سے امت کی جان چھوڑا کر شام چلیں۔

حضرت علیؑ نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور نہروان کی طرف حرکت کی ----- چنانچہ حضرت علیؑ اپنے لشکر سمیت نہروان آئے۔ اور ان سے ایک فرسخ کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔ قیس بن سعد بن عبادہ اور ابو ایوب انصاری کو ان کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے پاس گئے اور کہا اے بندگان خدا تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے ----- لوگوں کو معترض کیا ہے اور تم نے انہیں قتل بھی کیا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ہمارے بارے میں مشرک ہونے کی گواہی دے رہے ہو۔ حالانکہ شرک بہت بڑا گناہ ہے۔

عبد اللہ بن سنجر نے ان دونوں سے کہا یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ حق روز روشن کی طرح روشن ہو چکا ہے ---- اب ہم آپ کی پیروی نہیں کریں گے اور آپ کی طرف واپس نہیں آئیں گے مگر یہ کہ حضرت عمر بن خطاب کی طرح کا کوئی شخص ہمارے پاس لے آؤ۔

قیس بن سعد نے کہا: ہم اپنے درمیان سوائے علی کے کسی کو نہیں پہچانتے کیا تم کسی کو پہچانتے ہو؟

انہوں نے جواب انکار میں دیا قیس نے کہا تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے دلوں میں فتنہ پیدا ہو چکا ہے۔

اس کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری نے بھی قیس کی طرح سمجھایا تو انہوں نے کہا فرض کریں اگر آج بھی ہم آپ کی بیعت کر لیں تو کل آپ لوگ پھر ایسے ہی دو حکم بنا کر فیصلہ کروائیں گے۔ (۶۷۔)

ابو ایوب انصاری نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ کل کیا ہونے والا ہے اس کے خوف سے اب فتنہ کو پیدا نہ کریں۔ انہوں نے کہا اب آپ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ ہم آپ کے خلاف اعلان جنگ کر چکے ہیں اور تم سے جو وعدے کئے تھے انہیں توڑتے ہیں۔ دونوں حضرت علیؑ کی خدمت میں واپس آگئے اور انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا حضرت علیؑ نے اسی وقت حرکت کی۔ خارجیوں کے اتنے قریب آئے کہ جہاں سے ان کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ حضرت نے با آواز بلند فرمایا۔

"اے وہ لوگو ـــــ جنہوں نے دشمنوں کو جنم دیا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کی ہے اور حق سے دوری اختیار کی ہے۔ اور نتیجہ اشتباہ اور خطا کا ارتکاب کر رہے ہو۔ میں تمہیں گمراہی میں قدم رکھنے سے ڈراتا ہوں۔ اور بغیر دلیل اور حجت کے اپنی جانوں کو ضائع مت کرو۔ کیا تمہیں پتہ نہیں ہے میں نے تو شرط لگائی تھی کہ وہ دونوں حکم قرآن کے مطابق حکم کریں؟ کیا میں نے پہلے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تحکیت کا موضوع شامیوں کا دھوکا اور فریب ہے اور چونکہ اس وقت تم تحکیت کے علاوہ کسی شے کو قبول نہ کر رہے تھے۔ تو مجبوراً" میں نے ان سے شرط لگائی تھی کہ قرآن نے جس شے کو زندہ کیا ہے وہ بھی زندہ کریں اور قرآن نے جس شے کو مردہ قرار دیا ہے اسے مردہ کہے۔ انہوں نے کتاب خدا کی مخالفت کی ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نادیدہ قرار دیا ہے۔ اور خواہش نفس کے تحت فیصلہ کیا ہے۔ ہم نے ان کے فیصلے کو دور پھینک دیا ہے۔ ہم اپنی

پہلے والی حالت پر ہی ہیں اب تم کہاں سرگرداں جا رہے ہو اور کہاں سے آرہے ہو؟"

انہوں نے کہا ہم سب ان حکمین کی رائے پر رضایت کا اظہار کرکے کافر ہو گئے تھے اور اب توبہ تائب ہو چکے ہیں اگر اب تم بھی توبہ کر لو تو ہم اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ وگرنہ ہم آپؑ کے ساتھ اعلان جنگ کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ میں اپنے کافر ہونے کی گواہی دوں؟ تو اس صورت میں گمراہ قرار پاؤنگا اور ہدایت یافتہ نہیں رہوں گا۔

ان سے فرمایا: ایسے شخص کو میرے پاس بھیجو جس پر تم سب کی اتفاق رائے ہو ہم آپس میں بات چیت کرتے ہیں اگر مجھ پر حجت قائم ہو گئی تو میں توبہ کر لوں گا اور اگر حجت تم لوگوں پر قائم ہو گئی ـــ تو پھر اس خدا سے ڈرو جس کی بارگاہ میں تم سب کی بازگشت ہونا ہے۔ خارجیوں نے عبد اللہ بن کواء سے کہا کہ علیؑ کے پاس جاؤ اور حجت قائم کرو۔ یہ عبد اللہ ان کے بزرگوں میں شمار ہوتا تھا۔ ابن کواء حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ـــــــ حضرت علی علیہ السلام نے خارجیوں سے خطاب فرمایا کہ: کیا تم اس پر راضی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت علیؑ نے فرمایا خدایا گواہ رہنا اور تو بہترین گواہ ہے۔

پھر فرمایا: اے ابن کواء پہلے تو تم میری حکومت پر راضی تھے اور میری ہمراہی میں معاویہ کے ساتھ جنگ بھی کی۔ اب میری کس شے نے تمہیں مجھ سے دور کیا ہے۔؟ جنگ جمل میں مجھ سے بیزار کیوں نہ ہوئے؟ ابن کواء نے کہا اس وقت تحکیت والا موضوع موجود نہ تھا حضرت علیؑ نے فرمایا اے ابن کواء کیا میں زیادہ ہدایت یافتہ ہوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن کواء نے کہا "رسول خدا" حضرتؑ نے فرمایا کیا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا: انہیں کہو کہ تم اپنے

بیٹوں کو لاؤ ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں اور پھر آپس میں مل کر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کرتے ہیں۔ (۶۸۔) کیا خداوند کو عیسائیوں کے جھوٹے ہونے میں کوئی تردد تھا؟ ابن کواء نے کہا یہ عیسائیوں کے خلاف احتجاج تھا اور تم نے تو ان حکمین پر رضایت کا اظہار کیا ہے اب ہم تم پر زیادہ شک کر سکتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ کی طرف سے کتاب لے آؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو تاکہ ہم آپ کی پیروی کریں (۶۹۔)

ابن کواء نے کہا: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ان کے خلاف احتجاج ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسی طرح کی آیات سے ابن کواء سے گفتگو کی یہاں تک کہ ابن کواء نے کہا جو کچھ کہہ رہے ہو سچ ہے لیکن حکمین کی بات پر رضایت کا اظہار کرکے کافر ہوگئے ہو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا افسوس ہے میں نے تو فقط ابو موسیٰ کو حکم بنایا تھا۔ اور عمرو عاص کو تو معاویہ نے معین کیا تھا۔

ابن کواء نے کہا ابو موسیٰ اشعری کافر ہوگیا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا وہ اس وقت کافر تھا جب میں نے اسے بھیجا تھا یا جس وقت اس نے فیصلہ کیا؟ ابن کواء نے کہا جس وقت رائے دی اس وقت کافر ہوا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اب تم کہہ چکے ہو کہ جب میں نے اسے بھیجا تھا تو مسلمان تھا بعد میں کافر ہوا۔ اب مجھے بتاؤ کہ اگر رسول خدا ﷺ لوگوں کی ہدایت کے لئے کسی کو بھیجیں تو وہ وہاں جا کر کافر ہو جائے تو کیا رسول

خدا ﷺ کا گناہ ہے یا اس شخص کا گناہ ہے؟

اس نے کہا رسول خدا ﷺ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے۔ بالفرض وہ گمراہ ہوگیا ہے تو اس میں میرا کیا دوش ہے؟ کیا تمہارے لئے درست ہے کہ ابو موسیٰ اشعری کا بہانہ کرکے قتل و غارت گری کا بازار گرم کردو؟

جب خارجیوں کے بزرگوں نے یہ بات سنی تو ابن کواء سے کہا واپس چلے جاؤ اور اس کی باتوں کو بھلا دو۔ حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے پاس واپس لوٹ آئے۔ اور وہ لوگ ویسے کے ویسے اپنی گمراہی پر قائم رہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ لوگوں میں آواز بلند سے جنگ کے لئے تیاری کا کہا جائے۔ جنگی آلات سے لیس ہو جاؤ۔

حجر بن عدی کو میمنہ پر اور شیث بن ربعی کو میسرہ پر اور ابو ایوب انصاری کو سواروں پر اور ابو قتادہ کو پیادہ لوگوں پر مقرر فرمایا۔

خارجی بھی جنگ کے لئے آمادہ ہوگئے۔ یزید بن حصین کو میمنہ پر شریح بن ابی اوفی کو میسرہ پر اور قوص بن زہیر کو پیادہ لوگوں پر اور عبد اللہ بن وہب سواروں پر مقرر ہوا۔ حضرت نے لوگوں کی امان کے لئے ایک جگہ بنائی وہاں دو ہزار کو کھڑا کیا اور فرمایا جو شخص یہاں کھڑا ہوگا امان میں ہوگا۔ اس کے بعد دونوں سپاہ آمنے سامنے آئے۔ اس وقت فروہ بن نوفل اشجعی خارجی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میری قوم ہم خدا کی قسم نہیں کھاتے کیونکہ علیؑ سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے پاس اس کے خلاف جنگ پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔

اے قوم واپس چلے جاؤ حتی کہ پتہ چل جائے کہ جنگ کرنا ہے یا پیروی کرنا ہے۔

فروہ نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔ اور پانچ سو آدمیوں کو لے کر میدان جنگ سے باہر نکل گیا۔ اور بند نجمن (۲۔۔) چلا گیا۔

ان کے علاوہ خارجیوں کے ایک گروہ نے بھی اپنے آپ کو کوفہ پہنچایا اور ان میں سے ہزار آدمی امان والے پرچم کے نیچے آئے۔ اور عبد اللہ بن وہب کے پاس فقط چار ہزار آدمی باقی رہ گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا آپ ان کے ساتھ ـــــــ اس وقت تک جنگ نہ کریں جب تک وہ جنگ میں پہل نہ کریں خارجیوں نے کہا" حکم کا حق فقط اللہ تعالیٰ کو ہے اگرچہ یہ بات مشرکوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے" اور حضرت علی علیہ السلام کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ان کے حملہ کی شدت کی وجہ سے حضرت کے اصحاب ثابت قدم نہ رہ سکے۔ اس کے بعد خارجی دو حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروہ میمنہ اور دوسرا گروہ میسرہ پر حملہ آور ہوا۔

اس دوان حضرتؑ کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کے صحابی قیس بن معاویہ برجمی نے شریح بن اوفی پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے اس کے پاؤں پر تلوار کا وار کیا اور اسے کاٹ کے رکھ دیا۔ شریح نے کٹے پاؤں کے ہی ساتھ جنگ شروع کر دی ـــــــ اور دوران جنگ کہہ رہا تھا نر اونٹ اپنے بندھے ہوئے پاؤں کے ساتھ اپنی مادہ کا دفاع کر رہا ہے۔ اتنے میں قیس بن سعد نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ تمام خارجی یکجا قتل ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے حکم نامہ جاری کیا کہ جن کے بدن میں ذرہ بھر بھی جان ہے انہیں اپنے اپنے قبیلہ کے سپرد کر دیا جائے اور دوسرا حکم صادر فرمایا کہ انہوں نے جو آلات جنگ اور سواریاں جنگ میں استعمال کی ہیں ـــــــ ان

پر تصرف کر سکتے ہو۔ اور ان آلات کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔ اور ان کا جو باقی مال تھا وہ ان مرنے والوں کے ورثاء میں دے دیا۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے نہروان سے کوچ کا ارادہ فرمایا تو اس وقت اپنے اصحاب کو اکٹھا کر کے خطاب کیا۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں خارجیوں پر فتح عطاء کی ہے اب بغیر دیر کئے شامیوں کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ حضرت کے اصحاب میں سے اشعث بن قیس اٹھے اور کہا "امیر المومنینؑ ہمارے تیر ختم ہوگئے ہیں اور تلواریں کند ہو گئی ہیں اور نیزوں کی انیاں بھی کند اور خراب ہوگئی ہیں ہمیں اپنے شہر واپس لے چلئے تاکہ جنگ کے بہترین ساز و سامان سے تیار ہو سکیں"

امیرالمومنینؑ نہروان والے اصحاب کے ساتھ حرکت کر کے نخیلہ آئے وہاں پر اپنے خیموں کو نصب کر کے پڑاؤ کیا۔ چند دن وہاں قیام کیا ـــــــ انہی ایام میں بہت زیادہ لوگ واپس کوفہ آگئے۔ اور وہاں نخیلہ میں ایک ہزار کے قریب لوگ باقی رہ گئے جب حضرت علی علیہ السلام نے اصحاب کی اس روش کو دیکھا تو خود بھی کوفہ لوٹ گئے۔ اور وہاں ہی تا دم حیات رہے۔ فروہ بن نوفل خارجی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حلوان پہنچا۔ وہاں کے لوگوں سے خراج وصول کر کے اپنے دوستوں کو دینے لگا۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے دیکھا کہ اب میرے اصحاب شامیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی بجائے سستی اور کمزوری کا مظاہرہ کر رہے ہیں ـــــ اور ادھر سے خبر آئی کہ معاویہ کے ساتھی شہر انبار میں آگئے ہیں اور انہوں نے وہاں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا ہے ـــــ اس خبر کے ملتے ہی ایک خط لکھا اور ایک شخص کے حوالے کیا کہ ـــــ یہ خط نماز جمعہ کے اجتماع میں پڑھ کر

لوگوں کو سنانا اور وہ خط یہ تھا۔ (۱۷۔)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

بندہ خدا علی امیرالمومنینؑ اور اہل کوفہ کی طرف سے اپنے شیعوں کی طرف تم پر سلام ہو۔ اما بعد : جہاد ایک باب ہے ابواب جنت سے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے خاص دوستوں کے لئے کھولا ہے وہ لباس ہے تقویٰ اور پرہیز گاری کا اور خدا کی زرہ حیمین و سپر وثیق ہے جو اس سے نفرت کرے حق تعالیٰ اس کو ثوب ذلت و ہوان پہناتا ہے اور جتلائے بلا آفت فرماتا ہے۔ وہ خواری و فضیحت کھینچتا ہے۔ اور رنج و مصیبت جھیلتا ہے دشمن اس پر غالب آتے ہیں اور انصاف سے محروم رہتا ہے۔ بتحقیق کہ میں نے دن رات خفیہ و اعلانیہ تم کو دعوت کی۔ کہ اس قوم کے ساتھ جنگ کرو۔ قبل اس کے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں قسم بخدا کسی قوم نے اپنے گھر کی دیوار کے نیچے لڑائی نہیں کی اور یہ کہ ذلیل ہوا ----- مگر تم نے میرا حکم نہ مانا اور یہ لیت و لعل کرکے اسے ٹالتے رہے۔ تا اینکہ اب چاروں طرف سے غنیم تم پر غارت لا رہا ہے اور تمہارے ملک کو پائمال اور تمہارے قبضہ سے اس کو نکال رہا ہے یہ پسر عوف غامدی انبار شہر پر لشکر لایا۔ اور میرے عامل ابن حسان کو قتل کیا۔ اور ہماری سپاہ کو ہماری سرحد سے ہٹا دیا۔ وہ ستمگر لوگوں کے گھروں میں گھس گئے اور زنان مسلمہ و کافرات ذمیہ کے ہاتھ، پیر، کان اور گلے سے زیور اتار لئے۔ عورتیں شور و غل مچاتی رہیں کسی نے ان کی ایک نہ سنی۔ انہوں نے فریاد کی اور کوئی فریاد کو نہ پہنچا۔ پس اس نے فراوان مال لیکر دشمنی کی اور ایک آدمی بھی ان میں سے مارا نہ گیا اور نہ ہی کسی کو زخم آیا۔ اگر کوئی شخص اس حادثہ پر افسوس کرتے ہوئے مر بھی جائے تو قابل ملامت نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس کے لائق ہے بخدا قسم ان کا باطل پر جدی ہونا اور تمہارا

حق پر جدی ہونا قلوب کو مارتا ہے۔ اور غم و الم کو زندہ کرتا ہے۔ وائے ہو تم پر تیروں کے ہدف بلا بن گئے تاراج ہوتے ہو اور کچھ بھی نہیں کرتے ہو۔ تم پر حملے کئے جاتے ہیں۔ تم بیٹھے دیکھتے ہو ملک میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہے اور تم اس پر راضی ہو اگر تابستان میں تم سے کہتا ہوں کہ اس طرف چلو تو گرمی کا عذر پیش کرتے ہو اور اگر زمستان میں کہتا ہوں تو سردی کا بہانا بنا لیتے ہو پس جبکہ تم گرما و سرما سے اس طرح بھاگتے ہو تو قسم بخدا کہ آتش تیغ سے زیادہ بھاگو گے۔ اے مردمان صورتو! تم اصل میں مرد نہیں ہو بلکہ اطفال خرد مال اور زنان مخدرہ فی الحجال سے بزدل تر ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری صورت دیکھوں بلکہ میرے اور تمہارے درمیان تعارف ہو کہ بجز افسوس و ندامت اس سے کچھ حاصل نہیں تم نے میرے دل کو صدید و ریم بنا دیا ہے اور میرے سینے کو غیظ و غضب سے پر کر دیا ہے اور مجھ کو دردر و الم کے گھونٹ پینے پڑے اور تمہاری نافرمانی نے میری رائے و تدبر کو برہم کر لیا حتی کی قریش کہتے ہیں ابن ابو طالب مرد شجاع ہے۔ مگر فن حرب سے نا آشنا ہے میں کہتا ہوں کہ مجھ سے بڑھ کر اس فن میں کس کو مہارت حاصل ہے اور میرے سے زیادہ اس کا ماہر کہاں ملے گا ابھی بیس سال کا نہیں ہوا تھا کہ جنگ و جدال میں پڑا اب اسی کام میں میری عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے۔ **ولکن لا رای لمن لا یطاع** یعنی جس کی اطاعت نہ کی جائے اس کی کوئی رائے نہیں ہوتی ---

خط سننے کے بعد ---

لوگ ہر طرف سے اٹھے اور کہنے لگے ---- آپ ہمیں اپنے ساتھ لے جائیں۔ بخدا بدگمان لوگوں کے علاوہ کوئی بھی تمہارے ساتھ جانے سے نہیں گھبرائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے حارث ہمدانی سے کہا: لوگوں کے درمیان آواز دو کہ کل رحبہ میں پڑاؤ کرنا ہے۔ صرف وہ لوگ جائیں جو صدق نیت کے حامل ہیں۔ دوسرے دن نماز صبح کے بعد حضرت مقام رحبہ پہنچے۔ اور وہاں تین سو آدمیوں کو دیکھا وہاں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر ــــــ تمہاری تعداد چند ہزار تک ہو جاتی تو تمہارے بارے میں بات کرتے۔ دو دن تک وہاں حزن و ملال کے ساتھ رہے حجر بن عدی اور سعید بن قیس ہمدانی اٹھے اور کہنے لگے آپ لوگوں کو ــــــ حرکت پر مجبور کریں اور جو تخلف کرے اسے سزا دیں۔

حضرت نے حکم دیا کہ منادی کو کہو ندا کرے۔ یہاں سے حرکت سے کوئی بھی تخلف نہ کرے۔ اور معقل بن قیس سے فرمایا کہ قرب و جوار کے دیہاتوں میں جاؤ اور تمام سپاہیوں کو اکٹھا کر کے لے آؤ معقل بن قیس حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد اس کام کے سلسلہ میں گیا۔

حضرت علیؑ کی شہادت

کہتے ہیں کہ جس سال حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ اس سال جنگ نہروان کے بعد حج کے موسم میں عبد الرحمن ابن ملجم مرادی اور نزال بن عامر اور عبد اللہ بن صیداری اکٹھے ہوئے اور ان جنگوں میں لوگوں کو پریشانیوں کے بارے میں بات چیت کی۔ (مترجم)

ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: علیؑ معاویہ عمرو عاص کے قتل کے بغیر آرام کا نصیب ہونا مشکل کام ہے۔

ابن ملجم نے کہا ــــــ علیؑ کا قتل میں اپنے ذمہ لیتا ہوں نزال نے کہا معاویہ کا قتل میں اپنے ذمہ لیتا ہوں عبد اللہ نے کہا عمرو عاص کا قتل ــــــ میں اپنے ذمہ

لیتا ہوں اور طے کیا گیا کہ ایک ہی رات میں تینوں کا کام تمام کر دیا جائے عبد الرحمن ابن ملجم کوفہ آیا ــــــ جب وہاں پہنچا تو اس بدنہاد نے رباب بنت قطام سے شادی کی خواستگاری کی۔ قطام ایک خارجی عورت تھی ــــــ اس کے باپ اور بھائی جنگ نہروان میں مار دیئے گئے تھے۔ اس ملعونہ نے ابن ملجم سے کہا میں اپنی بیٹی کا عقد چند شرائط پر تیرے ساتھ کروں گی (۱) تین ہزار درہم حق مہر (۲) غلام ۔ (۳) حبشی بیٹی کو خادمہ دو گے۔ (۴) علیؑ بن ابی طالب کا قتل

اس نے ان شرائط کو قبول کر لیا۔ اور عقد کیا تو اس ملعونہ نے رباب اسے دے دی۔

ابن ملجم معیوب قبیلہ تیم الرباب کی انجمن میں صبح سے لیکر نماز ظہر تک بیٹھتا تھا۔ لوگ باتیں کرتے تھے اور یہ شقی خاموشی کے ساتھ بیٹھا رہتا تھا۔ ایک کلمہ بھی منہ سے نہ نکالتا تھا۔ یہ اس کے حضرت علیؑ کے قتل کے ارادہ کے باعث تھا۔

ایک روز اپنی دوش پر تلوار رکھے بازار گیا۔ راستے میں ایک جنازہ جس کی اشراف عرب تشییع کر رہے تھے۔ عیسائی بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور انجیل پڑھ رہے تھے۔ ابن ملجم نے کہا تم پر افسوس ہے یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ابجر بن جابر عجلی ہے جو عیسائیت کے عقیدہ پر مرا ہے۔ اور اس کا بیٹا حجار بن ابجر مسلمان ہے اور قبیلہ بکر بن وائل کا سپہ سالار ہے مسلمان بیٹے کی وجہ سے اور عیسائی اس کے مذہب کی وجہ سے اس کی تشییع جنازہ کر رہے ہیں۔

اس نے کہا قسم بخدا اگر کسی خاص مقصد کے لئے زندہ رہتا نہ ہوتا تو ان تمام لوگوں کو تلوار سے نیست و نابود کر دیتا۔ جب رات ہوئی تو وہ شقی اپنی تلوار زیر لحد کو لے کر صبح مسجد کوفہ میں آکر چھپ گیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

صبح نماز فجر کے وقت حضرت علی علیہ السلام آئے اور فرمایا: اے لوگو! نماز کے لئے آؤ۔ اس وقت ابن ملجم مسجد میں سو رہا تھا جناب امیرؑ نے اسے نیند سے جگایا اور نماز کے لئے بلایا اور پھر آپؑ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ ابن ملجم اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت کے سر پر اپنی زہر بھری تلوار سے وار کیا۔ اس کی تلوار کا کچھ حصہ مسجد کی دیوار سے بھی ٹکرایا۔ جس سے دیوار میں دراڑ پیدا ہوگئی۔

ابن ملجم وحشت میں آگیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اتنے میں لوگ اکٹھے ہوگئے اور انہوں نے اس شقی کو پکڑ لیا۔ اس منظر کا شاعر نے یوں نقشہ کھینچا ہے۔

"میں نے عرب و عجم میں اس بخشش والا نہیں دیکھا جس نے قطام کے حق مہر جتنا کسی کو دیا ہو۔ تین ہزار درہم۔ خادم۔ خادمہ۔ تیز دھار تلوار سے علیؑ کا قتل ہر حق مہر جتنا زیادہ ہو علیؑ کی زندگی سے زیادہ قیمتی تو نہیں ہے۔ کوئی قتل اور غفلت ابن ملجم کے اس کام سے بڑا نہیں ہے"

حضرت علی علیہ السلام کو ان کے گھر لایا گیا۔ تو ابن ملجم کو ان کی خدمت میں پکڑ کر لایا گیا ـــــ حضرت علیؑ کی بیٹی حضرت ام کلثوم نے اس ملعون سے کہا اے دشمن خدا تو نے امیرالمومنینؑ کو قتل کیا ہے؟

اس نے کہا امیرالمومنین کو میں نے قتل نہیں کیا میں نے تو تیرے باپ کو قتل کیا ہے۔ حضرت ام کلثوم نے کہا۔ قسم بخدا انہیں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو۔ (یعنی خدایا یہ اس دنیا سے رحلت نہ کریں)

ابن ملجم نے کہا اگر ایسا ہوگیا تو کس پر روؤگی؟ قسم بخدا میں نے اپنی تلوار کو ایک ماہ زہر میں رکھا تھا "تتمہ" یہ اپنا کام دکھائے گی۔ (۔۔۔)

زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حضرت علیؑ شہید ہوگئے ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

☆ ــــــ ☆ ــــــ ☆

معاویہ کے قتل کی کوشش

میں اسی رات نزال بن عامر معاویہ کو قتل کرنے کے لئے آیا اور اس کے پیچھے نماز صبح پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا ـــــ اس کے پاس ایک خنجر تھا جو اس نے معاویہ کے سر پر مارا اور چونکہ اس کی سرین بڑی موٹی تھی -- لہذا اسے کوئی بڑا خطرہ لاحق نہ ہوا۔ اسے پکڑ کر معاویہ کے پاس لائے تو اس نے کہا اے دشمن خدا کیا میں نے تمہیں قتل کیا ہے؟ معاویہ نے کہا اے برادر زادے ہرگز تم نے مجھے قتل نہیں کیا۔

اس کے بعد معاویہ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جائیں چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد اس کی زبان کو باہر کھینچ ڈالا گیا جس سے وہ مر گیا۔

معاویہ نے جراحی کے ماہرین بلوائے اور ان سے کہا کہیں خنجر زہر آلود نہ ہو زخم کے ارد گرد کا گوشت کاٹ دیا جائے۔ اور حجرہ اسی دن سے پیش نماز کے لئے مساجد میں محراب اور حجرہ بنانے کی رسم پیدا ہوئی ـــــ اور وہاں معاویہ کے خاص الخاص کے سوا کسی اور کو جانے کی اجازت نہ تھی۔

اس کے علاوہ رات کے وقت پہرہ بھی جاری کر دیا گیا۔ اور جب معاویہ سر سجدہ میں رکھتا تھا تو اس کے اعتماد کے دس آدمی تلواریں اور گرز اٹھائے اس کا پہرہ دیا کرتے تھے۔

عمرو عاص کے قتل کی کوشش

عبد اللہ بن مالک صیداوی —— مصر آیا - کیوں کہ ان دنوں عمرو عاص مصر میں مقیم تھا —— وعدہ والی رات اپنی تلوار کو اپنے لباس کے نیچے چھپائے عمرو عاص کے نماز پڑھانے کی جگہ کے قریب آکر کھڑا ہو گیا اس رات عمرو عاص کے دل میں شدید درد لاحق ہوا لہٰذا وہ خود نماز فجر کے لئے جانے کی بجائے قبیلہ عاصر بن موی کے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ نماز صبح پڑھائے۔ وہ شخص نماز فجر کے لئے آیا - عبد اللہ بن مالک صیداوی نے سمجھا کہ یہ ہی عمرو عاص ہے —— جب وہ سجدہ میں گیا تلوار کا وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

اسے کہا گیا —— کہ تم نے امیر (عمرو عاص) کو قتل نہیں کیا اس پر اس نے کہا کہ اس میں میرا کیا قصور میرا ارادہ سوائے اس کے کسی اور کے مارنے کا نہ تھا —— عمرو عاص نے اسے قتل کا حکم جاری کیا جس پر اسے قتل کر دیا گیا۔

☆——————☆——————☆

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد

بہرحال امام حسنؑ نے اپنے بابا مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کی۔ انہوں نے نماز میں پانچ تکبیریں ادا کیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ کے جسم اطہر کو سپرد خاک کر دیا گیا اور اس راز کو پنہاں کر دیا گیا جس سے کسی کو بھی پتہ نہ چلا کہ کہاں دفن کئے گئے ہیں۔ (۷۶)

☆——————☆——————☆

خاتمہ

آخر میں چند ایسی کتب کے اسماء تحریر کرتے ہیں جن میں جنگ نہروان کی بحث کی گئی ہے۔ تاکہ صاحب نظر اور مطالعہ کے شائقین کو مزید استفادہ کے لئے دقت نہ ہو اور سہولت سے رجوع کر سکیں۔

۱۔ تاریخ طبری جلد ۵ ص ۹۳۰۷۲

۲۔ تاریخ کامل بن اثیر جلد ۳ ص ۳۳۴ ص ۳۵۰

۳۔ امام علی بن ابی طالب تالیف عبد المقصود جلد ۶ ص ۳ تا ۱۳۴

۴۔ قادتنا تالیف میلانی جد ۲ ص ۲۵۳ تا ۲۶۴

۵۔ علی من المہد تالیف قزوینی ص ۴۹۵ تا ۵۳۴

۶۔ کشف الغمہ تالیف اربلی جلد ۱ ص ۲۶۴ تا ۲۷۲

حوالہ جات

۱۔ **لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب۔** البتہ تحقیق ان لوگوں کے قصوں میں صاحبان عقل کے لئے عبرت ہے۔ سورہ یوسف آیت ۱

۲۔ **واتل علیھم بناء ابنی ادم بالحق۔** ان پر حضرت آدم کے دونوں بیٹوں کی خبر حق کے ساتھ بیان کر۔ (سورہ مائدہ آیت ۲۷)

۳۔ **ذکر رحمتہ ربک عبدہ زکریا۔** یہ تمہارے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو اپنے بندے زکریا کے ساتھ کی۔ (سورہ مریم آیت ۲)

۴۔ **واذقال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔** اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین پر اپنا جانشین بنانے والا ہوں۔ (سورہ بقرہ آیہ ۳۰)

۵۔ مترجم اس کو تحریر کرنے کے بعد کہتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عائشہ کے باطل پر ہونے پر بین دلیل ہے۔

۶۔ حضرت عثمان ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری بروز جمعہ کو قتل ہوئے۔ یہ ۳۱ مئی ۶۵۵ بنتی ہے۔

۷۔ یہ مدینہ کا امیر تھا۔

۸۔ تبوک قدیمی شہروں میں سے ہے۔ جو حجر اور شام کے درمیان ہے اب یہ سعودی عرب کا شہر ہے اور ان کی فوجی چھاؤنی ہے۔

۹۔ یا یہ کہ حضرت علیؑ کی بیعت ۲۱ ذی الحجہ کو ہوئی ـــــ بنا برین حج کا موسم گزر چکا تھا لہٰذا انہوں نے عمرہ کی اجازت چاہی۔

۱۰۔ بصرہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔ یہاں پر ہی خسرو پرویز اور بنی شیبان کے درمیان جنگ ہوئی تھی جس میں عرب ایرانیوں پر فتح یاب ہوئے تھے۔

۱۱۔ چونکہ سورہ احزاب کی چھٹی آیت میں ازواج رسول کو مومنوں کی ماؤں کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اس وجہ سے انہوں نے حضرت عائشہ کو ماں کہا ہے۔

۱۲۔ یہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۴۱ کا بعض حصہ ہے۔

۱۳۔ قارئین محترم : برفرض اینکہ اس مکالمہ کو صحیح مان لیا جائے تو یہ دوسرے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے۔

۱۴۔ بصرہ کے مضافات میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ایرانی جنگ سے پہلے ایک شہر تھا جو متعدد حملات سے تباہ ہو گیا ہے۔

۱۵۔ حضرت عائشہ عبد اللہ بن زبیر کی خالہ تھیں۔

۱۶۔ یہ نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۳ کا حصہ ہے۔

۱۷۔ رحبہ کوفہ کے ایک محلہ کا نام ہے۔

۱۸۔ اس خطبہ کے بعض اقتباسات نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۲۳ سے ہیں اب دیکھیں کہ اخبار الطوال نہج البلاغہ سے ۳۰ سال پہلے لکھی گئی۔ یہ اس خطبہ کے معتبر ہونے کے لئے سند ہے۔

۱۹۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۳

۲۰۔ آج کل جہاں بغداد ہے۔

۲۱۔ صفین کے جنوب میں واقع شہر کا نام ہے۔

۲۲۔ بہت بڑا شہر ہے دجلہ کے کنارے پر واقع ہے دیار بکر کا مرکز ہے

۲۳۔ دیار بکر میں رومیوں کا شہر ہے۔

۲۴۔ ساحل فرات پر واقع جزائر سے ہے (جزیرہ دجلہ اور فرات کے درمیان ہے)

۲۵۔ مناقب خوارزمی ص ۸ لوا جتمع الناس علی حب علی لما خلق اللہ النار۔

۲۶۔ قتل فی محراب عبادتہ لشدۃ عدلہ۔

۲۷۔ صفین۔ صاد اور فاپر کسرہ ہے۔ یہ نام ہے اس مقام کا جو فرات کے غربی جانب برقہ اور بالس کے درمیان ہے۔ یہ جنگ ۳۷ ہجری اول ماہ صفر کو ہوئی۔

۲۸۔ اس کا بعض حصہ نہج البلاغہ کے خط نمبر۶ و خط نمبر ۶۴ میں ہے۔

۲۹۔ ظاہرا" اس سے معاویہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر یہاں تجھے قید کرکے قتل کردوں تو تم کیا کروگے۔ ؟؟

۳۰۔ حضرت عمر کے قتل کے بعد عبد اللہ نے ہرمذان کو قتل کر دیا تھا۔ طبقات بن سعد جلد ۳ ص ۳۵۰

۳۱۔ یہ خطوط نہج البلاغہ میں نہیں ہیں البتہ ان کے ابعاض اور خطوط میں ہیں۔

۳۲۔ یہ موضوع قابل اہمیت ہے اور اخبار الطوال میں ہے۔

۳۳۔ شام کے راستہ پر کوفہ کے قریب ایک شہر ہے۔

۳۴۔ فرات کے رود خانہ کے بائیں کنارہ پر شہر ہے یہ عراق کے شمال مشرق میں ہے۔ اور بہت قدیمی شہر ہے۔

۳۵۔ علاقائی شہر محمترین ہے۔

۳۶۔ بلیخ رقہ کے نزدیک ایک جگہ ہے۔

۳۷۔ اس موقع پر یعنی جناب امیرؑ نے پانی کے لئے حملہ کرنے سے پہلے مختصر تقریر اور اشعار کہے۔

۳۸۔ یہ صحابی تھا۔ حضرت عمر نے اسے حمص شہر کی قضاوت پر مامور کیا۔ جنگ صفین میں معاویہ کی طرف سے لڑا اور قتل ہوا۔

۳۹۔ ابو صرمہ کا نام طفیل ہے۔

۴۰۔ یہ عتبہ معاویہ کا بھائی تھا اور جعدہ، حضرت علیؑ کی بہن ام ھانی کا فرزند تھا۔ حضرت علیؑ کی بیٹی ام الحسن کا شوہر اور حضرت علیؑ کی طرف سے صوبہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۴۱۔ عمرو بن سفیان المعروف ابو اعور قبیلہ سلیم کے معاویہ کا ساتھی تھا اس کی ماں عیسائی اور باپ نے جنگ احد میں کافروں کی معیت میں جنگ لڑی۔

۴۲۔ عبد اللہ بن جعفر طیار، انہیں آنحضرتؐ کی صحابیت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب حضرت جعفر اور ان کی بیوی اسما بنت عمیس حبشہ ہجرت کر کے گئے تو وہاں پیدا ہوئے۔ اس سرزمین پر پہلا مسلمان شخص ہے جو پیدا ہوا۔ یہ جناب زینبؑ کے شوہر تھے۔ اور عرب میں بخشش میں مشہور تھے۔

۴۳۔ اس سے مراد بکری ہے۔

۴۴۔ اوس بہت بڑے شاعر تھے۔ ۵۳۰ میلادی میں پیدا ہوئے اور ۶۲۰ میں انتقال کیا۔

۴۵۔ یہ تینوں معاویہ کے آدمی تھے۔

۴۶۔ حکم کا مطلب فیصلہ کے ہے اس سے مراد ہے جب دو گروہ جھگڑا کریں تو ایسے شخص کو فیصلہ کے لئے معین کریں جس پر فریقین راضی ہوں۔

۴۷۔ یا حصین ہے۔

۴۸۔ یہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا تھا۔ اس کا باپ اور چچا مسلمانوں کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے اس نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ فلاں پانچ کو چھ کے ساتھ ضرب نہیں جانتا ضرب المثل ہے۔

۴۹۔ دومتہ الجندل نجد کے شمال میں ایک جگہ ہے۔ اب سعودی عرب میں ہے۔ اس کے دوسرا نام جوف السرحان ہے۔

۵۰۔ شریح بن ھانی پیغمبرؐ کے صحابی تھے۔ آنحضرتؐ نے ان کے لئے دعا کی کہ یہ حضرت علیؑ کے بزرگ اصحاب سے ہوں گے ۷۸ ہجری میں سیستان کے کافروں سے جنگ کرتے ہوئے ۱۲۰ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

۵۱۔ طائف مکہ کے جنوب مشرق میں سرات کی پہاڑیوں میں واقع ایک شہر ہے۔ جو سطح سمندر سے ۵۰۰۰ کی بلندی پر ہے۔ اس کی آب و ہوا خوشگوار ہے۔

۵۲۔ سورہ بنی اسرائیل آیتہ نمبر۳۶

۵۳۔ ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی تھی جو پہلے آنحضرتؐ کی پھوپھی کے بیٹے عبد اللہ بن جحش کی بیوی تھی۔ اس نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی یہ حبشہ میں فوت ہوا اور ہجرت کے ساتویں سال آنحضرتؐ نے ام حبیبہ کے ساتھ شادی کی۔

۵۴۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۵۵

۵۵۔ سورہ جمعہ آیہ نمبر۶

۵۶۔ یہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۹۳ کا جملہ ہے۔ (فانی فقات عین الفتنۃ) میں نے فتنہ کی آنکھ کو دبا دیا ہے۔

۵۷۔ سورہ ص آیتہ نمبر۳۶

۵۸۔ سورہ مائدہ آیتہ نمبر۴۷

۵۹۔ اس کا نام شنجبر بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔

۶۰۔ سورہ قصص آیت نمبر۲۰

۶۱۔ سیب پانی کی جگہ کو کہتے ہیں کئی جگہ کا نام ہے۔ کوفہ' بصرہ' خوارزم میں ہے۔

۶۲۔ انبار یہ شہر فرات کے بائیں جانب عراق کے شمال مشرق میں ہے اور بغداد سے بارہ فرسنگ دور ہے۔

۶۳۔ دیر عاقول دجلہ کے ساحل پر واقع ہے۔ یہ شہر بغداد سے پندرہ فرسنگ دور ہے۔

۶۴۔ یہ شہر بغداد اور دجلہ سے چار فرسنگ دور ہے۔

۶۵۔ ظالم بن عمر دئلی ہے اور بعض عرب دیلی کا تلفظ کرتے ہیں اور یہ زیادہ اپنی کنیت ابوالاسود سے معروف تھے۔

۶۶۔ عراق میں ایک بہت بڑا دیہات ہے۔

۶۷۔ وہ سابقہ جو عمرؓ سعد بن عبادہ' قیس' عبد اللہ بن عمر کے درمیان تھا۔ بعید ہے کہ انہوں نے یہ بات عمر کے ساتھ عقیدت کے طور پر کہی ہو بلکہ قیس کو غصہ دلانے کے لئے کہا ہے۔ اور اس نے بھی مناسب جواب دیا

ہے۔

۶۸۔ سورہ آل عمران آیت ۵۴

۶۹۔ سورہ قصص آیت نمبر ۵۰

۷۰۔ نہروان کے قریب ایک بغداد کا پہاڑی شہر ہے۔

۷۱۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۲۷ بعض نے کہا ہے حضرتؑ نے اسے خود بیان فرمایا

۷۲۔ رحبہ ایک قدیمی شہر ہے جو فرات کے بائیں کنارے پر شام اور عراق کے درمیان واقع ہے اس کا نام میادین اور فرضہ بھی ہے اور بعض حومہ کوفہ کہتے ہیں۔

۷۳۔ ان تینوں کے ناموں کے بارے میں ----- ابن ملجم کے نام پر مؤرخین کا اتفاق ہے اور دوسرے دو کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۷۴۔ اس سال ۲۱ ماہ رمضان کو شہید ہوئے۔

۷۵۔ شیعہ روایات کے مطابق امام حسنؑ نے تلوار کے ایک ہی وار سے ابن ملجم کا سر تن سے جدا کر دیا۔

۷۶۔ کوفہ کے نزدیک نجف نامی جگہ پر دشمنوں اور منافقوں کے خوف سے چھپا کر دفن کئے گئے۔